

# کلیاتِ ساحر

ساحر لدھیانوی



کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے

# فہرست

13	ردِ عمل
13	ایک منظر
14	ایک واقعہ
14	یکسوئی
15	محبت ترک کی میں نے، گریباں سی لیا میں نے
16	شہکار
17	نذرِ کالج
18	دیکھا تو تھا یونہی کسی غفلت شعار نے
19	معذوری
21	خانہ آبادی۔ ایک دوست کی شادی پر
22	سرزمینِ یاس
25	خوددارپوں کے خون کو ارضاں نہ کر سکے
26	شکست
27	تنگ آچکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم
28	کسی کو اداس دیکھ کر
31	ہوں نصیبِ نظر کو کہیں قرار نہیں
32	میرے گیت
34	اشعار
34	سوچتا ہوں
36	ناکامی
37	مجھے سوچنے دو
38	اشعار
39	صبحِ نوروز
41	گریز
43	کچھ باتیں
44	چٹکے
46	طرحِ نو
48	تاجِ محل

95	جب بھی ان کی توجہ میں کمی پائی گئی
96	حنا غیر
98	ہر قدم مرحلہ دار و صلیب آج بھی ہے
99	بشرط استواری
100	انتظار
101	حیرتی آواز
103	بہز کا رہے ہیں آگ لب نغمہ گر سے ہم
103	خوبصورت موڑ
104	اس طرف سے گزرے تھے قافلے بہاروں کے
105	مرے عہد کے حسینو
107	آوازِ آدم
108	پر چھائیاں۔ ایک طویل نظم
119	آؤ کہ کوئی خواب بنیں
119	وجہ بے رنگی گزار کہوں تو کیا ہو
119	نہ منہ چھپا کے جئے ہم نہ سر جھکا کے جئے
120	آؤ کہ کوئی خواب بنیں
121	بہت سٹھن ہے
122	قطعات
123	اب آئیں یا نہ آئیں
124	ایک ملاقات
125	خون پھر خون ہے
126	ہم عصر
128	لب پر پابندی تو ہے
129	جواہر لال نہرو
131	اے شریف انسانو
133	کیوں ہو؟
134	اہل دل اور بھی ہیں
135	۲۶ جنوری
136	میں زندہ ہوں

49	لمحہ رغبت
50	طلوع اشتر اکیٹ
51	اجنبی محافظ
54	بلادا
56	شہزادے
57	شعاع فردا
57	پنگال
58	فنکار
59	کبھی کبھی
61	فرار
62	کل اور آج
64	ہراسن
65	اسی دور ہے پر
67	ایک تصویر رنگ
69	ایک شام
70	احساس کا مران
71	میں نہیں تو کیا
72	خود کشی سے پہلے
74	پھر وہی کج نفس
76	یہ کس کا لہو ہے
77	میرے گیت تمہارے ہیں
79	اشعار
80	نور جہاں کے مزار پر
82	جاگیر
83	مادام
85	مقاہمت
86	آج
89	اشعار
90	نیا سفر پرانے چراغ گل کر دو
91	ٹکست زنداں
93	لیونڈر دے رہی ہے حیات

165 پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہوگی (دو گانا)  
 166 مرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو میں بتا دوں  
 166 ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل میں بسا دیں تو (دو گانا)  
 168 نظر سے دل میں سامنے والے  
 168 یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا ہے  
 169 پگھلا ہے سونا دور رنگن پر  
 170 پریتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ہے  
 170 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 171 دور رہ کر نہ کرو بات قریب آ جاؤ  
 172 کشتی کا خاموش سفر ہے شام بھی ہے تہائی بھی (دو گانا)  
 173 کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ اٹھی  
 174 چہرے پہ خوشی چھا جاتی ہے آنکھوں میں سرور آ جاتا ہے  
 175 یہ پریتوں کے دائرے یہ شام کا دھواں  
 176 ہر وقت ترے حسن کا ہوتا ہے سماں اور  
 176 غم میں جو نکھرا ہے اس حسن کا کیا کہنا  
 177 طے جتنی شراب میں تو پیتا ہوں  
 178 مقدر کا لکھا تھا نہیں آنسو بہانے سے  
 179 یہ حسن مرا یہ عشق ترا رنگین تو ہے بدنام کبھی  
 180 مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا  
 181 آج کی رات مراؤں کی برات آئی ہے  
 182 شعر کا حسن ہو، نغموں کی جوانی ہو تم  
 182 ہم جب چلیں تو یہ جہاں جھوٹے  
 183 تم بھی چلو ہم بھی چلیں، چلتی رہے زندگی  
 184 نہ تو کارواں کی تلاش ہے نہ تو ہم سفر کی تلاش ہے (دو گانا)  
 186 یار ہی میرا کپڑا تھا یا رہی میرا گہنا  
 187 ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی  
 188 سرگئی رات ہے ستارے ہیں  
 189 فہم و شعر کی سوغات کسے پیش کروں

136 جشن غالب  
 138 گاندھی ہو یا غالب ہو  
 139 دیکھا ہے زندگی کو  
 140 لینن۔ ۱۹۱۷ء  
 140 لینن۔ ۱۹۷۰ء  
 141 صدیوں سے  
 142 اسے نئی نسل!  
 145 نے میں کچھ نہیں  
 145 دل ابھی.....!  
 146 یہ زمیں جس قدر را  
 147 بڑی طاقتیں  
 147 لشکر کشتی  
 148 .....مگر ظلم کے خلاف  
 149 توڑ دیں گے ہر اک شے سے رشتہ  
 150 بات کریں  
 150 پیار کا تھنہ  
 151 میں یں دو مل کا شاعر ہوں  
 152 گو مسلک تسلیم و رضا  
 153 جو لطیف مباحثی ہے.....!  
 154 ورثہ  
 157 گلشن گلشن پھول  
 157 .....ناوار تک نہیں پہنچا  
 158 آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو  
 160 گاتا جائے بنجارہ۔ ساحر کے گیت  
 160 کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے  
 160 سب میں شامل ہو مگر سب سے جدا لگتی ہو  
 162 شرما کے یوں نہ دیکھ ادا کے مقام سے  
 162 میں نے دیکھا ہے کہ پھولوں سے لدی شاخوں میں (دو گانا)  
 164 جانے کیا تو نے کہی

217 آپ نہ جانے مجھ کو سمجھتے ہیں کیا؟  
 218 رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں  
 219 چھو لینے دو نازک ہونٹوں کو کچھ اور نہیں ہے جام ہے یہ  
 219 یہ رات یہ چاندنی بھر کہاں  
 220 تم اپنا رنج و غم اپنی پریشانی مجھے دے دو  
 221 پونچھ کر اٹک اپنی آنکھوں سے مسکراؤ تو کوئی بات بنے  
 222 میں جاگوں ساری رین جن تم سو جاؤ  
 222 ہر طرف حسن ہے جوانی ہے  
 224 نہیں کیا تو کر کے دیکھ  
 225 فیروں پہ کرم انہوں پہ ستم  
 226 تم اگر مجھ کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں  
 227 اس جان دو عالم کا جلوہ  
 229 جو ہم میں ہے وہ متوالی ادا سب میں نہیں ہوتی  
 231 ہر طرح کے جذبات کا اعلان ہیں آنکھیں  
 232 چپو تو ایسے جو جیسے سب تمہارا ہے  
 233 بگلی آگ سے ساغر بھر لے  
 234 موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کل نہ ملے گا  
 234 بانٹ کے کھاؤ اس میں بانٹ کے بوجھ اٹھاؤ  
 235 تو رامن در پن کہلائے.....  
 236 اسے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
 236 من رے تو کا ہے نہ دھیر دھرے  
 237 تدبیر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنا لے  
 238 کل جہاں بستی تھیں خوشیاں آج ہے ماتم وہاں  
 239 اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن  
 240 تم چل جاؤ گے پر چھائیاں رہ جائیں گی  
 241 سانجھ کی لالی سلگ سلگ کر بن گئی کالی دھول  
 241 میں جب بھی اکیلے ہوتی ہوں  
 242 آنکھ کھلتے ہی تم چھپ گئے ہو کہاں

189 اپنا دل پیش کروں اپنی وفا پیش کروں  
 190 سلام حسرت قبول کر لو  
 191 بھولے سے محبت کر بیٹھا ناداں تھا پھارا دل ہی تو ہے  
 191 بھول سکتا ہے بھلا کون یہ پیاری آنکھیں  
 191 یہ بہاروں کا سماں چاند تاروں کا سماں  
 192 آج جن سو ہے انگ لگا لو جنم پھل ہو جائے  
 193 ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں (دو گانا)  
 194 آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟  
 195 مطلب نکل گیا ہے تو پہچانتے نہیں  
 198 مجھے گلے سے لگا لو بہت اداس ہوں میں  
 198 نیلے گلن کے تلے دھرتی کا پیار پلے  
 199 کسی پتھر کی صورت سے محبت کا ارادہ ہے  
 199 جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا (دو گانا)  
 200 تیرے در پہ آیا ہوں کچھ کر کے جاؤں گا  
 202 تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو  
 202 جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں  
 203 غم کیوں ہو؟  
 204 میں ہر اک پل کا شاعر ہوں  
 205 یوں تو حسن ہر جگہ ہے لیکن اس قدر نہیں  
 206 ساتھی ہاتھ بڑھانا  
 207 یہ دلش ہے دیر جوانوں کا  
 208 دھرتی ماں کا مان ہمارا پیارا لال نشان  
 210 وہ صبح کبھی تو آئے گی  
 210 وہ صبح ہمیں سے آئے گی  
 212 رات کے رات ہی تھک مت جانا صبح کی منزل دور نہیں  
 213 رات بھر کا ہے مہماں اندھیرا  
 214 اب کوئی گلشن نہ اُجڑے اب وطن آزاد ہے  
 215 زور لگا کے..... ہیا

268 محفل سے اٹھ جانے والو  
 269 تم نے کتنے چنے دیکھے  
 269 دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے  
 270 سنبھل اے دل! ترپنے اور ترپانے سے کیا ہوگا  
 271 نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے  
 272 وفا کے نام پہ کتنے گناہ ہوتے ہیں  
 273 جیون کے سفر میں راہی  
 274 مایوس تو ہوں وعدے سے ترے  
 275 اب وہ کرم کریں کہ ستم میں نشے میں ہوں  
 275 میری مانگ کے رنگ میں تو نے راکھ چٹا کی بھر دی  
 276 لوگ عورت کو فقط جسم سمجھ لیتے ہیں  
 277 بول نہ بول اے جانے والے  
 278 یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا  
 279 دیواروں کا جنگل جس کا آبادی ہے نام  
 281 موت کتنی بھی سنگدل ہو مگر زندگی سے تو مہرباں ہوگی  
 281 سنسار کی ہر شے کا اتنا ہی فسانہ ہے  
 282 میں زندگی کا ساتھ بھٹاتا چلا گیا  
 283 زندگی ظلم سہی، غم ہی سہی  
 284 بستی بستی پریت پریت گاتا جائے بخارہ  
 285 اپنا دنیا یہ صدیوں سے چھائی ہوئی ظلم  
 286 یہ دنیا دور کی ہے  
 287 کیا ملے ایسے لوگوں سے جن کی فطرت چھپی رہے  
 288 مہرباں کیسے کیسے قدرداں کیسے کیسے  
 289 دھرتی کی سنگتی چھاتی سے بے چین شرارے پوچھتے ہیں  
 290 میں نے پی شراب تم نے کیا پیا؟ آدمی کا خون  
 292 انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے  
 293 خدائے برتر! تری زمیں پر  
 294 برسرِ رام دھڑا کے سے

243 بر بادِ محبت کی دعا ساتھ لیے جا  
 244 ہم انتظار کریں گے ترا قیامت تک  
 245 اتنی حسیں اتنی جواں رات کیا کریں  
 245 جو بات تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں!  
 246 ہر چیز زمانے کی جہاں پر تھی وہیں ہے  
 247 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 248 سب میں اس کا نور سایا  
 248 چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا  
 248 ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو مٹھی مٹھی دو باتیں  
 250 بلے بلے بھی رہی دوپٹے والے  
 251 ادھر آ آ آ آ بھی جا  
 252 راز کی بات ہے محفل میں کہیں یا نہ کہیں  
 253 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 255 مرے نعروں میں مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
 255 ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
 256 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 257 کبھی خود کبھی حالات پہ رونا آیا  
 258 اشکوں میں جو پایا ہے وہ گیتوں میں دیا ہے  
 259 میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
 259 بچا دیے ہیں خود اپنے ہاتھوں محبتوں کے دیے جلا کے  
 260 تری دنیا میں جیسے سے تو بہتر ہے کہ مر جائیں  
 261 تنگ آ چکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم  
 261 تم اپنا جہاں دنیا والو!  
 262 دو بوندیں ساون کی  
 263 ہر کوئی دل کی چاہت سے مجبور ہے  
 264 جانے وہ کیسے لوگ تھے  
 265 آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم  
 266 ان ابلے محلوں کے تلے

## ردِ عمل

چند کلیاں نشاط کی چن کر  
مدتوں مَحْوَ یاس رہتا ہوں  
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی  
تجھ سے مل کر اُداس رہتا ہوں

## ایک منظر

افق کے درپے سے کرنوں نے جھانکا  
فضا تن گئی راستے مسکرائے  
سنئے لگی نرم کھرے کی چادر  
جواں شاخساروں نے گھونگھٹ اٹھائے  
پرندوں کی آواز سے کھیت چونکے  
پراسرار نے میں رہت گنگنائے  
حسین شبنم آلود پگڈنڈیوں سے  
لپٹنے لگے سبز پیڑوں کے سائے  
وہ دور ایک ٹیلے پہ آنچل سا جھلکا  
تصور میں لاکھوں دیئے جھلملائے

295

296

298

299

300

301

301

302

303

304

305

306

307

309

310

311

312

313

314

316

317 415

416

عورت نے جنم دیا مردوں کو

یہ کوپے یہ ٹیلا مگر دکشی کے

لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں کیسے

کام کر دودھ اور لوبھ کا مارا جگت نہ آیا راس

کیسے میں رہو یا کاشی میں

ایشور اللہ تیرے نام

سنسار سے بھاگے پھرتے ہو

آنا ہے تو آ

تری ہے زمیں تیرا آسمان!

بچے من کے بچے

تو میرے پیار کا بھول ہے کہ مری بھول ہے

تو میرے ساتھ رہے گا سنے

اے میرے ننھے گلنام

تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں

ترا مجھ سے ہے پہلے کا ناتا کوئی

میرے بھیا، میرے چندا، میرے امول رتن

بابل کی دعائیں لیتی جا

تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا

مفتقرق اشعار

ساوون رُست آئی

ساحر کے غیر مطبوعہ قلمی نغے

چوہدری افضل حق

## ایک واقعہ

اندھیری رات کے آنگن میں یہ صبح کے قدموں کی آہٹ  
یہ بھگی بھگی سرد ہوا یہ ہلکی ہلکی دھندلاہٹ

گاڑی میں ہوں تنہا محو سفر اور نیند نہیں ہے آنکھوں میں  
بھولے بسرے ارمانوں کے خوابوں کی زمیں ہے آنکھوں میں

اگلے دن ہاتھ ہلاتے ہیں پچھلی پٹتیں یاد آتی ہیں  
گم گشتہ خوشیاں آنکھوں میں آنسو بن کر لہراتی ہیں

سینے کے ویراں گوشوں میں اک ٹیس سی کروٹ لیتی ہے  
ناکام اُمٹگیں روتی ہیں ، اُمید سہارے دیتی ہے

وہ راہیں ذہن میں گھومتی ہیں جن راہوں سے آج آیا ہوں  
کتنی اُمید سے پہنچا تھا، کتنی مایوسی لایا ہوں!

## یکسوئی

عہدِ گم گشتہ کی تصویر دکھاتی کیوں ہو؟

ایک آوارہ منزل کو ستاتی کیوں ہو؟

وہ حسیں عہد جو شرمندہ ایفا نہ ہوا

اس حسیں عہد کا مفہوم جتنی کیوں ہو؟  
زندگی شعلہ بے باک بنا لو اپنی!  
خود کو خاکستر خاموش بناتی کیوں ہو؟  
میں تصوف کے مراحل کا نہیں ہوں قائل  
میری تصویر پہ تم پھول چڑھاتی کیوں ہو؟  
کون کہتا ہے کہ آہیں ہیں مصائب کا علاج  
جان کو اپنی عبث روگ لگاتی کیوں ہو؟  
ایک سرکش سے محبت کی تمنا رکھ کر!  
خود کو آئین کے پھندوں میں پھنساتی کیوں ہو؟  
میں سمجھتا ہوں تقدس کو تمدن کا فریب!  
تم رسومات کو ایمان بناتی کیوں ہو؟  
جب تمہیں مجھ سے زیادہ ہے زمانے کا خیال  
پھر مری یاد میں یوں اشک بہاتی کیوں ہو؟  
تم میں ہمت ہے تو دنیا سے بغاوت کر دو  
ورنہ ماں باپ جہاں کہتے ہیں شادی کر لو



محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے  
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے



ابھی زندہ ہوں لیکن سوچتا رہتا ہوں خلوت میں  
کہ اب تک کس تمنا کے سہارے جی لیا میں نے

انہیں اپنا نہیں سکتا، مگر اتنا بھی کیا کم ہے  
کہ کچھ مدت حسیں خوابوں میں کھو کر جی لیا میں نے

بس اب تو دامنِ دل چھوڑ دو بیکار امیدو!  
بہت دکھ سہ لیے میں نے بہت دن جی لیا میں نے

### شہکار

مصور! میں ترا شہکار واپس کرنے آیا ہوں

اب ان رنگین رخساروں میں تھوڑی زردیاں بھر دے  
حجابِ آلود نظروں میں ذرا بے باکیاں بھر دے

لبوں کی بھیگی بھیگی سلوٹوں کو مضحل کر دے  
نمایاں رنگِ پیشانی پہ عکسِ سوزِ دل کر دے

تبسمِ آفریں چہرے میں کچھ سنجیدہ پن بھر دے  
جواں سینے کی مخروطی اٹھانیں سرنگوں کر دے

گھنے بالوں کو کم کر دے مگر رخشندگی دے دے  
نظر سے تمکنت لے کر مذاقِ عاجزی دے دے

مگر ہاں بیچ کے بدلے اسے صوفے پہ بٹھلا دے  
یہاں میری بجائے اک چمکتی کار دکھلا دے

### نذرِ کالج

لدھیانہ گورنمنٹ کالج ۱۹۴۳ء

اے سرزمینِ پاک کے یارانِ نیک عام

باصدِ خلوص شاعرِ آوارہ کا سلام

اے وادیِ جمیل مرے دل کی دھڑکنیں

آدابِ کہہ رہی ہیں تری بارگاہ میں!

تو آج بھی ہے میرے لیے جنتِ خیال

ہیں تجھ میں دفنِ میری جوانی کے چار سال

کملائے ہیں یہاں پہ مری زندگی کے پھول

ان راستوں میں دفن ہیں میری خوشی کے پھول

تیری نوازشوں کو بھلایا نہ جائے گا

ماضی کا نقشِ دل سے مٹایا نہ جائے گا

تیری نشاطِ خیز فضاے جواں کی خیر



دیکھا تو تھا یونہی کسی غفلت شعار نے  
دیوانہ کر دیا دل بے اختیار نے

اے آرزو کے دھندلے خرابو! جواب دو  
پھر کس کی یاد آئی تھی مجھ کو پکارنے

تجھ کو خبر نہیں، مگر اک سادہ لوح کو  
برباد کر دیا ترے دو دن کے پیار نے

میں اور تم سے ترک محبت کی آرزو  
دیوانہ کر دیا ہے غم روزگار نے

اب اے دل تباہ ترا کیا خیال ہے  
ہم تو چلے تھے کاکل گیتی سنوارنے

### معذوری

خلوت و جلوت میں تم مجھ سے ملی ہو بارہا  
تم نے کیا دیکھا نہیں، میں مسکرا سکتا نہیں

گلابے رنگ و بو کے حسین کارواں کی بغیر  
دور خزاں میں بھی تری کلیاں کھلی رہیں  
تا حشر یہ حسین فضا میں بسی رہیں!  
ہم ایک خار تھے جو چمن سے نکل گئے  
تنگ وطن تھے حد وطن سے نکل گئے  
گائے ہیں اس فضا میں وفاؤں کے راگ بھی  
نغمات آتشیں سے بکھیری ہے آگ بھی!  
سرکش بنے ہیں، گیت بغاوت کے گائے ہیں  
برسوں نئے نظام کے نقشے بنائے ہیں  
نغمہ نشاط روح کا گایا ہے بارہا  
گیتوں میں آنسوؤں کو چھپایا ہے بارہا!  
معصومیوں کے جرم میں بدنام بھی ہوئے  
تیرے طفیل مورد الزام بھی ہوئے  
اس سرزمین پہ آج ہم اک بار ہی سہی  
دنیا ہمارے نام سے بیزار ہی سہی

لیکن ہم ان فضاؤں کے پالے ہوئے تو ہیں  
گریاں نہیں تو یاں سے نکالے ہوئے تو ہیں

میں کہ مایوسی مری فطرت میں داخل ہو چکی  
جبر بھی خود پر کروں تو گنگنا سکتا نہیں

مجھ میں کیا دیکھا کہ تم الفت کا دم بھرنے لگیں  
میں تو خود اپنے بھی کوئی کام آ سکتا نہیں  
روح افزا ہیں جنون عشق کے نغمے مگر  
اب میں ان گائے ہوئے گیتوں کو گا سکتا نہیں

میں نے دیکھا ہے شکست ساز الفت کا سماں  
اب کسی تحریک پر برہنہ اٹھا سکتا نہیں  
دل تمہاری شدت احساس سے واقف تو ہے  
اپنے احساسات سے دامن چھڑا سکتا نہیں

تم مری ہو کر بھی بیگانہ ہی پاؤ گی مجھے  
میں تمہارا ہو کے بھی تم میں سا سکتا نہیں  
گائے ہیں میں نے خلوص دل سے بھی الفت کے گیت  
اب ریاکاری سے بھی چاہوں تو گا سکتا نہیں

کس طرح تم کو بنا لوں میں شریک زندگی  
میں تو اپنی زندگی کا بار اٹھا سکتا نہیں

یاس کی تاریکیوں میں ڈوب جانے دو مجھے  
اب میں شمع آرزو کی لو بڑھا سکتا نہیں



پھر نہ کیجئے مری گستاخ نگاہی کا گلہ  
دیکھئے آپ نے پھر پیار سے دیکھا مجھ کو

## خانہ آبادی

ایک دوست کی شادی پر

ترانے گونج اٹھے ہیں فضا میں شادیانوں کے  
ہوا ہے عطر آگیاں ذرہ ذرہ مسکراتا ہے

مگر دور ایک افسردہ مکاں میں سرد بستر پر  
کوئی دل ہے کہ ہر آہٹ پہ یوں ہی چوٹک جاتا ہے

مری آنکھوں میں آنسو آگئے نادیدہ آنکھوں کے  
مرے دل میں کوئی غمگین نغمہ سرسراتا ہے

یہ رسم انقطاع عہد الفت ، یہ حیات نو  
محبت رو رہی ہے اور تمدن مسکراتا ہے

یہ شادی خانہ آبادی ہو میرے محترم بھائی  
مبارک کہہ نہیں سکتا مرا دل کانپ جاتا ہے

## سرزمین یاس

جینے سے دل بیزار ہے  
ہر سانس اک آزار ہے  
کتنی حزیں ہے زندگی  
اندوگنیں ہے زندگی  
وہ بزمِ احباب وطن  
وہ ہم نوایانِ سخن  
آتے ہیں جس دم یاد اب  
کرتے ہیں دل ناشاد اب  
گزری ہوئی رنگینیاں  
کھوئی ہوئی دلچسپیاں  
پہروں زلاتی ہیں مجھے  
اکثر ستاتی ہیں مجھے  
وہ زمزمے وہ چہچہے  
وہ روح افزا قہقہے  
جب دل کو موت آئی نہ تھی

یوں بے حسی چھائی نہ تھی  
کالج کی رنگیں وادیاں  
وہ دل نشیں آبادیاں  
وہ نازنینانِ وطن

زہرہ جبینانِ وطن  
جن میں سے اک رنگین قبا  
آتشِ نفس، آتشِ نوا  
کر کے محبت آشنا  
رنگِ عقیدت آشنا  
میرے دلِ ناکام کو  
خونِ گشتہ، آلام کو  
داغِ جدائی دے گئی  
ساری خدائی لے گئی  
ان ساعتوں کی یاد میں  
ان راحتوں کی یاد میں  
مغموم سا رہتا ہوں میں  
غم کی کسک سہتا ہوں میں  
سنتا ہوں جب احباب سے  
تھے غمِ ایام کے

اور پورش افلاس سے  
 عصمت لٹا کر رہ گئیں  
 خود کو گنوا کر رہ گئیں  
 غمگین جوانی بن گئیں  
 رسوا کہانی بن گئیں  
 ان سے کبھی گلیوں میں اب  
 ہوتا ہوں میں دو چار جب  
 نظریں جھکا لیتا ہوں میں  
 خود کو چھپا لیتا ہوں میں  
 کتنی حزیں ہے زندگی  
 اندوگیں ہے زندگی



خود داریوں کے خون کو ارزاں نہ کر سکے  
 ہم اپنے جوہروں کو نمایاں نہ کر سکے  
 ہو کر خراب نئے ترے غم تو بھلا دیئے  
 لیکن غم حیات کا درماں نہ کر سکے  
 ٹوٹا طلسم عہدِ محبت کچھ اس طرح  
 پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کر سکے

بیتاب ہو جاتا ہوں میں  
 آہوں میں کھو جاتا ہوں میں  
 پھر وہ عزیز و اقربا  
 جو توڑ کر عہدِ وفا  
 احباب سے منہ موڑ کر  
 دنیا سے رشتہ توڑ کر  
 حدِ اُفق سے اُس طرف  
 رنگِ شفق سے اُس طرف  
 اک وادی خاموش کی  
 اک عالم بے ہوش کی  
 گہرائیوں میں سو گئے  
 تاریکیوں میں کھو گئے  
 ان کا تصور ناگہاں  
 لیتا ہے دل میں چٹکیاں  
 اور خوں رلاتا ہے مجھے  
 بے کل بناتا ہے مجھے  
 وہ گاؤں کی ہجولیاں  
 مفلوک دہقان زادیاں  
 جو دستِ فریٹ یاں سے

ہر شے قریب آ کے کشش اپنی کھو گئی  
وہ بھی علاجِ شوقِ گریزاں نہ کر سکے  
کس درجہ دل شکن تھے محبت کے حادثے  
ہم زندگی میں پھر کوئی ارماں نہ کر سکے  
مایوسیوں نے چھین لیے دل کے دلوے  
وہ بھی نشاطِ روح کا سماں نہ کر سکے

### شکست

اپنے سینے سے لگائے ہوئے اُمید کی لاش  
مدتوں زینت کو ناشاد کیا ہے میں نے  
تو نے تو ایک ہی صدمے سے کیا تھا دوچار  
دل کو ہر طرح سے برباد کیا ہے میں نے  
جب بھی راہوں میں نظر آئے حریری ملبوس  
سرد آہوں میں تجھے یاد کیا ہے میں نے

اور اب جب کہ مری روح کی پہنائی میں  
ایک سنان سی مغموم گھٹا چھائی ہے  
تو دیکھتے ہوئے عارض کی شعائیں لے کر  
گل شدہ شمعیں جلانے کو چلی آئی ہے

میری محبوب، یہ ہنگامہ تجدید وفا  
میری افسردہ جوانی کے لیے راس نہیں  
میں نے جو پھول چنے تھے ترے قدموں کے لیے  
ان کا دھندلا سا تصور بھی مرے پاس نہیں

ایک بے بستی اداسی ہے دل و جاں پہ محیط  
اب مری روح میں باقی ہے نہ اُمید نہ جوش  
رہ گیا دب کے گراں بار سلاسل کے تلے  
میری درماندہ جوانی کی اُمتگوں کا خروش

ریگ زاروں میں گولوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
سایہِ ابرِ گریزاں سے مجھے کیا لینا  
بجھ چکے ہیں میرے سینے میں محبت کے کنول  
اب ترے حسنِ پشیمان سے مجھے کیا لینا

تیرے عارض پہ یہ ڈھلکے ہوئے سمیں آنسو  
میری افسردگی غم کا مداوا تو نہیں  
تیری محبوب نگاہوں کا پیام تجدید  
اک طافی ہی سہی ..... میری تمنا تو نہیں



تنگ آ چکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم  
ٹھکرا نہ دیں جہاں کو کہیں بے دلی سے ہم

مایوسی مآلِ محبت نہ پوچھے  
 اپنوں سے پیش آئے ہیں بیگانگی سے ہم  
 لو آج ہم نے توڑ دیا ، رشتہ امید  
 لو اب کبھی گلہ نہ کریں گے کسی سے ہم  
 ابھریں گے ایک بار ابھی دل کے ولولے  
 گو دب گئے ہیں بار غم زندگی سے ہم  
 گر زندگی میں مل گئے پھر اتفاق سے  
 پوچھیں گے اپنا حال تری بے بسی سے ہم  
 اللہ رے فریبِ مشیت کہ آج تک  
 دنیا کے ظلم سہتے رہے خامشی سے ہم

### کسی کو اداس دیکھ کر

تمہیں اداس سا پاتا ہوں میں کئی دن سے  
 نہ جانے کون سے صدمے اٹھا رہی ہو تم  
 وہ شوخیاں وہ تبسم وہ قہقہے نہ رہے  
 ہر ایک چیز کو حسرت سے دیکھتی ہو تم  
 چھپا چھپا کے خاموشی میں اپنی بے چینی

خود اپنے راز کی تشہیر بن گئی ہو تم  
 مری امید اگر مٹ گئی ، تو مٹنے دو  
 امید کیا ہے بس اک پیش و پس ہے کچھ بھی نہیں  
 میری حیات کی غمگینوں کا غم نہ کرو  
 غم حیاتِ غم یک نفس ہے کچھ بھی نہیں  
 تم اپنے حسن کی رعنائیوں پہ رحم کرو  
 وفا فریب ہے ، طولِ ہوس ہے کچھ بھی نہیں

مجھے تمہارے تغافل سے کیوں شکایت ہو؟  
 مری فنا میرے احساس کا تقاضا ہے  
 میں جانتا ہوں کہ دنیا کا خوف ہے تم کو  
 مجھے خبر ہے یہ دنیا عجیب دنیا ہے  
 یہاں حیات کے پردے میں موت پلتی ہے  
 شکست ساز کی آواز روحِ نغمہ ہے

مجھے تمہاری جدائی کا کوئی رنج نہیں  
 مرے خیال کی دنیا میں میرے پاس ہو تم  
 یہ تم نے ٹھیک کہا ہے تمہیں ملا نہ کروں  
 مگر مجھے یہ بتا دو کہ کیوں اداس ہو تم  
 خفا نہ ہونا مری جرأتِ مخاطب پر؟  
 تمہیں خبر ہے مری زندگی کی آس ہو تم

مرا تو کچھ بھی نہیں ہے میں رو کے جی لوں گا  
مگر خدا کے لیے تم اسیرِ غم نہ رہو  
ہوا ہی کیا جو زمانے نے تم کو چھین لیا  
یہاں پہ کون ہوا ہے کسی کا ، سوچو تو  
مجھے قسم ہے مری دکھ بھری جوانی کی  
میں خوش ہوں میری محبت کے پھول ٹھکرا دو

میں اپنی روح کی ہر اک خوشی مٹا لوں گا  
مگر تمہاری مسرت مٹا نہیں سکتا  
میں خود کو موت کے ہاتھوں میں سوپ سکتا ہوں  
مگر یہ بارِ مصائب اٹھا نہیں سکتا  
تمہارے غم کے سوا اور بھی تو غم ہیں مجھے  
نجات جن سے میں اک لمحہ پا نہیں سکتا

یہ اونچے اونچے مکانوں کی ڈیوڑھیوں کے تلے  
ہر ایک گام پہ بھوکے بھکاریوں کی صدا  
ہر ایک گھر میں ہے افلاں اور بھوک کا شور  
ہر ایک سمت یہ انسانیت کی آہ و بکا  
یہ کارخانوں میں لوہے کا شور و غل جس میں  
ہے دفن لاکھوں غریبوں کی روح کا نغمہ

یہ شاہراہوں پہ رنگین ساڑھیوں کی جھلک

یہ جھونپڑوں میں غریبوں کے بے کفن لاشے  
یہ مال روڈ پہ کاروں کی ریل پیل کا شور  
یہ پٹریوں پہ غریبوں کے زرد رو بچے  
گلی گلی میں یہ بکتے ہوئے جواں چہرے  
حسین آنکھوں میں افسردگی سی چھائی ہوئی  
یہ جنگ اور یہ میرے وطن کے شوخ جواں  
خریدی جاتی ہیں اٹھتی جوانیاں جن کی  
یہ بات بات پہ قانون و ضابطے کی گرفت  
یہ ذلتیں ، یہ غلامی یہ دورِ مجبوری  
یہ غم بہت ہیں مری زندگی مٹانے کو  
اداس رہ کے مرے دل کو اور رنج نہ دو



ہوں نصیبِ نظر کو کہیں قرار نہیں  
میں منتظر ہوں مگر تیرا انتظار نہیں  
ہی سے رنگِ گلستاں، ہی سے رنگِ بہار  
ہی کو نظمِ گلستاں پہ اختیار نہیں  
ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب



ابھی حیات کا ماحول خوشگوار نہیں

تمہارے عہد وفا کو میں عہد کیا سمجھوں

مجھے خود اپنی محبت پہ اعتبار نہیں

نہ جانے کتنے گلے اس میں مضطرب ہیں ندیم

وہ ایک دل جو کسی کا گلہ گزار نہیں

گریز کا نہیں قائل حیات سے لیکن

جو سچ کہوں کہ مجھے موت ناگوار نہیں

یہ کس مقام پہ پہنچا دیا زمانے نے

کہ اب حیات پہ تیرا بھی اختیار نہیں

## میرے گیت

مرے سرکش ترانے سن کے دنیا یہ سمجھتی ہے

کہ شاید میرے دل کو عشق کے نغموں سے نفرت ہے

مجھے ہنگامہ جنگ و جدل میں کیف ملتا ہے

مری فطرت کو خوں ریزی کے افسانے سے رغبت ہے

مری دنیا میں کچھ وقعت نہیں ہے رقص و نغمہ کی

مرا محبوب نغمہ شور آہنگ بغاوت ہے

مگر اے کاش دیکھیں وہ مری پرسوز راتوں کو

میں جب تاروں پر نظریں گاڑ کر آنسو بہاتا ہوں

تصور بن کے بھولی وارداتیں یاد آتی ہیں

تو سوز و درد کی شدت سے پہروں تلملاتا ہوں

کوئی خوابوں میں خوابیدہ اُمنگوں کو جگاتی ہے

تو اپنی زندگی کو موت کے پہلو میں پاتا ہوں

میں شاعر ہوں مجھے فطرت کے نظاروں سے اُلفت ہے

مرا دل دشمن نغمہ سرائی ہو نہیں سکتا

مجھے انسانیت کا درد بھی بخشا ہے قدرت نے

مرا مقصد فقط شعلہ نوائی ہو نہیں سکتا

جواں ہوں میں جوانی لغزشوں کا ایک طوفان ہے

مری باتوں میں رنگ پارسائی ہو نہیں سکتا

مرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے

کہ جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو

غریبوں مفلسوں کو بے کسوں کو بے سہاروں کو

سکتی نازنینوں کو ، ترپتے نوجوانوں کو

حکومت کے تشدد کو امارت کے تکبر کو

کسی کے چیتھڑوں کو اور شہنشاہی خزانوں کو

تو دل تاب نشاطِ بزمِ عشرت لا نہیں سکتا

میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا :

## اشعار

ہر چند مری قوت گفتار ہے مجبوس  
خاموش مگر طبع خود آرا نہیں ہوتی

معمورۂ احساس میں ہے حشر سا برپا  
انسان کی تذلیل گوارا نہیں ہوتی

نالائ ہوں میں بیداری احساس کے ہاتھوں  
دنیا مرے افکار کی دنیا نہیں ہوتی

بیگانہ صفت جاوہ منزل سے گزر جا  
ہر چیز سزا وار نظارہ نہیں ہوتی

فطرت کی مشیت بھی بڑی چیز ہے لیکن  
فطرت کبھی بے بس کا سہارا نہیں ہوتی

## سوچتا ہوں

سوچتا ہوں کہ محبت سے کنارہ کر لوں

دل کو بیگانہ ترغیب و تمنا کر لوں

سوچتا ہوں کہ محبت ہے جنوں رسوا

چند بے کار سے بے ہودہ خیالوں کا ہجوم  
ایک آزاد کو پابند بنانے کی ہوس  
ایک بیگانے کو اپنانے کی سعی موہوم

سوچتا ہوں کہ محبت ہے سرور و مستی  
اس کی تنویر سے روشن ہے فضائے ہستی

سوچتا ہوں کہ محبت ہے بشر کی فطرت  
اس کا مٹ جانا مٹا دینا بہت مشکل ہے  
سوچتا ہوں کہ محبت سے ہے تابندہ حیات  
اور یہ شمع بجھا دینا بہت مشکل ہے

سوچتا ہوں کہ محبت پہ کڑی شرطیں ہیں  
اس تمدن میں مسرت پہ بڑی شرطیں ہیں

سوچتا ہوں کہ محبت ہے اک افسردہ سی لاش  
چادر عزت و ناموس میں کفنائی ہوئی  
دور سرمایہ کی روندی ہوئی رسوا ہستی  
درگاہ مذہب و اخلاق سے ٹھکرائی ہوئی

سوچتا ہوں کہ بشر اور محبت کا جنوں

ایسے بوسیدہ تمدن میں ہے اک کارِ زیوں

سوچتا ہوں کہ محبت نہ بچے گی زندہ  
پیش از وقت کہ سڑ جائے یہ گلٹی ہوئی لاش

میرے بجھتے ہوئے احساس کا عالم ہے وہی  
 وہی بے جان ارادے وہی بے رنگ سوال  
 وہی بے روح کشاکش وہی بے چین خیال  
 آہ اس کشمکش صبح و مسا کا انجام  
 میں بھی ناکام مری سچی عمل بھی ناکام

## مجھے سوچنے دے

میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ  
 اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا  
 زندگی تلخ سہی ، زہر سہی ، سم ہی سہی  
 درد و آزار سہی ، جبر سہی ، غم ہی سہی  
 لیکن اس درد و غم و جبر کی وسعت کو تو دیکھ  
 ظلم کی چھاؤں میں دم توڑتی خلقت کو تو دیکھ  
 اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا  
 میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ  
 جلسہ گاہوں میں یہ دہشت زدہ سہے انبوہ  
 رہ گزاروں پہ فلاکت زدہ لوگوں کے گروہ  
 بھوک اور پیاس سے پژمرده سیہ فام زمیں  
 تیرہ و تار مکاں ، مفلس و بیمار کمیں

یہی بہتر ہے کہ بیگانہ الفت ہو کر  
 اپنے سینے میں کروں جذبہ نفرت کی تلاش  
 سوچتا ہوں کہ محبت سے کنارہ کر لوں  
 دل کو بیگانہ ترغیب و تمنا کر لوں

## ناکامی

میں نے ہر چند غم عشق کو کھونا چاہا  
 غم الفت غم دنیا میں سمونا چاہا  
 وہی افسانے مری سمت رواں ہیں اب تک  
 وہی شعلے میرے سینے میں نہاں ہیں اب تک  
 وہی بے سود خلش ہے میرے سینے میں ہنوز  
 وہی بیکار تمنائیں جواں ہیں اب تک  
 وہی گیسو مری راتوں پہ ہیں بکھرے بکھرے  
 وہی آنکھیں مری جانب گراں ہیں اب تک  
 کثرت غم بھی مرے غم کا مداوا نہ ہوئی!  
 میرے بے چین خیالوں کو سکوں مل نہ سکا  
 دل نے دنیا کے ہر ایک درد کو اپنا تو لیا  
 مضحک روح کو انداز جنوں مل نہ سکا  
 میری تخیل کا شیرازہ برہم ہے وہی

نوع انسان میں یہ سرمایہ و محنت کا تضاد  
 امن و تہذیب کے پرچم تلے قوموں کا فساد  
 ہر طرف آتش و آہن کا یہ سیلاب عظیم  
 نت نئے طرز پہ ہوتی ہوئی دنیا تقسیم  
 لہلہاتے ہوئے کھیتوں پہ جوانی کا سماں  
 اور دہقان کے چھپر میں نہ بتی نہ دھواں  
 یہ فلک بوس ملیں ، دلکش و سیمیں بازار  
 یہ غلاظت پہ جھپٹتے ہوئے بھوکے نادار  
 دور ساحل پہ وہ شفاف مکانون کی قطار  
 سرسراتے ہوئے پردوں میں سمیٹتے گلزار  
 در و دیوار پہ انوار کا سیلاب رواں  
 جیسے اک شاعر مدہوش کے خوابوں کا جہاں  
 یہ سبھی کیوں ہے یہ کیا ہے مجھے کچھ سوچنے دے  
 کون انسان کا خدا ہے مجھے کچھ سوچنے دے  
 اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا  
 میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ

### اشعار

عقائد وہم ہیں ، مذہب خیال خام ہے ساقی  
 ازل سے ذہن انسان بسۂ ادہام ہے ساقی  
 حقیقت آشنائی اصل میں گم کردہ راہی ہے

عروس آگہی پروردہ ادہام ہے ساقی  
 مبارک ہو ضعیفی کو خرد کی فلسفہ دانی؟  
 جوانی بے نیاز عبرت انجام ہے ساقی  
 ہوں ہو گی اسیر حلقہ نیک و بد عالم  
 محبت مادرائے فکر نگ و نام ہے ساقی  
 ابھی تک راستے کے پیچ و خم سے دل دھڑکتا ہے  
 مرا ذوقِ طلب شاید ابھی تک خام ہے ساقی  
 وہاں بھیجا گیا ہوں چاک کرنے پردہ شب کو  
 جہاں ہر صبح کے دامن پہ عکسِ شام ہے ساقی  
 مرے ساغر میں مے ہے اور ترے ہاتھوں میں بربط  
 ہے  
 وطن کی سرزمین میں بھوک سے کھرام ہے ساقی  
 زمانہ برسرِ پیکار ہے پُر ہول شعلوں سے  
 ترے لب پر ابھی تک نغمہ خیام ہے ساقی

### صبحِ نوروز

پھوٹ پڑیں مشرق سے کرنیں  
 حال بنا ماضی کا فسانہ  
 گونجا مستقبل کا ترانہ

بھیجے ہیں احباب نے تحفے  
اُٹے پڑے ہیں میز کے کونے  
دلہن بنی ہوئی ہیں راہیں  
جشن مناؤ سال نو کے

نکلی ہے بنگلے کے در سے  
اک مفلس دہقان کی بیٹی  
افسردہ مرجھائی ہوئی سی  
جسم کے دکھتے جوڑ دہاتی  
آنچل سے سینے کو چھپاتی  
مٹھی میں اک نوٹ دہائے  
جشن مناؤ سال نو کے

بھوکے ، زرد ، گداگر بچے  
کار کے پیچھے بھاگ رہے ہیں  
وقت سے پہلے جاگ اٹھے ہیں  
پیپ بھری آنکھیں سہلاتے  
سر کے پھوڑوں کو کھجلاتے  
وہ دیکھو کچھ اور بھی لکے  
جشن مناؤ سال نو کے

گریز

مرا جنون وفا ہے زوال آمادہ  
ٹکست ہو گیا تیرا فسون زیبائی  
ان آرزوں پہ چھائی ہے گرد مایوسی  
جنہوں نے تیرے تبسم میں پرورش پائی  
فریب شوق کے رنگین طلسم ٹوٹ گئے  
حقیقتوں نے حادثہ سے پھر جلا پائی  
سکون و خواب کے پردے سرکتے جاتے ہیں  
دماغ و دل میں وحشت کی کار فرمائی  
وہ تارے جن میں محبت کا نور تاباں تھا  
وہ تارے ڈوب گئے لے کے رنگ و رعنائی  
سلا گئی تھیں جنہیں تیری ملتفت نظریں  
وہ درد جاگ اٹھے پھر سے لے کے انگڑائی  
عجیب عالم افسردگی ہے رو بہ فروغ  
نہ اب نظر کو تقاضا نہ دل تمنائی  
تری نظر، ترے گیسو، تری جبین، ترے لب  
مری اداس طبیعت ہے سب سے اکتائی  
میں زندگی کے حقائق سے بھاگ آیا تھا  
کہ مجھ کو خود میں چھپا لے تری فسون زائی  
مگر یہاں بھی تعاقب کیا حقائق نے

مرا جنون وفا ہے زوال آمادہ  
شکست ہو گیا تیرا فسوں زیبائی

## کچھ باتیں

دیس کے اِدبار کی باتیں کریں  
اجنبی سرکار کی باتیں کریں  
اگلی دنیا کے فسانے چھوڑ کر  
اسی جہنم زار کی باتیں کریں  
ہو چکے اوصاف پردے کے بیاں  
شاہد بازار کی باتیں کریں



دہر کے حالات کی باتیں کریں  
اس مسلسل رات کی باتیں کریں  
من و سلویٰ کا زمانہ جا چکا  
بھوک اور آفات کی باتیں کریں  
آؤ پرکھیں دین کے ادھام کو  
علم موجودات کی باتیں کریں

یہاں بھی مل نہ سکی جنت شکیبائی  
ہر ایک ہاتھ میں لے کر ہزار آئینے  
حیات بند دریچوں سے بھی گزر آئی  
مرے ہر ایک طرف ایک شور گونج اٹھا  
اور اس میں ڈوب گئی عشقوں کی شہنائی  
کہاں تاک کوئی زندہ حقیقتوں سے بچے  
کہاں تلک کرے چھپ چھپ کے نغمہ پیرائی  
وہ دیکھ سامنے کے پر شکوہ ایوان سے  
کسی کرائے کی لڑکی کی چیخ ٹکرائی  
وہ پھر سماج نے دو پیار کرنے والوں کو  
سزا کے طور پہ بخشی طویل تنہائی  
پھر ایک تیرہ و تار یک جھونپڑی کے تلے  
سکتے بچے پہ بیوہ کی آنکھ بھر آئی  
وہ پھر کبھی کسی مجبور کی جواں بیٹی!  
وہ پھر جھکا کسی در پر غرور برنائی  
وہ پھر کسانوں کے مجمع پہ گن مشینوں سے  
حقوق یافتہ طبقے نے آگ برسائی  
سکوتِ حلقہ زنداں سے ایک گونج اٹھی  
اور اس کے ساتھ مرے ساتھیوں کی یاد آئی  
نہیں نہیں مجھے یوں ملتفت نظر سے نہ دیکھ  
نہیں نہیں مجھے اب تابِ نغمہ پیرائی



جابر و مجبور کی باتیں کریں  
اس کہن دستور کی باتیں کریں

تاج شاہی کے قصیدے ہو چکے  
فاقہ کش جمہور کی باتیں کریں

گرنے والے قصر کی توصیف کیا  
تیشہ مزدور کی باتیں کریں

### چکلے

یہ کوچے یہ نیلام گھر دلکشی کے  
یہ لٹتے ہوئے کارداں زندگی کے  
کہاں ہیں کہاں ہیں محافظ خودی کے  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ پڑیچ گلیاں یہ بے خواب بازار  
یہ گمنام راہی یہ سبکوں کی جھنکار  
یہ عصمت کے سودے یہ سودوں پہ تکرار  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

تفن سے پر نیم روشن یہ گلیاں  
یہ مسلی ہوئی ادھ کھلی زرد کلیاں  
یہ بکتی ہوئی کھوکھلی رنگ رلیاں  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

وہ اُجلے دریچوں میں پائل کی چھن چھن  
تفن کی الجھن پہ طبلے کی دھن دھن  
یہ بے روح کمروں میں کھانسی کی ٹھن ٹھن  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ گونجتے ہوئے قہقہے راستوں پر  
یہ چاروں طرف بھیڑ سی کھڑکیوں پر  
یہ آوازے کھینچتے ہوئے آنچلوں پر  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ پھولوں کے گجرے یہ پیکوں کے چھینے  
یہ بے باک نظریں یہ گستاخ فقرے  
یہ ڈھلکے بدن اور یہ مدقوق چہرے  
شاخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ بھوکی نگاہیں حسینوں کی جانب  
یہ بڑھتے ہوئے ہاتھ سینوں کی جانب  
لپکتے ہوئے پاؤں زینوں کی جانب

ثنا خوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟  
 یہاں پیر بھی آچکے ہیں جواں بھی  
 تومند بیٹے بھی ، ابا میاں بھی  
 یہ بیوی بھی ہے اور بہن بھی ہے ماں بھی  
 ثنا خوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی

یشودھا کی ہم جنس رادھا کی بیٹی

پیسیر کی اُمت ، زلیخا کی بیٹی

ثنا خوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟

بلاؤ خدایان دیں کو بلاؤ

یہ کوچے ، یہ گلیاں ، یہ منظر دکھاؤ

ثنا خوانِ تقدیسِ مشرق کو لاؤ

ثنا خوانِ تقدیسِ مشرق کہاں ہیں؟

## طرحِ نو

سعی بقائے شوکتِ اسکندری کی خیر  
 ماحولِ خشتِ بار میں شیشہ گری کی خیر

بیزار ہے کنشت و کلیسا سے اک جہاں  
 سوداگرانِ دین کی سوداگری کی خیر

فاقہ کشوں کے خون میں ہے جوشِ انتقام  
 سرمایہ کے فریبِ جہاں پروری کی خیر  
 طبقاتِ مبتذل میں ہے تنظیم کی نمود  
 شائشوں کے ضابطہ خود سری کی خیر  
 احساس بڑھ رہا ہے حقوقِ حیات کا  
 پیدائشی حقوقِ ستم پروری کی خیر  
 ابلیس خندہ زن ہے مذاہب کی لاش پر  
 پیغمبرانِ دہر کی پیغمبری کی خیر  
 صحنِ جہاں میں رقصِ کنناں ہیں تباہیاں  
 آقائے ہست و بود کی صنعتِ گری کی خیر  
 شعلے لپک رہے ہیں جہنم کی گود سے  
 بارغِ جناں میں جلوۂ حور و پری کی خیر  
 انسان الٹ رہا ہے رُخِ زیست سے نقاب  
 مذہب کے اہتمامِ فسوں پروری کی خیر  
 الہاد کر رہا ہے مرتبِ جہانِ نو  
 دیر و حرم کے حیلۂ غارت گری کی خیر



## تاج محل

تاج تیرے لیے اک مظہرِ اُلفت ہی سہی  
تجھ کو اس وادیِ رنگیں سے عقیدت ہی سہی

میری محبوب کہیں اور ملا کر مجھ سے  
بزمِ شاہی میں غریبوں کا گزر کیا معنی؟  
ثبت جس راہ میں ہوں سطوتِ شاہی کے نشان  
اس پہ اُلفت بھری روحوں کا سفر کیا معنی؟

میری محبوب پس پردہٗ تشمیرِ وفا  
تو نے سطوت کے نشانوں کو تو دیکھا ہوتا  
مردہ شاہوں کے مقابر سے بہلنے والی  
اپنے تاریک مکانوں کو تو دیکھا ہوتا

ان گنت لوگوں نے دنیا میں محبت کی ہے  
کون کہتا ہے کہ صادق نہ تھے جذبے ان کے  
لیکن ان کے لیے تشمیر کا سامان نہیں  
کیونکہ وہ لوگ بھی اپنی ہی طرح مفلس تھے

یہ عمارات و مقابر یہ فضلیں یہ حصار  
مطلق الحکم شہنشاہوں کی عظمت کے ستوں  
سینہ دہر کے ناسور ہیں کہنہ ناسور

جذب ہے ان میں ترے اور مرے اجداد کا خون

میری محبوب! انہیں بھی تو محبت ہو گی!  
جن کی صنایٰ نے بخشی ہے اسے شکلِ جمیل  
ان کے پیاروں کے مقابر رہے بے نام و نمود  
آج تک ان پہ جلائی نہ کسی نے قدیل

یہ چمن زار یہ جہنا کا کنارہ یہ محل  
یہ منقش در و دیوار یہ محراب یہ طاق  
اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر  
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

میری محبوب! کہیں اور ملا کر مجھ سے

## لمحہ غنیمت

مسکرا اے زمین تیرہ و تار  
سر اٹھا اے دہلی ہوئی مخلوق  
دیکھ وہ مغربی افق کے قریب  
آندھیاں پیچ و تاب کھانے لگیں  
اور پرانے قمار خانے میں  
کہنہ شاطر بہم اُلجھنے لگے  
کوئی تیری طرف نہیں نگراں

یہ گراں بار ، سرد زنجیریں  
 زنگ خوردہ ہیں ، آہنی ہی سہی  
 آج موقع ہے ، ٹوٹ سکتی ہیں  
 فرصت یک نفس غنیمت جان  
 سر اٹھا ، اے دلی ہوئی مخلوق

## طلوع اشتراکیت

جشن بپا ہے کنیاؤں میں ، اونچے ایواں کانپ رہے ہیں  
 مزدوروں کے بگڑے تیور دیکھ کے سلطان کانپ رہے ہیں  
 جاگے ہیں افلاس کے مارے ، اُٹھے ہیں بے بس دکھیارے  
 سینوں میں طوفان کا تلاطم ، آنکھوں میں بجلی کے شرارے  
 چوک چوک پر گلی گلی میں سرخ پھریرے لہراتے ہیں  
 مظلوموں کے باغی لشکر سیلِ صفت اُٹھتے آتے ہیں  
 شاہی درباروں کے در سے فوجی پہرے ختم ہوئے ہیں  
 ذاتی جاگیروں کے حق اور مہمل دعوے ختم ہوئے ہیں  
 شور مچا ہے بازاروں میں ، ٹوٹ گئے در زندانوں کے  
 واپس مانگ رہی ہے دنیا غصب شدہ حق انسانوں کے  
 رسوا بازاری خاتونیں حق نسائی مانگ رہی ہیں  
 صدیوں کی خاموش زبانیں حر نوائی مانگ رہی ہیں

ردندی کچی آوازوں کے شور سے دھرتی گونج اُٹھی ہے  
 دنیا کے ایسے نگر میں حق کی پہلی گونج اُٹھی ہے  
 جمع ہوئے ہیں چوراہوں پر آ کر بھوکے اور گداگر  
 ایک لپکتی آندھی بن کر ایک بھبھکتا شعلہ ہو کر  
 کاندھوں پر سنگین کدالیں ہونٹوں پر بے باک ترانے  
 دہقانوں کے دل نکلے ہیں اپنی بگڑی آپ بنانے  
 آج پرانی تدبیروں سے آگ کے شعلے تھم نہ سکیں گے  
 اُبھرے جذبے دب نہ سکیں گے اکھڑے پرچم جم نہ سکیں گے  
 راج محل کے دربانوں سے یہ سرکش طوفان نہ رُکے گا  
 چند کرائے کے تنکوں سے سیل بے پایاں نہ رُکے گا  
 کانپ رہے ہیں ظالم سلطان ٹوٹ گئے دل جباروں کے  
 بھاگ رہے ہیں ظلِ الہی منہ اُترے ہیں غداروں کے  
 ایک نیا سورج چکا ہے ، ایک انوکھی ضو باری ہے  
 ختم ہوئی افراد کی شاہی ، اب جمہور کی سالاری ہے

## اجنبی محافظ

اجنبی دیس کے مضبوط گراںڈیل جواں  
 اونچے ہوٹل کے درِ خاص پہ استادہ ہیں  
 اور نیچے مرے مجبور وطن کی گلیاں

جن میں آوارہ پھرا کرتے ہیں بھوکوں کے جھوم  
 زرد چہروں پہ نقاہت کی نمود  
 خون میں سینکڑوں سالوں کی غلامی کا جھوم  
 علم کے نور سے عاری..... محروم  
 فلک ہند کے افسردہ..... نجوم  
 جن کی تخیل کے پر  
 چھو نہیں سکتے ہیں اس اونچی پہاڑی کا سرا  
 جس پہ ہوٹل کے درپچوں میں کھڑے ہیں تن کر  
 اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جو اس  
 منہ میں سگریٹ لیے ہاتھوں میں برانڈی کا گلاس  
 جیب میں نفرتی سکوں کی کھنک  
 بھوکے دہقانوں کے ماتھے کا عرق  
 رات کو جس کے عوض بکتا ہے  
 کسی افلاس کی ماری کا تقدس..... یعنی  
 کسی دوشیزہ مجبور کی عصمت کا غرور  
 محفل عیش کے گونجے ہوئے ایوانوں میں  
 اونچے ہوٹل کے شہستانوں میں  
 تھپتھپے مارتے ہستے ہوئے استادہ ہیں  
 اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جو اس

اسی ہوٹل کے قریب  
 بھوکے مجبور غلاموں کے گروہ  
 ٹکٹنگی باندھ کے تکتے ہوئے اوپر کی طرف  
 منتظر بیٹھے ہیں اس ساعت نایاب کے جب  
 بوٹ کی نوک سے نیچے پھینکے  
 اجنبی دیس کے بے فکر جوانوں کا گروہ  
 کوئی سکہ، کوئی سگریٹ، کوئی کیک  
 یا ڈبل روٹی کے جھوٹے ٹکڑے  
 چھینا چھٹی کے مناظر کا مزہ لینے کو  
 پالتو کتوں کے احساس پہ ہنس دینے کو  
 بھوکے مجبور غلاموں کا گروہ  
 ٹکٹنگی باندھ کے تکتا ہوا استادہ ہے  
 کاش یہ بے حس و بے وقعت و بیدل انسان  
 روم کے ظلم کی زندہ تصویر  
 اپنا ماحول بدل دینے کے قابل ہوتے  
 ڈیڑھ سو سال کے پابند سلاسل کتے  
 اپنے آقاؤں سے لے سکتے خراج قوت  
 کاش یہ اپنے لیے آپ صف آرا ہوتے  
 اپنی تکلیف کا خود آپ مداوا ہوتے

ان کے دل میں ابھی باقی رہتا

قوی غیرت کا وجود

ان کے سنگین وسیہ سینوں میں

گل نہ ہوتی ابھی احساس کی شمع

اور پورب سے اُٹتے ہوئے خطرے کے لئے

یہ کرائے کے محافظ نہ منگانے پڑتے

### بلاوا

دیکھو دورِ افق کی ضو سے جھانک رہا ہے سرخ سویرا

جاگو اے مزدور کسانو! اُٹھو اے مظلوم انسانو!

دھرتی کے ان داتا تم ہو

جگ کے پران ددھاتا تم ہو

دھنیوں کی خوشحالی تم ہو

کھیتوں کی ہریالی تم ہو

اونچے محل بنائے تم نے

شاہی تخت سجائے تم نے

ہیرے لعل نکالے تم نے

نیزے بھالے ڈھالے تم نے

ہر بگیا کے مالی تم ہو

اس سنار کے والی تم ہو

وقت ہے دھرتی کو اپنا لو

آگے بڑھو ہتھیار سنبھالو

اُٹھو اے مظلوم انسانو! جاگو اے مزدور کسانو!

دیکھو دھرتی کانپ رہی ہے

گرد پھریے ڈھانپ رہی ہے

کشت کی جولا پھوٹ پڑی ہے

دقت ہے تھوڑا جنگ کڑی ہے

پھیل رہے ہیں کال کے گھیرے

تھامو اپنے سرخ پھریے

تم ہو جگ جتنا کے سینک

پاپ کے ناشک متیہ کے رکھشک

بھوک کے عادی ظلم کے پالے

کالی کنیاؤں کے اُجالے

کیا روکے گی تم کو شاہی

تم ہو بہادر سرخ سپاہی

جاگو اے مزدور کسانو! اُٹھو اے مظلوم انسانو!

دیکھو دورِ افق کی ضو سے جھانک رہا ہے سرخ سویرا

## شہزادے

ذہن میں عظمتِ اجداد کے قصے لے کر  
اپنے تاریک گھروندوں کے خلا میں کھو جاؤ  
مرمریں خوابوں کی پریوں سے لپٹ کر سو جاؤ  
ابر پاروں پہ چلو، چاند ستاروں میں اڑو  
یہی اجداد سے ورثہ میں ملا ہے تم کو  
دور مغرب کی فضاؤں میں دکھتی ہوئی آگ  
اہل سرمایہ کی آویزش باہم نہ سہی  
جنگ سرمایہ و محنت ہی سہی  
دور مغرب میں ہے مشرق کی فضا میں تو نہیں  
تم کو مغرب کے بکھیڑوں سے بھلا کیا لینا؟  
تیرگی ختم ہوئی سرخ شعاعیں پھیلیں  
دور مغرب کی فضاؤں میں ترانے گونجے  
فتحِ جمہور کے انصاف کے آزادی کے  
ساحلِ مشرق پہ گیسوں کا دھواں چھانے لگا  
آگ برسانے لگے اجنبی توپوں کے دہن  
خواب گاہوں کی چھتیں گرنے لگیں  
اپنے بستر سے اٹھو  
نئے آقاؤں کی تعظیم کرو

اور..... پھر اپنے گھروندوں کے خلا میں کھو جاؤ  
تم بہت دیر..... بہت دیر تک سوئے رہے

## شعاعِ فردا

تیرہ و تار فضاؤں میں ستم خوردہ بشر  
اور کچھ دیر اُجالے کے لیے ترے گا  
اور کچھ دیر اُٹھے گا دل گیتی سے دھواں  
اور کچھ دیر فضاؤں سے لہو برسے گا  
اور پھر احمریں ہونٹوں کے تبسم کی طرح  
رات کے چاک سے پھوٹے گی شعاعوں کی لکیر  
اور جمہور کے بیدار تعاون کے طفیل  
ختم ہو جائے گی انساں کے لہو کی تقطیر  
اور کچھ دیر بھٹک لے مرے دربانہ ندیم  
اور کچھ دن ابھی زہر آب کے ساغر پی لے  
نور افشاں چلی آتی ہے عرویں فردا  
حال تاریک و سم افشاں سہی لیکن جی لے

## بنگال

جہان کہنے کے مفلوج فلسفہ دانو!  
نظامِ نو کے تقاضے سوال کرتے ہیں

آج چاندی کے ترازو میں تلے گی ہر چیز

میرے افکار ، مری شاعری ، میرا احساس

جو تری ذات سے منسوب تھے ، ان گیتوں کو

مفلسی جس بنانے پہ اتر آئی ہے

بھوک تیرے رُخ رنگیں کے فسانوں کے عوض

چند اشیائے ضرورت کی تمنائی ہے

دیکھ اس عرصہ گہر محنت و سرمایہ میں

میرے نفعے بھی مرے پاس نہیں رہ سکتے

تیرے جلوے کسی زردار کی میراث سہی

تیرے خاکے بھی مرے پاس نہیں رہ سکتے

آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

میں نے جو گیت تیرے پیار کی خاطر لکھے

کبھی کبھی

کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے

کہ زندگی تری زلفوں کی نرم چھاؤں میں

گزرنے پاتی تو شاداب ہو بھی سکتی تھی

یہ تیرگی جو مری زیست کا مقدر ہے

تری نظر کی شعاعوں میں کھو بھی سکتی تھی

یہ شاہراہیں اسی واسطے بنی تھیں کیا ،

کہ ان پہ دیں کی جتنا سک سک کے مرے

زمین نے کیا اس کارن اناج اگلا تھا

کہ نسل آدم و حوا بلک بلک کے مرے

میں اسی لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں

کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں ،

چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سیخا تھا؟

کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

زمین کی قوت تخلیق کے خداوند!

ملوں کے منتظمو! سلطنت کے فرزندوں

پچاس لاکھ فردہ گلے سڑے ڈھانچے

نظام زر کے خلاف احتجاج کرتے ہیں

قموں ہونٹوں سے دم توڑتی نگاہوں سے

بشر بشر کے خلاف احتجاج کرتے ہیں

فن کار

میں نے جو گیت تیرے پیار کی خاطر لکھے

آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

آج دکان پہ نیلام اٹھے گا ان کا

تو نے جن گیتوں پہ رکھی تھی محبت کی اساس

عجب نہ تھا کہ میں بے گانہ الم ہو کر  
ترے جمال کی رعنائیوں میں کھو رہتا  
ترا گداز بدن، تیری نیم باز آنکھیں  
انہی حسین فسانوں میں محو ہو رہتا

پکارتیں مجھے جب تلخیاں زمانے کی  
ترے لبوں سے حلاوت کے گھونٹ پی لیتا  
حیات چھتی پھرتی برہنہ سر اور میں  
گھنیری زلفوں کے سائے میں چھپ کے جی لیتا

مگر یہ ہو نہ سکا اور اب یہ عالم ہے  
کہ تو نہیں ترا غم، تیری جستجو بھی نہیں  
گزر رہی ہے کچھ اس طرح زندگی جیسے  
اسے کسی کے سہارے کی آرزو بھی نہیں

زمانے بھر کے دکھوں کو لگا چکا ہوں گلے  
گزر رہا ہوں کچھ انجانی رہ گزاروں سے  
مہیب سائے مری سمت بڑھتے آتے ہیں  
حیات و موت کے پرہول خار زاروں سے

نہ کوئی جاوہ منزل نہ روشنی کا سراغ  
بھٹک رہی ہے خلاؤں میں زندگی میری  
انہی خلاؤں میں رہ جاؤں گا کبھی کھو کر

میں جانتا ہوں مری ہم نفس مگر یونہی  
کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے

## فرار

اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں  
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے  
اپنی بے کار تمناؤں پہ شرمندہ ہوں  
اپنی بے سود اُمیدوں پہ ندامت ہے مجھے

میرے ماضی کو اندھیرے میں دبا رہے دو  
میرا ماضی مری ذلت کے سوا کچھ بھی نہیں  
میری اُمیدوں کا حاصل میری کاوش کا صلہ  
ایک بے نام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں

کتنی بے کار اُمیدوں کا سہارا لے کر  
میں نے ایوان سجائے تھے کسی کی خاطر  
کتنی بے ربط تمناؤں کے مبہم خاکے  
اپنے خوابوں میں بسائے تھے کسی کی خاطر

مجھ سے اب میری محبت کے فسانے نہ کہو  
مجھ کو کہنے دو کہ میں نے انہیں چاہا ہی نہیں  
اور وہ مست لگا ہیں جو مجھے بھول گئیں

میں نے ان مست نگاہوں کو سراہا ہی نہیں  
مجھ کو کہنے دو کہ میں آج بھی جی سکتا ہوں  
عشق ناکام سہی، زندگی ناکام نہیں  
ان کو اپنانے کی خواہش انہیں پانے کی طلب  
شوق بے کار سہی، سعی غم انجام نہیں

وہی کیسو، وہی نظریں وہی عارض، وہی جسم  
میں جو چاہوں تو مجھے اور بھی مل سکتے ہیں  
وہ کنول جن کو کبھی ان کے لیے کھلنا تھا  
ان کی نظروں سے بہت دور بھی کھل سکتے ہیں

## کل اور آج

کل بھی بوندیں برسی تھیں  
کل بھی بادل چھائے تھے  
..... اور کوئی نے سوچا تھا

بادل یہ آکاش کے سپنے ان زلفوں کے سائے ہیں  
دوش ہوا پر میخانے ہی میخانے گھر آئے ہیں  
رت بدلے گی پھول کھلیں گے جھونکے مدھ برسائیں گے  
اُبلے اُبلے کھیتوں میں رنگیں آنچل لہرائیں گے  
چرواہے ہنسی کی دھن سے گیت فضا میں بوئیں گے

آموں کے جھنڈوں کے نیچے پردیسی دل کھوئیں گے  
پینگ بڑھاتی گوری کے ماتھے سے کوندے لپکیں گے  
جوہڑ کے ٹھہرے پانی میں تارے آنکھیں جھپکیں گے  
اُجھی اُجھی راہوں میں وہ آنچل تھامے آئیں گے  
دھرتی، پھول، آکاش، ستارے پتنا سا بن جائیں گے

کل بھی بوندیں برسی تھیں  
کل بھی بادل چھائے تھے  
..... اور کوئی نے سوچا تھا

(۲)

آج بھی بوندیں برسیں گی  
آج بھی بادل چھائے ہیں  
..... اور کوئی اس سوچ میں ہے

بستی پر بادل چھائے ہیں پر یہ بستی کس کی ہے  
دھرتی پر امرت برے گا لیکن دھرتی کس کی ہے  
مل جوتے گی کھیتوں میں الہڑ ٹولی دہقانوں کی  
دھرتی سے پھوٹے گی محنت فائدہ کش انسانوں کی  
فضلیں کاٹ کے محنت کش غلے کے ڈھیر لگائیں گے  
جاگیروں کے مالک آ کر سب پونجی لے جائیں گے



بوڑھے دہقانوں کے گھر بننے کی قرتی آئے گی  
اور قرضے کے سود میں کوئی گوری بچی جائے گی

آج بھی جتنا بھوکی ہے اور کل بھی جتنا ترسی تھی  
آج بھی رم جھم برکھا ہوگی کل بھی بارش برسی تھی

آج بھی بادل چھائے ہیں

آج بھی بوئیں برسین گی

اور کوئی اس سوچ میں ہے

## ہراس

تیرے ہونٹوں پہ تبسم کی وہ ہلکی سی لکیر  
میری تخیل میں رہ رہ کے جھلک اٹھتی ہے  
یوں اچانک تیرے عارض کا خیال آتا ہے  
جیسے ظلمت میں کوئی شمع بھڑک اٹھتی ہے

تیرے پیراہن رنگیں کی جنوں خیز مہک  
خواب بن بن کے مرے ذہن میں لہراتی ہے  
رات کی سرد خموشی میں ہر اک جھونکے سے  
تیرے انفاس ، ترے جسم کی آج آتی ہے

میں سلگتے ہوئے رازوں کو عیاں تو کر دوں  
لیکن ان رازوں کی تشہیر سے جی ڈرتا ہے

رات کے خواب اُجالے میں بیاں تو کر دوں  
ان حسیں خوابوں کی تعبیر سے جی ڈرتا ہے

تیری سانسوں کی تھکن ، تیری نگاہوں کا سکوت  
درحقیقت کوئی رنگین شرارت ہی نہ ہو

میں جسے پیار کا انداز سمجھ بیٹھا ہوں  
وہ تبسم وہ تکلم تری عادت ہی نہ ہو

سوچتا ہوں کہ تجھے مل کے میں جس سوچ میں ہوں

پہلے اس سوچ کا مقصود سمجھ لوں تو کہوں

میں ترے شہر میں انجان ہوں پردیسی ہوں

تیرے الطاف کا مفہوم سمجھ لوں تو کہوں

کہیں ایسا نہ ہو پاؤں مرے تھرا جائیں

اور تری مرمریں بانہوں کا بہارا نہ ملے

اشک بہتے رہیں خاموش سیہ راتوں میں

اور ترے ریشمی آنچل کا کنارہ نہ ملے

## اسی دورا ہے پر

اب نہ ان اونچے مکانوں میں قدم رکھوں گا

میں نے اک بار یہ پہلے بھی قسم کھائی تھی

اپنی نادار محبت کی شکستوں کے طفیل

زندگی پہلے بھی شرمائی تھی جھنجھلائی تھی  
اسی سرمایہ و افلاس کے دورا ہے پر



مجھے معلوم ہے انجامِ رودادِ محبت کا  
مگر کچھ اور تھوڑی دیر سعیِ رایگاں کر لوں

### ایک تصویرِ رنگ

میں نے جس وقت تجھے پہلے پہل دیکھا تھا  
تو جوانی کا کوئی خواب نظر آئی تھی  
حسن کا نغمہ جاوید ہوئی تھی معلوم  
عشق کا جذبہ بے تاب نظر آئی تھی

اے طرب زارِ جوانی کی پریشاں تلی  
تو بھی اک بوئے گرفتار ہے معلوم نہ تھا  
تیرے جلوؤں میں بہاریں نظر آتی تھیں مجھے  
تو ستم خوردہ ادبار ہے معلوم نہ تھا

تیرے نازک سے پروں پر زر و سیم کا بوجھ  
تیری پرداز کو آزاد نہ ہونے دے گا

زندگی پہلے بھی شرمائی تھی جھنجھلائی تھی  
اور یہ عہد کیا تھا کہ یہ ایں حالِ تباہ  
ب کبھی پیار بھرے گیت نہیں گاؤں گا  
کسی چلمن نے پکارا بھی تو بڑھ جاؤں گا  
کوئی دروازہ کھلا بھی تو پلٹ آؤں گا

پھر ترے کانپتے ہونٹوں کی فسوں کا رہنسی  
جال بننے لگی، بنتی رہی، بنتی ہی رہی  
میں کھنچا تجھ سے، مگر تو مری راہوں کے لیے  
پھول چنتی رہی، چنتی رہی، چنتی ہی رہی

برف برسائی مرے ذہن و تصور نے مگر  
دل میں اک شعلہ بے نام سا لہرا ہی گیا  
تیری چپ چاپ نگاہوں کو سلگتے پا کر  
میری بیزار طبیعت کو بھی پیار آ ہی گیا

اپنی بدلی ہوئی نظروں کے تقاضے نہ چھپا  
میں اس انداز کا مفہوم سمجھ سکتا ہوں  
تیرے زر کارِ دریچوں کی بلندی کی قسم  
اپنے اقدام کا مقصود سمجھ سکتا ہوں

اب نہ ان اونچے مکانوں میں قدم رکھوں گا  
میں نے اک بار یہ پہلے بھی قسم کھائی تھی

ایک لمحہ جو ترے گیت کو شوخی دے دے  
ایک لمحہ جو تری لے میں مسرت بھر دے

## ایک شام

قلموں کی زہر اگلتی روشنی  
سنگ دل پر ہول دیواروں کے سائے  
آہنی بت ، دیو پیکر اجنبی  
چینی چنگھاڑتی خونیں سرائے  
روح الجھی جا رہی ہے کیا کروں  
چار جانب ارتعاش رنگ و نور  
چار جانب اجنبی بانہوں کے جال  
چار جانب خوں فشاں پرچم بلند  
میں ، مری غیرت مرا دست سوال  
زندگی شرما رہی ہے ، کیا کروں  
کارگاہِ زیست کے ہر موڑ پر  
روح چنگیزی براگندہ نقاب  
تھام اے صبح جہانِ نو کی وضو  
جاگ اے مستقبلِ انساں کے خواب  
آس ڈوبی جا رہی ہے کیا کروں

تو نے راحت کی تمنا میں جو غم پالا ہے  
وہ تری روح کو آباد نہ ہونے دے گا  
تو نے سرمائے کی چھاؤں میں پنپنے کے لیے  
اپنے دل ، اپنی محبت کا لہو بیجا ہے  
دل کی تزئینِ فردہ کا اثاثہ لیکر  
شوخی راتوں کی مسرت کا لہو بیجا ہے  
زخمِ خوردہ ہیں تخیل کی اڑائیں تیری  
تیرے گیتوں میں تری روح کے غم پلتے ہیں  
سرگیں آنکھوں میں یوں حسرتیں لو دیتی ہیں  
جیسے ویران مزاروں پہ دیے جلتے ہیں  
اس سے کیا فائدہ؟ رنگین لبادوں کے تلے  
روح جلتی رہے ، گھلتی رہے ، پژمرده رہے  
ہونٹ ہنستے ہوں دکھاوے کے تبسم کے لئے  
دل غمِ زیست سے بوجھل رہے ، آزرده رہے  
دل کی تسکین بھی ہے آسائشِ ہستی کی دلیل  
زندگی صرف زر و سیم کا پیاناہ نہیں  
زیستِ احساس بھی ہے ، شوق بھی ہے ، درد بھی ہے  
صرف انفاس کی ترتیب کا افسانہ نہیں  
عمر بھر ریگتے رہنے سے کہیں بہتر ہے  
ایک لمحہ جو تری روح میں وسعت بھر دے

## احساسِ کامران

افقِ روس سے پھوٹی ہے نئی صبح کی وضو  
شب کا تاریک جگر چاک ہوا جاتا ہے  
تیرگی جتنا سنبھلنے کے لیے رکتی ہے  
سرخ سیل اور بھی بے باک ہوا جاتا ہے

سامراج اپنے وسیلوں پہ بھروسہ نہ کرے  
کہنہ زنجیروں کی جھنکاریں نہیں رہ سکتیں  
جذبہ نصرت جمہور کی بڑھتی رو میں  
ملک اور قوم کی دیواریں نہیں رہ سکتیں

سنگ و آہن کی چٹائیں ہیں عوامی جذبے  
موت کے ریختے سایوں سے کہو ہٹ جائیں  
کروٹیں لے کے مچلنے کو ہے سیلِ انوار  
تیرہ و تار گھٹاؤں سے کہو چھٹ جائیں

سالہا سال کے بے چین شراروں کا خروش  
اک نئی زیت کا دروازہ کیا چاہتا ہے  
عزم آزادی انساں، پہ ہزاراں جبروت  
اک نئے دور کا آغاز کیا چاہتا ہے

برتر اقوام کے مغرور خداؤں سے کہو  
آخری بار ذرا اپنا ترانہ دھرائیں

اور پھر اپنی سیاست پہ پشیمیاں ہو کر  
اپنے ناکام ارادوں کا کفن بھی لے آئیں

سرخ طوفان کی موجوں کو جکڑنے کے لیے  
کوئی زنجیر گراں کام نہیں آ سکتی  
رقص کرتی ہوئی کرنوں کے تلاطم کی قسم  
عرصہ دہر پہ اب شام نہیں چھا سکتی



موت آگئی نہ ہو مرے ذوقِ امید کو  
محمومیوں میں کیف سا پانے لگا ہوں میں

## میں نہیں تو کیا؟

مرے لیے یہ تکلف، یہ دکھ یہ حسرت کیوں  
مری نگاہِ طلب، آخری نگاہ نہ تھی  
حیات زار جہاں کی طویل راہوں میں  
ہزار دیدہ حیران قسوں بکھیریں گے  
ہزار چشمِ تمنا بنے گی دستِ سوال  
نکل کے خلوتِ غم سے نظر اٹھاؤ تو

وہی شفق ہے، وہی وضو ہے، میں نہیں تو کیا؟

مرے بغیر بھی تم کامیاب عشرت تھیں  
 میرے بغیر بھی آباد تھے نشاط کدے  
 مرے بغیر بھی تم نے دیے جلائے ہیں  
 مرے بغیر بھی دیکھا ہے ظلمتوں کا نزول  
 مرے نہ ہونے سے امید کا زیاں کیوں ہو

بڑھی چلو مئے عشرت کے جام چھلکاتی  
 تمہاری سیج، تمہارے بدن کے پھولوں پر

اسی بہار کا پرتو ہے ، میں نہیں تو کیا؟

مرے لیے یہ اداسی ، یہ سوگ کیوں آخر  
 ملیج چہرے پہ گردِ فردگی کیسی؟  
 بہارِ غارہ سے عارض کو تازگی بخشو  
 علیل آنکھوں میں کاجل لگاؤ، رنگ بھرو  
 سیاہ جوڑے میں کلیوں کی کھکشاں گوندھو  
 ہزار ہانچے سینے ہزار کانپتے لب  
 تمہاری چشم توجہ کے منتظر ہیں ابھی  
 جلو میں نغمہ و رنگ و بہار و نور لیے

حیات گرمِ تگ و دو ہے ، میں نہیں تو کیا؟

## خودکشی سے پہلے

اُف یہ بے درد سیاہی یہ ہوا کے جھونکے  
 کس کو معلوم ہے اس شب کی سحر ہو کہ نہ ہو

اک نظر تیرے درپچے کی طرف دیکھ تو لوں  
 ڈوبتی آنکھوں میں پھر تاب نظر ہو کہ نہ ہو

ابھی روشن ہیں ترے گرم شبستاں کے دیے  
 نیلگوں پردوں سے چھنتی ہیں شعائیں اب تک  
 اجنبی ہانہوں کے حلقے میں لپکتی ہوں گی  
 تیرے مہکے ہوئے بالوں کی ردائیں اب تک

سرد ہوتی ہوئی جتنی کے دھوئیں کے ہمراہ  
 ہاتھ پھیلائے بڑھے آتے ہیں بوجھل سائے  
 کون پونچھے مری آنکھوں کے سلگتے آنسو  
 کون اٹکھے ہوئے بالوں کی گرہ سلجھائے

آہ یہ غارِ ہلاکت ، یہ دیے کا محبس  
 عمر اپنی انہی تاریک مکانون میں کٹی  
 زندگی فطرت بے حس کی پرانی تقصیر  
 اک حقیقت تھی مگر چند فسانوں میں کٹی

کتنی آسائشیں ہنستی رہیں ایوانوں میں  
 کتنے در میری جوانی پر سدا بند رہے  
 کتنے ہاتھوں نے بنا اطلس و کنوایاں مگر  
 میرے ملبوس کی تقدیر میں پیوند رہے

ظلم سہتے ہوئے انسانوں کے اس مقل میں  
 کوئی فردا کے تصور سے کہاں تک پہلے

عمر بھر ریٹتے رہنے کی مزا ہے جینا  
ایک دو دن کی اذیت ہو تو کوئی سہہ لے  
وہی ظلمت ہے فضاؤں پہ ابھی تک طاری  
جانے کب ختم ہو انساں کے لہو کی تقطیر  
جانے کب بکھرے یہ پوش فضا کا جو بن  
جانے کب جاگے ستم خوردہ بشر کی تقدیر  
ابھی روشن ہیں تیرے گرم شبستاں کے دیے  
آج میں موت کے غاروں میں اتر جاؤں گا  
اور دم توڑتی بتی کے دھوئیں کے ہمراہ  
سرحر مرگ مسلسل سے گزر جاؤں گا

### پھر وہی کنج قفس

چند لحوں کے لیے شور اٹھا ڈوب گیا  
کہنہ زنجیر غلامی کی گرہ کٹ نہ سکی  
پھر وہی سیل بلا ہے ، وہی دام امواج  
ناخداؤں میں سفینے کی جگہ بٹ نہ سکی  
ٹوٹنے دیکھ کے دیرینہ تعطل کا فسوں  
مبض امید وطن ابھری ، مگر ڈوب گئی  
پیشواؤں کی نگاہوں میں تذبذب پا کر  
ٹوٹتی رات کے سائے میں سحر ڈوب گئی

میرے محبوب وطن! تیرے مقدر کے خدا  
دست اغیار میں قسمت کی عنایاں چھوڑ گئے  
اپنی ایک طرفہ سیاست کے تقاضوں کے طفیل  
ایک بار اور تجھے نوجہ کنایاں چھوڑ گئے

پھر وہی گوشہ زنداں ہے، وہی تاریکی  
پھر وہی کہنہ سلاسل، وہی خونیں جھنکار  
پھر وہی بھوک سے انساں کی ستیزہ کاری  
پھر وہی ماؤں کے نوے، وہی بچوں کی پکار  
تیرے رہبر تجھے مرنے کے لیے چھوڑ چلے  
ارض بنگال! انہیں ڈوبتی سانسوں سے پکار

بول! جٹ گاؤں کی مظلوم خموشی کچھ بول  
بول اے پیپ سے رستے ہوئے سینوں کی بہار  
بھوک اور قحط کے طوفاں بڑھے آتے ہیں  
بول اے عصمت و عفت کے جنازوں کی قطار  
روک ان ٹوٹتے قدموں کو انہیں پوچھ ذرا  
پوچھ اے بھوک سے دم توڑتے ڈھانچوں کی قطار

زندگی جبر کے سانچوں میں ڈھلے گی کب تک  
ان فضاؤں میں ابھی موت پلے گی کب تک

## یہ کس کا لہو ہے

جہازیوں کی بغاوت 1946ء

اے رہبر ملک و قوم ذرا  
آنکھیں تو اٹھا نظریں تو ملا

کچھ ہم بھی سنیں، ہم کو بھی بتا

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

دھرتی کی سلگتی چھاتی کے بے چین شرارے پوچھتے ہیں

تم لوگ جنہیں اپنا نہ سکے وہ خون کے دھارے پوچھتے ہیں

سڑکوں کی زباں چلاتی ہے، ساگر کے کنارے پوچھتے ہیں

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

وہ کون سا جذبہ تھا جس سے فرسودہ نظام زیت ملا

جھلے ہوئے ویراں گلشن میں اک آس امید کا پھول کھلا

جتنا کا لہو فوجوں سے ملا، فوجوں کا خون جتنا سے ملا

اے رہبر ملک و قوم بتا

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا

کیا قوم و وطن کی جے گا کر مرتے ہوئے راہی غنڈے تھے

جو دیس کا پرچم لے کے اٹھے وہ شوخ سپاہی غنڈے تھے

جو بارِ غلامی سہہ نہ سکے، وہ مجرم شاہی غنڈے تھے

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے عزم فنا دینے والو! پیغام بقا دینے والو!

اب آگ سے کیوں کتراتے ہو؟ شعلوں کو ہوا دینے والو!

طوفان سے اب ڈرتے کیوں ہو؟ موجوں کو صدا دینے والو!

کیا بھول گئے اپنا نعرہ

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

سمجھوتے کی امید سہی، سرکار کے وعدے ٹھیک سہی

ہاں مشق ستم افسانہ سہی، ہاں پیار کے وعدے ٹھیک سہی

اپنوں کے کلیجے مت چھیدو اغیار کے وعدے ٹھیک سہی

جہود سے یوں دامن نہ چھڑا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

ہم ٹھان چکے ہیں اب جی میں ہر ظالم سے ٹکرائیں گے  
تم سمجھوتے کی آس رکھو، ہم آگے بڑھتے جائیں گے  
ہر منزل آزادی کی قسم، ہر منزل پر دہرائیں گے

یہ کس کا لہو ہے کون مرا  
اے رہبر ملک و قوم بتا!  
یہ کس کا لہو ہے کون مرا!

## میرے گیت تمہارے ہیں

اب تک میرے گیتوں میں امید بھی تھی پسپائی بھی  
موت کے قدموں کی آہٹ بھی جیون کی انگڑائی بھی  
مستقبل کی کرنیں بھی تھیں حال کی بوجھل ظلمت بھی  
طوفانوں کا شور بھی تھا اور خوابوں کی شہنائی بھی

آج سے میں اپنے گیتوں میں آتش پارے بھر دوں گا  
مدھم، ٹپکیلی تانوں میں جیوٹ دھارے بھر دوں گا  
جیون کے اندھیارے پتھر پر مشعل لے کر نکلوں گا  
دھرتی کے پھیلے آؤچل میں سرخ ستارے بھر دوں گا

آج سے اے مزدور کسانو! میرے گیت تمہارے ہیں  
فاقد کش انسانو! میرے جوگ بہاگ تمہارے ہیں  
جب تک تم بھوکے ننگے ہو، یہ نغے خاموش نہ ہوں گے

جب تک بے آرام ہوں یہ نغے راحت کوش نہ ہوں گے

مجھ کو اس کا رنج نہیں ہے لوگ مجھے فنکار نہ مانیں  
فکر و فن کے تاجر میرے شعروں کو اشعار نہ مانیں  
میرا فن، امیدیں، آج سے تم کو ارپن ہیں!  
آج سے میرے گیت تمہارے دکھ اور سکھ کا درپن ہیں

تم سے قوت لے کر اب میں تم کو راہ دکھاؤں گا  
تم پرچم لہراتا ساتھی! میں بریل پر گاؤں گا  
آج سے میرے فن کا مقصد زنجیریں پکھلانا ہے  
آج سے میں شبہم کے بدلے انگارے برساؤں گا



اپنی تباہیوں کا مجھے کوئی غم نہیں  
تم نے کسی کے ساتھ محبت نبھا تو دی

## اشعار

نفس کے لوج میں رم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
حیات، ساغر سم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

تری نگاہ مرے غم کی پاسدار سہی  
مری نگاہ میں غم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے



مری ندیم! محبت کی رفعتوں سے نہ بگر  
بلند بام حرم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
یہ اجتناب ہے عکس شعور محبوبی  
یہ احتیاطِ ستم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
ادھر بھی ایک اچشتی نظر کہ دنیا میں  
فروغِ محفلِ جم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
نئے جہان بسائے ہیں فکرِ آدم نے  
اب اس زمیں پہ ارم ہی نہیں، کچھ اور بھی ہے  
میرے شعور کو آوارہ کر دیا جس نے  
وہ مرگ شادی و غم ہی نہیں، کچھ اور بھی ہے

### نور جہاں کے مزار پر

پہلوئے شاہ میں یہ دخترِ جمہور کی قبر  
کتنے گم گشتہ فسانوں کا پتہ دیتی ہے  
کتنے خوں ریز حقائق سے اٹھاتی ہے نقاب  
کتنی کچلی ہوئی جانوں کا پتہ دیتی ہے  
کیسے مغرور شہنشاہوں کی تسکین کے لیے  
سالہا سال حسناؤں کے بازار لگے

کیسے بھکی ہوئی نظروں کے تعیش کے لیے  
سرخ محلوں میں جواں جسموں کے انبار لگے  
کیسے ہر شاخ سے منہ بند مہکتی کلیاں  
نوج لی جاتی تھیں تزکینِ حرم کی خاطر  
اور مرجھا کے بھی آزاد نہ ہو سکتی تھیں  
”ظلِ سبحان“ کی الفت کے بھرم کی خاطر

کیسے اک فرد کے ہونٹوں کی ذرا سی جنبش  
سرد کر سکتی تھی بے لوث وفاؤں کے چراغ  
لوٹ سکتی تھی دسکتے ہوئے ہاتھوں کا سہاگ  
توڑ سکتی تھی مئے عشق سے لبریز ایارغ  
سبھی سبھی سی فضاؤں میں یہ ویراں مرد  
اتنا خاموش ہے فریادِ کناں ہو جیسے  
سرد شاخوں میں ہوا جھج رہی ہے ایسے  
روحِ تقدیس و وفا مرثیہ خواں ہو جیسے

تو مری جان! مجھے حیرت و حسرت سے نہ دیکھ  
ہم میں کوئی بھی جہاں نور و جہاں گیر نہیں  
تو مجھے چھوڑ کے ٹھکرا کے بھی جا سکتی ہے  
تیرے ہاتھوں میں مرے ہاتھ ہیں زنجیر نہیں

## جاگیر

پھر اسی وادی شاداب میں لوٹ آیا ہوں  
جس میں پہاں مرے خوابوں کی طرب گاہیں ہیں  
میرے احباب کے سامان قیث کے لیے  
شوخ سینے ہیں، جواں جسم، حسین بانہیں ہیں

سبز کھیتوں میں یہ دہکی ہوئی دوشیزائیں  
ان کی شریانوں میں کس کس کا لہو جاری ہے  
کس میں جرأت ہے کہ اس راز کی تشہیر کرے  
سب کے لب پر مری ہیبت کا فسوں طاری ہے

ہائے وہ گرم و دل آویز اہلتے سینے  
جن سے ہم سطوت آبا کا صلہ دیتے ہیں  
جانے ان مرمریں جسوں کو یہ مرل دھقان  
کیسے ان تیرہ گھروندوں میں جنم دیتے ہیں

یہ لہکتے ہوئے پودے، یہ دکتے ہوئے کھیت  
پہلے اجداد کی جاگیر تھے اب میرے ہیں  
یہ چراگاہ، یہ ریوڑ، یہ مویشی یہ کسان  
سب کے سب میرے ہیں، سب میرے ہیں سب میرے ہیں

ان کی محنت بھی مری، حاصل محنت بھی مرا  
ان کے بازو بھی مرے قوت بازو بھی مری

میں خداوند ہوں اس وسعت بے پایاں کا  
موج عارض بھی مری گہمت گیسو بھی مری

میں ان اجداد کا بیٹا ہوں جنہوں نے پیہم  
اجنبی قوم کے سائے کی حمایت کی ہے  
غدر کی ساعت ناپاک سے لے کر اب تک  
ہر کڑے وقت میں سرکار کی خدمت کی ہے

خاک پر ریگنے والے یہ فسرہ ڈھانچے  
ان کی نظریں کبھی تلوار بنی ہیں نہ بنیں  
ان کی غیرت پہ ہر اک ہاتھ جھپٹ سکتا ہے  
ان کے ابرو کی کمانیں نہ تنی ہیں نہ تئیں

ہائے یہ شام، یہ جھرنے، یہ شفق کی لالی  
میں ان آسودہ فضاؤں میں ذرا جھوم نہ لوں  
وہ دبے پاؤں ادھر کون چلی جاتی ہے  
بڑھ کے اس شوخ کے ترشے ہوئے لب چوم نہ لوں

## مادام

آپ بے وجہ پریشان سی کیوں ہیں مادام  
لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے  
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہو گی  
میرے ماحول میں انسان نہ رہتے ہوں گے



وجہ بے رنگی گلزار کہوں یا نہ کہوں!!  
کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں!!

### مفاہمت

نشیب ارض پہ ذروں کو مشتعل پا کر  
بلندیوں پہ سفید و سیاہ مل ہی گئے  
جو یادگار تھے باہم ستیزہ کاری کی  
بہ فیض وقت وہ دامن کے چاک سل ہی گئے  
جہاد ختم ہوا دور آشتی آیا!  
سنبھل کے بیٹھ گئے محملوں میں دیوانے  
ہجوم تشنہ لبوں کی نگاہ سے اوجھل  
چھلک رہے ہیں شراب ہوس کے پیانے  
یہ جشن، جشن مسرت نہیں تماشا ہے  
نئے لباس میں نکلا ہے رہزنی کا جلوس  
ہزار شمع اخوت بجھا کے چمکے ہیں  
یہ تیرگی کے ابھارے ہوئے حسین فانوس  
یہ شاخ نور جسے ظلمتوں نے سینچا ہے  
اگر پھلی تو شراروں کے پھول لائے گی

نور سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جلا  
ہم جہاں ہیں وہاں تہذیب نہیں مل سکتی  
مفسلی جس لطافت کو مٹا دیتی ہے  
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

لوگ کہتے ہیں تو لوگوں پہ تعجب کیا  
سچ تو کہتے ہیں کہ ناداروں کی عزت کیسی  
لوگ کہتے ہیں، مگر آپ ابھی تک چپ ہیں  
آپ بھی کہیے، غریبوں میں شرافت کیسی

نیک بادام! بہت جلد وہ دور آئے گا  
جب ہمیں زیت کے ادوار پر کھٹے ہوں گے  
اپنی ذلت کی قسم، آپ کی عظمت کی قسم  
ہم کو تعظیم کے معیار پر کھٹے ہوں گے

ہم نے ہر دور میں تذلیل سہی ہے لیکن  
ہم نے ہر دور کے چہرے کو ضیا بخشی ہے  
ہم نے ہر دور میں محنت کے ستم جھیلے ہیں  
ہم نے ہر دور کے ہاتھوں کو حنا بخشی ہے

لیکن ان تلخ مباحث سے بھلا کیا حاصل  
لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے  
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہو گی  
میں جہاں ہوں وہاں انسان نہ رہتے ہوں گے

یہ پھل سکی تو نئی فصل گل کے آنے تک  
ضمیرِ ارض میں ایک زہر چھوڑ جائے گی

آج

ساتھیو! میں نے برسوں تمہارے لیے  
چاند، تاروں، بہاروں کے سنے بنے  
حسن اور عشق کے گیت گاتا رہا  
آرزوؤں کے ایوان سجاتا رہا  
میں تمہارا مغنی تمہارے لیے  
جب بھی آیا نئے گیت لاتا رہا  
آج لیکن مرے دامن چاک میں  
گردِ راہ سفر کے سوا کچھ نہیں  
میرے برہم کے سینے میں نغموں کا دم گھٹ گیا  
تائیں چیخوں کے انبار میں دب گئی ہیں  
اور گیتوں کے سرچکیاں بن گئے ہیں  
میں تمہارا مغنی ہوں، نغمہ نہیں ہوں  
اور نغمے کی تخلیق کا ساز و سامان  
ساتھیو! آج تم نے بھسم کر دیا ہے  
اور میں اپنا ٹوٹا ہوا ساز تھامے

سرد لاشوں کے انبار کو تنگ رہا ہوں  
میرے چاروں طرف موت کی وحشتیں ناچتی ہیں  
اور انساں کی حیوانیت جاگ اٹھی ہے  
بربریت کے خوں خوار عفریت  
اپنے ناپاک جبروں کو کھولے  
خون پی پی کے غرار ہے ہیں  
بچے ماؤں کی گودوں میں سہمے ہوئے ہیں  
عصمتیں سربرہنہ پریشان ہیں  
ہر طرف شورِ آہ و بکا ہے  
اور میں اس تباہی کے طوفان میں  
آگ اور خوں کے بیجان میں  
سرنگوں اور شکستہ مکانوں کے بلے سے پر راستوں پر  
اپنے نغموں کی جھولی پیارے  
دربدر پھر رہا ہوں!  
مجھ کو امن اور تہذیب کی بھیک دو  
میرے گیتوں کی لے، میرا سر، میری نے  
میرے مجروح ہونٹوں کو پھر سوپ دو  
ساتھیو! میں نے برسوں تمہارے لیے

انقلاب اور بغاوت کے نغمے الاپے  
 اجنبی راج کے ظلم کی چھاؤں میں  
 سرفروشی کے خوابیدہ جذبے ابھارے  
 اور اس صبح کی راہ دکھی !  
 جس میں اس ملک کی روح آزاد ہو  
 آج زنجیر حکومت کٹ چکی ہے  
 اور اس ملک کے بحر و بر، بام و در  
 اجنبی قوم کے ظلمت افشاں پھریرے کی منخوس چھاؤں  
 سے آزاد ہیں

کھیت سونا اگلنے کو بے چین ہیں  
 وادیاں لہلہانے کو بے تاب ہیں  
 کوہساروں کے سینے میں ہیجان ہے  
 سنگ اور خشت بے خواب و بیدار ہیں  
 ان کی آنکھوں میں تعمیر کے خواب ہیں  
 ان کے خوابوں کو تکمیل کا روپ دو  
 ملک کی وادیاں، گھاٹیاں، کھیتیاں  
 عورتیں بچیاں  
 ہاتھ پھیلائے خیرات کی منتظر ہیں

ان کو امن اور تہذیب کی بھیک دو  
 ماؤں کو ان کے ہونٹوں کی شادابیاں  
 ننھے بچوں کو ان کی خوشی بخش دو  
 ملک کی روح کو زندگی بخش دو  
 مجھ کو میرا ہنرمیری لے بخش دو  
 آج ساری فضا ہے بھکاری  
 اپنے نغموں کی جھولی پیارے  
 در بدر پھر رہا ہوں  
 مجھ کو پھر میرا کھویا ہوا ساز دو  
 میں تمہارا منغنی تمہارے لیے  
 جب بھی آیا نئے گیت لاتا رہوں گا

### اشعار

طرب زاروں پہ کیا بیتی، صنم خانوں پہ کیا گزری  
 دل زندہ! ترے مرحوم ارمانوں پہ کیا گزری  
 زمیں نے خون اگلا آسمان نے آگ برسائی  
 جب انسانوں کے دل بدلے تو انسانوں پہ کیا گزری  
 ہمیں یہ فکر ان کی انجمن کس حال میں ہوگی  
 انہیں یہ غم کہ ان سے چھٹ کے دیوانوں پہ کیا گزری

میرا الحاد تو خیر ایک لعنت تھا سو ہے اب تک  
مگر اس عالم وحشت میں ایمانوں پہ کیا گزری  
یہ منظر کون سا منظر ہے پہچانا نہیں جاتا  
سیہ خانوں سے کچھ پوچھو شبستانوں پہ کیا گزری  
چلو وہ کفر کے گھر سے سلامت آ گئے لیکن  
خدا کی مملکت میں سوختہ جانوں پہ کیا گزری

نیا سفر ہے، پرانے چراغ گل کر دو

فریب جنت فردا کے جال ٹوٹ گئے  
حیات اپنی امیدوں پہ شرمسار سی ہے  
چمن میں جشن درود بہار ہو بھی چکا  
مگر نگاہ گل و لالہ سوگوار سی ہے

فضا میں گرم بگولوں کا رقص جاری ہے  
افق پہ خون کی مینا چھلک رہی ہے ابھی  
کہاں کا مہر منور کہاں کی تنویریں  
کہ بام و در پہ سیاہی جھلک رہی ہے ابھی

فضائیں سوچ رہی ہیں کہ ابن آدم نے  
خرد گنوا کے، جنوں آزما کے کیا پایا

وہی شکست تمنا وہی غم ایام!  
نگارِ زیست نے سب کچھ لٹا کے کیا پایا  
بھٹک کے رہ گئیں نظریں خلا کی وسعت میں  
حریم شاید رعنا کا کچھ پتہ نہ ملا  
طویل راہ گزر ختم ہو گئی لیکن  
ہنوز اپنی مسافت کا منتہا نہ ملا

سفر نصیب رفیقو! قدم بڑھائے چلو  
پرانے رہنما لوٹ کر نہ دیکھیں گے  
طلوع صبح سے تاروں کی موت ہوتی ہے  
شبوں کے راج دلارے ادھر نہ دیکھیں گے

## شکستِ زنداں

چینی شاعر یانگ سو کے نام

جس نے جیانگ کاٹی شیک کی جیل میں لکھا تھا..... ”میں سال قید، کاغذ کے ایک پرزے  
پر لکھے ہوئے چند الفاظ کی بنا پر ہو سکتا ہے کہ میں بیس سال تک سورج کی شکل نہ دیکھ  
سکوں، لیکن کیا تمہارا یہ فرسودہ نظام جو لمحہ بہ لمحہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنی موت کی  
طرف بڑھ رہا ہے۔“ بیس سال تک زندہ رہ سکے گا،

خبر نہیں کہ بلا خانہ سلاسل میں  
تری حیاتِ ستم آشنا پہ کیا گزری

خبر نہیں کہ نگارِ سحر کی حسرت میں  
تمام رات چراغِ وفا پہ کیا گزری؟  
مگر وہ دیکھ فضا میں غبار سا اٹھا  
وہ تیرے سرخ جوانوں کے راہوار آئے  
نظر اٹھا کہ وہ تیرے وطن کے محنت کش  
گلے سے کہنہ غلامی کا طوق اتار آئے

### لہونذر دے رہی ہے حیات

مرے جہاں میں سخن زار ڈھونڈنے والے  
یہاں بہار نہیں آتشیں بگولے ہیں  
دھنک کے رنگ نہیں سرمئی فضاؤں میں  
افتق سے تابہ افتق پھانسیوں کے جھولے ہیں  
پھر ایک منزلِ خونبار کی طرف ہیں رواں  
وہ رہنما جو کئی بار راہ بھولے ہیں

بلند دعویٰ جمہوریت کے پردے میں  
فروغِ محسوس و زنداں ہیں ، تازیانے میں  
بنام امن ہیں جنگ و جدل کے منصوبے  
بہ شور عدل ، تفاوت کے کارخانے ہیں  
دلوں پہ خوف کے پہرے ، لیوں پہ قفل سکوت  
سروں پہ گرم سلاخوں کے شامیانے ہیں

مگر مٹے ہیں کہیں جبر اور تشدد سے  
وہ فلسفے کہ جلا دے گئے دماغوں کو  
کوئی سپاہِ ستم پیشہ چور کر نہ سکی  
بشر کی جاگی ہوئی روح کے ایانوں کو

افتق پہ صبح بہاراں کی آمد آمد ہے  
فضا میں سرخ پھریوں کے پھول کھلتے ہیں  
زمین خندہ بلب ہے شفیق ماں کی طرح  
کہ اس کی گود میں بچھڑے رفیق ملتے ہیں

شکست محسوس و زنداں کا وقت آ پہنچا

وہ تیرے خوابِ حقیقت میں ڈھال آئے ہیں  
نظر اٹھا کہ تیرے دیس کی فضاؤں پر  
نئی بہار نئی جنتوں کے سائے ہیں

دریدہ تن ہے وہ قہجائے سیم و زر جس کو  
بہت سنبھال کے لائے تھے شاطرانِ کہن  
رہاب چھیڑ ، غزل خواں ہو ، رقص فرما ہو  
کہ جشنِ نصرتِ محنت ہے جشنِ نصرتِ فن

میں تجھ سے دور سہی لیکن اے رفیقِ مرے  
تری وفا کو مری جہدِ مستقل کا سلام

قدم قدم پہ لہو نذر دے رہی ہے حیات  
سپاہیوں سے الجھتے ہوئے چراغوں کو

رواں ہے قافلہ ، ارتقائے انسانی  
نظام آتش و آہن کا دل ہلائے ہوئے  
بغاوتوں کے دہل بج رہے ہیں چار طرف  
نکل رہے ہیں جواں مشعلیں جلائے ہوئے  
تمام ارض جہاں کھولتا سمندر ہے  
تمام کوہ و بیاباں ہیں تہللائے ہوئے

مری صدا کو دہانا تو خیر ممکن ہے  
مگر حیات کی لٹکار کون روکے گا؟  
فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی  
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا؟  
نئے خیال کی پرواز روکنے والو  
نئے عوام کی تلوار کون روکے گا؟  
پناہ لیتا ہے جن محسوس میں تیرہ نظام  
وہیں سے صبح کے لشکر نکلنے والے ہیں  
ابھر رہے ہیں فضاؤں میں احریں پرچم  
کنارے مشرق و مغرب کے ملنے والے ہیں  
ہزار برق گرے ، لاکھ آندھیاں اٹھیں  
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں



جب کبھی ان کی توجہ میں کمی پائی گئی  
از سر نو داستان شوق دہرائی گئی  
بک گئے جب تیرے لب پھر تجھ کو کیا شکوہ اگر  
زندگانی بادہ و ساغر سے بہلائی گئی  
اے غم دنیا! تجھے کیا علم تیرے واسطے  
کن بہانوں سے طبیعت راہ پر لائی گئی  
ہم کریں ترک وفا اچھا چلو یوں ہی سہی  
اور اگر ترک وفا سے بھی نہ رسوائی گئی  
کیسے کیسے چشم و عارض گرد غم سے بچھ گئے  
کیسے کیسے پیکروں کی شان زیبائی گئی  
دل کی دھڑکن میں توازن آ چلا ہے خیر ہو  
میری نظریں بچھ گئیں یا تیری رعنائی گئی  
ان کا غم، ان کا تصور، ان کے شکوے اب کہاں  
اب تو یہ باتیں بھی اے دل ہو گئیں آئی گئی



جرات انسان پہ گو تادیب کے پہرے رہے  
فطرت انسان کو کب زنجیر پہنائی گئی  
عرصہ ہستی میں اب تیشہ زنوں کا دور ہے  
رسم چنگیزی اٹھی، تو قیصر دارائی گئی!

## متاع غیر

میرے خوابوں کے جھردکوں کو سجانے والی  
تیرے خوابوں میں کہیں میرا گزر ہے کہ نہیں  
پوچھ کر اپنی نگاہوں سے بتا دے مجھ کو  
میری راتوں کے مقدر میں سحر ہے کہ نہیں

چار دن کی یہ رفاقت جو رفاقت بھی نہیں  
عمر بھر کے لیے آزار ہوئی جاتی ہے  
زندگی یوں تو ہمیشہ سے پریشان سی تھی  
اب تو ہر سانس گراں بار ہوئی جاتی ہے

میری اجڑی ہوئی فیندوں کے شبتانوں میں  
تو کسی خواب کے پیکر کی طرح آئی ہے  
کبھی اپنی سی، کبھی غیر نظر آئی ہے  
کبھی اخلاص کی مورت! کبھی ہرجائی ہے

پیار پر بس تو نہیں ہے مرا، لیکن پھر بھی  
تو بتا دے کہ تجھے پیار کروں یا نہ کروں  
تو نے خود اپنے تبسم سے جگایا ہے جنہیں  
ان تمناؤں کا اظہار کروں یا نہ کروں

تو کسی اور کے دامن کی کلی ہے، لیکن  
میری راتیں تری خوشبو سے بسی رہتی ہیں  
تو کہیں بھی ہو ترے پھول سے عارض کی قسم  
تیری پلکیں مری آنکھوں پہ جھکی رہتی ہیں

تیرے ہاتھوں کی حرارت، تیرے سانسوں کی مہک  
تیرتی رہتی ہے احساس کی پہنائی میں  
ڈھونڈتی رہتی ہیں تخیل کی بانہیں تجھ کو  
سرد راتوں کی سلگتی ہوئی تنہائی میں  
تیرا انداز کرم ایک حقیقت ہے مگر  
یہ حقیقت بھی، حقیقت میں فسانہ ہی نہ ہو  
تیری مانوس نگاہوں کا یہ محتاط پیام  
دل کے خوں کرنے کا ایک بہانہ ہی نہ ہو

کون جانے مرے امروز کا فردا کیا ہے  
قربتیں بڑھ کے پشیمان بھی ہو جاتی ہیں  
دل کے دامن سے لپٹتی ہوئی رنگیں نظریں

دیکھتے دیکھتے انجان بھی ہو جاتی ہیر

کون جانے یہ ترا شاعر آشفۃ مزاج  
کتنے مغرور خداؤں کا رقیب آج بھی ہے

### بشرط استواری

خونِ جمہور میں بھیکے ہوئے پرچم لے کر  
مجھ سے افراد کی شاہی نے وفا مانگی ہے  
صبح کے نور پہ تعزیر لگانے کے لئے  
شب کی سنگین سیاحی نے وفا مانگی ہے

اور یہ چاہا ہے کہ میں قافلۂ آدم کو  
ٹوکنے والی نگاہوں کا مددگار بنوں!  
جس تصور سے چراغاں ہے سر جادۂ زیست  
اس تصور کی حزیمت کا گنہگار بنوں!

ظلم پروردہ قوانین کے ایوانوں سے  
بیڑیاں تھکتی ہیں زنجیر صدا دیتی ہے  
طاقِ تادیب سے انصاف کے بت گھورتے ہیں  
مند عادل سے شمشیر صدا دیتی ہے

لیکن اے عظمتِ انساں کے سنہرے خوابو  
میں کسی تاج کی سطوت کا پرستار نہیں  
میرے افکار کا عنوان ارادتِ تم ہو  
میں تمہارا ہوں لیٹروں کا وفادار نہیں

میری درماندہ جوانی کی تمناؤں کے  
مضمحل خواب کی تعبیر بتا دے مجھ کو  
تیرے دامن میں گلستاں بھی ہیں دیرانے بھی  
میرا حاصل مری تقدیر بتا دے مجھ کو



ہر قدمِ مرحلہ دار و صلیب آج بھی ہے  
جو کبھی تھا وہی انساں کا نصیب آج بھی ہے  
جگمگاتے ہیں افق پر یہ ستارے لیکن  
راستہ منزل ہستی کا مہیب آج بھی ہے

سرِ مقتلِ جنہیں جانا تھا وہ جا بھی پہنچے  
سرِ منبر کوئی مختا خطیب آج بھی ہے

اہلِ دانش نے جسے امرِ مسلم مانا  
اہلِ دل کے لیے وہ بات عجیب آج بھی ہے

یہ تری یاد ہے یا میری اذیتِ کوشی  
ایک نشترِ سا رگِ جاں کے قریب آج بھی ہے

چاند مدہم ہے آسمان چپ ہے  
نیند کی گود میں جہاں چپ ہے  
دور وادی میں دودھیا بادل  
جھک کے پریت کو پیار کرتے ہیں  
دل میں ناکام حسرتیں لے کر  
ہم ترا انتظار کرتے ہیں

ان بہاروں کے سائے میں آ جا  
پھر محبت جواں رہے نہ رہے  
زندگی تیرے نامرادوں پر  
کل تلک مہربان رہے نہ رہے

روز کی طرح آج بھی تارے  
صبح کی گرد میں نہ کھو جائیں  
آتے غم میں جاگتی آنکھیں  
کم سے کم ایک رات سو جائیں

چاند مدہم ہے آسمان چپ ہے  
نیند کی گود میں جہاں چپ ہے

رات سنان تھی ، بوجھل تھیں فضا کی سانسیں  
روح پر چھائے تھے بے نام غموں کے سائے  
دل کو یہ ضد تھی کہ تو آئے تسلی دینے  
میری کوشش تھی کہ کمبخت کو نیند آ جائے

دیر تک آنکھوں میں چبھتی رہی تاروں کی چمک  
دیر تک ذہن سلگتا رہا تنہائی میں  
اپنے ٹھکرائے ہوئے دوست کی پرسش کے لیے  
تو نہ آئی مگر اس رات کی پہنائی میں

یوں اچانک تری آواز کہیں سے آئی  
جیسے پریت کا جگر چیر کے جھرنا پھوٹے  
یا زمینوں کی محبت میں ترپ کر ناگاہ  
آسمانوں سے کوئی شوخ ستارہ ٹوٹے

شہد سا گھل گیا تلخابہ تنہائی میں  
رنگ سا پھیل گیا دل کے سیہ خانے میں  
دیر تک یوں تری مستانہ صدائیں گونجیں  
جس طرح پھول چٹکنے لگیں ویرانے میں

تو بہت دور کسی انجمن ناز میں تھی  
پھر بھی محسوس کیا میں نے کہ تو آئی ہے

چند گھڑیوں کے لیے ہوں کہ ہمیشہ کے لیے  
مری جاگی ہوئی راتوں کو سلا جائیں گے



بھڑکا رہے ہیں آگ لب نغمہ گر سے ہم  
خاموش کیا رہیں گے زمانے کے ڈر سے ہم  
کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا  
مابوس تو نہیں ہیں طلوع سحر سے ہم  
لے دے کے اپنے پاس فقط اک نظر تو ہے  
کیوں دیکھیں زندگی کو کسی کی نظر سے ہم  
مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے  
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

### خوبصورت موڑ

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں  
نہ میں تم سے کوئی امید رکھوں دلنوازی کی  
نہ تم میری طرف دیکھو غلط انداز نظروں سے

اور نغموں میں چھپا کر مرے کھوئے ہوئے خواب  
میری روٹھی ہوئی نیندوں کو منا لائی ہے

رات کی سطح پر ابھرے ترے چہرے کے نقوش  
وہی چپ چاپ سی آنکھیں وہی سادہ سی نظر  
وہی ڈھلکا ہوا آنچل وہی رفتار کا خم  
وہی رہ رہ کے چلتا ہوا نازک پیکر  
تو میرے پاس نہ تھی پھر بھی سحر ہونے تک  
تیرا ہر سانس مرے جسم کو چھو کر گزرا!  
قطرہ قطرہ تیرے دیدار کی شبنم ٹپکی  
لحہ لمحہ تری خوشبو سے معطر گزرا!

اب یہی ہے تجھے منظور تو اے جانِ قرار  
میں تری راہ نہ دیکھوں گا سیہ راتوں میں  
ڈھونڈ لیں گی مری ترسی ہوئی نظریں تجھ کو  
نغمہ و شعر کی اٹدی ہوئی برساتوں میں  
اب ترا پیار ستائے گا تو میری ہستی!  
تیری مستی بھری آواز میں ڈھل جائے گی  
اور یہ روح جو تیرے لیے بے چین سی ہے  
گیت بن کر تیرے ہونٹوں پہ چل جائے گی  
تیرے نغمات ترے حسن کی ٹھنڈک لے کر  
میرے تپتے ہوئے ماحول میں آ جائیں گے

نہ میرے دل کی دھڑکن لڑکھڑائے میری باتوں سے  
 نہ ظاہر ہو تمہاری کشمکش کا راز نظروں سے  
 تمہیں بھی کوئی الجھن روکتی ہے پیش قدمی سے  
 مجھے بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ جلوے پرائے ہیں  
 مرے ہمراہ بھی رسوائیاں ہیں میرے ماضی کی  
 تمہارے ساتھ بھی گزری ہوئی راتوں کے سائے ہیں

تعارف روگ ہو جائے تو اس کا بھولنا بہتر  
 تعلق بوجھ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا  
 وہ افسانہ جسے انجام تک لانا نہ ہو ممکن  
 اسے اک خوبصورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں



اس طرف سے گزرے تھے قافلے بہاروں کے  
 آج تک سلگتے ہیں زخمِ رہگزاروں کے

خلوتوں کے شیدائی خلوتوں میں کھلتے ہیں  
 ہم سے پوچھ کر دیکھو، راز پردہ داروں کے

گیسوؤں کی چھاؤں میں، دل نواز چہرے ہیں  
 یا حسین دھندلوں میں، پھول ہیں بہاروں کے

پہلے ہنس کے ملتے ہیں، پھر نظر چراتے ہیں  
 آشنا صفت ہیں لوگ، اجنبی دیاروں کے  
 تم نے صرف چاہا ہے ہم نے چھو کے دیکھے ہیں  
 پیراہن گھٹاؤں کے، جسم برق پاروں کے  
 شغل سے پرستی گو، جشن نامرادی تھا  
 یوں بھی کٹ گئے کچھ دن تیرے سوگواروں کے

### مرے عہد کے حسینو

وہ ستارے جن کی خاطر کئی بے قرار صدیاں  
 مری تیرہ بخت دنیا میں ستارہ وار جاگیں  
 کبھی رفعتوں پہ لپکیں، کبھی وسعتوں سے الجھیں  
 کبھی سوگوار سوسیں، کبھی نغمہ بار جاگیں

وہ بلند بام تارے وہ فلک مقام تارے  
 وہ نشان دے کے اپنا رہے بے نشان ہمیشہ  
 وہ حسین، وہ نور زادے، وہ خلا کے شاہزادے  
 جو ہماری قسمتوں پر رہے حکمران ہمیشہ

جنہیں مضحل دلوں نے ابدی پناہ جانا  
 تنہکے ہارے قافلوں نے جنہیں خضر راہ جانا

جنہیں کم سنوں نے چاہا کہ لپک کے پیار کر لیں  
 جنہیں مہوشوں نے مانگا کہ گلے کا ہار کر لیں  
 جنہیں عاشقوں نے چاہا کہ فلک سے توڑ لائیں

کسی راہ میں بچائیں ، کسی تہج پر سجائیں  
 جنہیں بت گروں نے چاہا کہ صنم بنا کے پوچھیں  
 یہ جو دور کے حسیں ہیں انہیں پاس لا کے پوچھیں  
 جنہیں مطربوں نے چاہا کہ صداؤں میں پرو لیں  
 جنہیں شاعروں نے چاہا کہ خیال میں سمو لیں

جو ہزار کوششوں پر بھی شمار میں نہ آئے  
 کبھی خاک بے بضاعت کے دیار میں نہ آئے  
 جو ہماری دسترس سے رہے دور دور اب تک  
 ہمیں دیکھتے رہے ہیں جو بصد غرور اب تک

مرے عہد کے حسینوا! وہ نظر نواز تارے  
 مرا دور عشق پرور تمہیں نذر دے رہا ہے  
 وہ جنوں جو آب و آتش کو اسیر کر چکا تھا  
 وہ خلا کی دستوں سے بھی خراج لے رہا ہے

مرے ساتھ رہنے والو! مرے بعد آنے والو  
 میرے دور کا یہ تحفہ تمہیں سازگار آئے  
 کبھی تم خلا سے گزرو کسی سیم تن کی خاطر

بھی تم کو دل میں رکھ کر کوئی گل عذار آئے

## آوازِ آدم

رہے گی کب تک آوازِ آدم ہم بھی دیکھیں گے  
 رکیں گے کب تلک جذباتِ برہم ہم بھی دیکھیں گے  
 چلو یونہی سہی یہ جو پیہم ہم بھی دیکھیں گے  
 در زنداں سے دیکھیں یا عروج دار سے دیکھیں  
 تمہیں رسوا سر بازارِ عالم ہم بھی دیکھیں گے  
 ذرا دم لو مآلِ شوکتِ جم، ہم بھی دیکھیں گے

بہ زعمِ قوتِ فولاد و آہن دیکھ لو تم بھی  
 بہ فیضِ جذبہِ ایمان محکم ، ہم بھی دیکھیں گے  
 جہنم کج کلاہی خاک پر خم، ہم بھی دیکھیں گے

مکافاتِ عمل ، تاریخِ انساں کی روایت ہے  
 کرو گے کب تلک ناوک فراہم ، ہم بھی دیکھیں گے  
 کہاں تک ہے تمہارے ظلم میں دم ہم بھی دیکھیں گے

یہ ہنگامہ و دواعِ شب ہے ، اے ظلمت کے فرزندو  
 سحر کے دوش پر گنارِ پرچم ہم بھی دیکھیں گے  
 تمہیں بھی دیکھنا ہو گا یہ عالم ہم بھی دیکھیں گے



پھر نہ کیجئے مری گستاخ نگاہی کا گلہ  
دیکھئے آپ نے پھر پیار سے دیکھا مجھ کو

## پرچھائیاں

ایک طویل نظم

”پرچھائیاں“ میری پہلی طویل نظم ہے اس وقت ساری دنیا میں امن اور تہذیب کے تحفظ کے لیے جو تحریک چل رہی ہے یہ نظم اس کا ایک حصہ ہے۔  
میں سمجھتا ہوں کہ ہر نوجوان نسل کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اسے جو دنیا اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے وہ آئندہ نسلوں کو اس سے بہتر اور خوبصورت دنیا دے کر جائے، میری یہ نظم اس کوشش کا ادبی روپ ہے۔

ساحر لدھیانوی

## پرچھائیاں

جوان رات کے سینے پہ دودھیا آنچل  
چل رہا ہے کسی خواب مرمر کی طرح  
حسین پھول، حسین پتیاں، حسین شاخیں  
لچک رہی ہیں کسی جسم نازنین کی طرح

فضا میں گھل سے گئے ہیں افق کے نرم خطوط  
زمین حسین ہے خوابوں کی سرزمین کی طرح  
تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
کبھی گمان کی صورت کبھی یقین کی طرح  
وہ پیڑ جن کے تلے ہم پناہ لیتے تھے  
کھڑے ہیں آج بھی ساکت کسی امیں کی طرح

انہی کے سائے میں پھر آج دو دھڑکتے دل  
خوش ہونٹوں سے کچھ کہنے سننے آئے ہیں  
نہ جانے کتنی کشاکش سے، کتنی کاوش سے  
یہ سوتے جاگتے لمحے چرا کے لائے ہیں  
یہی فضا تھی، یہی رت، یہی زمانہ تھا  
یہیں سے ہم نے محبت کی ابتدا کی تھی  
دھڑکتے دل سے، لرزتی ہوئی نگاہوں سے  
حضور غیب میں ننھی سی التجا کی تھی  
کہ آرزو کے کنول کھل کے پھول ہو جائیں  
دل و نظر کی دعائیں قبول ہو جائیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
تم آ رہی ہو زمانے کی آنکھ سے بچ کر  
نظر جھکائے ہوئے اور بدن چرائے ہوئے

خود اپنے قدموں کی آہٹ سے جھینپتی ڈرتی  
خود اپنے سائے کی جنبش سے خوف کھائے ہوئے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

رواں ہے چھوٹی سی کشتی ہواؤں کے رخ پر  
ندی کے ساز پہ ملاح گیت گاتا ہے  
تمہارا جسم ہر اک لہر کے جھکولے سے  
مری کھلی ہوئی بانہوں میں جھول جاتا ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

میں پھول ٹانگ رہا ہوں تمہارے جوڑے میں  
تمہاری آنکھ مسرت سے جھکتی جاتی ہے  
نہ جانے آج میں کیا بات کہنے والا ہوں  
زبان خشک ہے آواز رکتی جاتی ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

مرے گلے میں تمہاری گداز بانہیں ہیں  
تمہارے ہونٹوں پہ میرے لبوں کے سائے ہیں  
مجھے یقین ہے کہ ہم اب کبھی نہ پھڑیں گے  
تمہیں گمان کہ ہم مل کے بھی پرائے ہیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
مرے پلنگ پہ نکھری ہوئی کتابوں کو  
ادائے بحر و کرم سے اٹھا رہی ہو تم  
سہاگ رات جو ڈھولک پہ گائے جاتے ہیں  
دبے سروں میں وہی گیت گا رہی ہو تم

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

وہ لمحے کتنے دکش تھے وہ گھڑیاں کتنی پیاری تھیں  
وہ سہرے کتنے نازک تھے وہ لڑیاں کتنی پیاری تھیں  
بستی کی ہر اک شاداب گلی خوابوں کا جزیرہ تھی گویا  
ہر موج نفس، ہر موج صبا، نغموں کا ذخیرہ تھی گویا

ناگاہ لہکتے کھیتوں سے ٹاپوں کی صدائیں آنے لگیں  
بارود کی بوجھل بولے کر پچھتم سے ہوائیں آنے لگیں  
تعمیر کے روشن چہرے پر تخریب کا بادل پھیل گیا  
ہر گاؤں میں وحشت ناچ اٹھی، ہر شہر میں جنگل پھیل گیا  
مغرب کے مہذب ملکوں سے کچھ خاکی وردی پوش آئے  
اٹھلاتے ہوئے مغرور آئے لہراتے ہوئے مدہوش آئے  
خاموش زمیں کے سینے میں خیموں کی طنائیں گزرنے لگیں  
مکھن سی ملائم راہوں پر بوٹوں کی خراشیں پڑنے لگیں



خلوت میں بھی جو ممنوع تھی وہ جلوت میں جسارت ہونے لگی

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

تم آ رہی ہو سرشام بال بکھرائے  
ہزار گوشت ملاحت کا بار اٹھائے ہوئے  
ہوس پرست نگاہوں کی چیرہ دستی سے  
بدن کی جھینپتی عریانیاں چھپائے ہوئے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

میں شہر جا کے ہر اک در پہ جھانک آیا ہوں  
کسی جگہ مری محنت کا مول مل نہ سکا  
سنگروں کے سیاسی قمار خانے میں  
الم نصیب فراست کا مول مل نہ سکا

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

تمہارے گھر میں قیامت کا شور برپا ہے  
مخاز جنگ سے ہرکارہ ”تار“ لایا ہے  
کہ جس کا ذکر تمہیں زندگی سے پیارا تھا  
وہ بھائی ”نزعہ دشمن“ میں کام آیا ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

فوجوں کے بھیاک بینڈ تلے، چرخوں کی صدائیں ڈوب گئیں  
جھپوں کی سلگتی دھول تلے، پھولوں کی قبائیں ڈوب گئیں  
انسان کی قیمت گرنے لگی اجناس کے بھاؤ چڑھنے لگے  
چوپال کی رونق گھٹنے لگی، بھرتی کے دفاتر بڑھنے لگے  
بستی کے سچیلے شوخ جواں بن بن کے سپاہی جانے لگے  
جس راہ سے کم ہی لوٹ سکے، اس راہ پہ راہی جانے لگے  
ان جانے والے دستوں میں، غیرت بھی گئی، برنائی بھی  
ماؤں کے جواں بیٹے بھی گئے، بہنوں کے چہیتے بھائی بھی  
بستی پہ اداسی چھانے لگی، میلوں کی بہاریں ختم ہوئیں  
آموں کی لچکتی شاخوں سے جھولوں کی قطاریں ختم ہوئیں  
دھول اڑنے لگی بازاروں میں، بھوک اگنے لگی کھلیانوں میں  
ہر چیز دکانوں سے اٹھ کر روپوش ہوئی تہہ خانوں میں  
بدحال گھروں کی بد حالی، بڑھتے بڑھتے جنگل بنی  
مہنگائی بڑھ کر کال بنی، ساری بستی کنگال بنی  
چرواہیاں رستہ بھول گئیں، پنہاریاں پگھٹ چھوڑ گئیں  
کتنی ہی کنواری ابائیں، ماں باپ کی چوکھٹ چھوڑ گئیں  
افلاس زدہ دہقانوں کے، مل بیل بکے کھلیان بکے  
جینے کی تمنا کے ہاتھوں، جینے کے سب سامان بکے  
کچھ بھی نہ رہا جب بکنے کو، جسموں کی تجارت ہونے لگی

ہر ایک گام پہ بدنامیوں کا جھگٹ ہے  
 ہر ایک موڑ پہ رسوائیوں کے میلے ہیں  
 نہ دوستی، نہ تکلف، نہ دلبری، نہ خلوص  
 کسی کا کوئی نہیں آج سب اکیلے ہیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

وہ رہنڈر جو مرے دل کی طرح سونی ہے  
 نہ جانے تم کو کہاں لے کے جانے والی ہے  
 تمہیں خرید رہے ہیں ضمیر کے قاتل  
 افق پہ خون تمنائے دل کی لالی ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
 چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے  
 اس شام مجھے معلوم ہوا کھیتوں کی طرح اس دنیا میں  
 سہمی ہوئی دو شیرازوں کی مسکن بھی نیچی جاتی ہے  
 اس شام مجھے معلوم ہوا، اس کارگر زرداری میں  
 دو بھولی بھولی روحوں کی پہچان بھی نیچی جاتی ہے  
 اس شام مجھے معلوم ہوا جب باپ کی کھیتی چن جائے  
 مٹا کے سنہرے خوابوں کی انمول نشانی بکتی ہے

اس شام مجھے معلوم ہوا، جب بھائی جنگ میں کام آئے  
 سرمائے کے قحبہ خانے میں بہنوں کی جوانی بکتی ہے  
 سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
 چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے  
 تم آج ہزاروں میل یہاں سے دور کہیں تنہائی میں

یایزم طرب آرائی میں

میرے سینے بنتی ہو گی بیٹھی آغوش پرانی میں  
 اور میں سینے میں غم لے کر دن رات مشقت کرتا ہوں

جینے کی خاطر مرتا ہوں

اپنے فن کو رسوا کر کے اغیار کا دامن بھرتا ہوں  
 مجبور ہوں میں مجبور ہو تم مجبور یہ دنیا ساری ہے

تن کا دکھ من پر بھاری ہے

اس دور میں جینے کی قیمت یا دار و رسن یا خواری ہے  
 میں دار و رسن تک جانہ سکا تم جہد کی حد تک آنہ  
 سکیں

چاہا تو مگر اپنا نہ سکیں

ہم تو دو ایسی روئیں ہیں جو منزل تسکین پا نہ سکیں  
 جینے کو جئے جاتے ہیں مگر، سانسوں میں چٹائیں جلتی ہیں

خاموش وفا کیں جلتی ہیں

سکین حقائق زاروں میں ، خوابوں کی روائیں جلتی ہیں  
اور آج جب ان بیڑوں کے تلے پھر دو سائے لہرائے ہیں  
پھر دودل ملنے آئے ہیں

پھر موت کی آندھی اُٹھی ہے پھر جنگ کے بادل چھائے  
ہیں

میں سوچ رہا ہوں ان کا بھی اپنی ہی طرح انجام نہ ہو  
ان کا بھی جنوں ناکام نہ ہو

ان کے بھی مقدر میں لکھی ، اک خون میں لتھری شام نہ ہو  
سورج کے لہو میں لتھری ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے

ہمارا پیار حوادث کی تاب لا نہ سکا  
مگر انہیں تو مرادوں کی رات مل جائے  
ہمیں تو کشمکش مرگ بے اماں ہی ملی  
انہیں تو جھومتی گاتی حیات مل جائے  
بہت دنوں سے ہے یہ مشغلہ سیاست کا  
کہ جب جوان ہوں بچے تو قتل ہو جائیں  
بہت دنوں سے یہ ہے خط حکمرانوں کا  
کہ دور دور کے ملکوں میں قحط ہو جائیں  
بہت دنوں سے محبت پناہ ڈھونڈتی ہے

بہت دنوں سے ستم دیدہ شاہراہوں میں  
نگار زیست کی عصمت پناہ ڈھونڈتی ہے  
چلو کہ آج سبھی پائمال روحوں سے  
کہیں کہ اپنے ہر اک زخم کو زباں کر لیں  
ہمارا راز ہمارا نہیں ، سبھی کا ہے  
چلو کہ سارے زمانے کو رازداں کر لیں  
چلو کہ چل کے سیاسی مقامروں سے کہیں  
کہ ہم کو جنگ و جدل کے چلن سے نفرت ہے  
جسے لہو کے سوا کوئی رنگ راس نہ آئے  
ہمیں حیات کے اس پیرہن سے نفرت ہے  
کہو کہ اب کوئی قاتل اگر ادھر آیا  
تو ہر قدم پہ زمیں تنگ ہوتی جائے گی  
ہر ایک موج ہوا رخ بدل کے جھپٹے گی  
ہر ایک شاخ رگ سنگ ہوتی جائے گی  
اٹھو کہ آج ہر اک جنگجو سے یہ کہہ دیں  
کہ ہم کو کام کی خاطر کلوں کی حاجت ہے  
ہمیں کسی کی زمیں چھیننے کا شوق نہیں  
ہمیں تو اپنی زمیں پر ہلوں کی حاجت ہے  
کہو کہ اب کوئی تاجر ادھر کا رخ نہ کرے

## آؤ کہ کوئی خواب بنیں

مجھے معلوم ہے انجامِ رودادِ محبت کا  
مگر، کچھ اور تھوڑی دیر سعیِ رایگاں کرلوں!



خوابوں کے آسرے پہ کٹی ہے تمام عمر  
ساحر



وجہ بے رنگی گلزار کہوں تو کیا ہو  
کون ہے کتنا گنہگار کہوں تو کیا ہو  
تم نے جو بات سر بزم نہ سننا چاہی  
میں وہی بات سر دار کہوں تو کیا ہو



نہ منہ چھپا کے جئے ہم، نہ سر جھکا کے جئے  
سنگروں کی نظر سے نظر ملا کے جئے

اب اس جگہ کوئی کنواری نہ بچی جائے گی  
یہ کھیت جاگ پڑے، اٹھ کھڑی ہوئیں فصلیں  
اب اس جگہ کوئی کیاری نہ بچی جائے گی  
یہ سرزمین ہے گوتم کی اور نانک کی  
اس ارضِ پاک پہ وحشی نہ چل سکیں گے کبھی  
ہمارا خونِ امانت ہے نسلِ نو کے لیے  
ہمارے خون پہ لشکر نہ پل سکیں گے کبھی  
کہو کہ آج بھی ہم سب اگر خوش رہے  
تو اس دیکتے ہوئے خاکداں کی خیر نہیں  
جنوں کی ڈھالی ہوئی ایٹمی بلاؤں سے  
زمین کی خیر نہیں، آسمان کی خیر نہیں  
گزشتہ جنگ میں گھر ہی جلے مگر اس بار  
عجب نہیں کہ یہ تنہائیاں بھی جل جائیں  
گزشتہ جنگ میں پیکر جلے مگر اس بار  
عجب نہیں کہ یہ پرچھائیاں بھی جل جائیں  
تصویرات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

اب ایک رات اگر کم جئے ، تو کم ہی سہی  
یہی بہت ہے کہ ہم مشعلیں جلا کے جئے

## آؤ کہ کوئی خواب بُنیں

آؤ کہ کوئی خواب بنیں ، کل کے واسطے  
ورنہ یہ رات ، آج کے سنگین دور کی  
ڈس لے گی جان و دل کو کچھ ایسے ، کہ جان و دل  
تا عمر پھر نہ کوئی حسین خواب بن سکیں

گو ہم سے بھاگتی رہی یہ تیز گام عمر  
خوابوں کے آسرے پہ کئی ہے تمام عمر

زلفوں کے خواب ، ہونٹوں کے خواب اور بدن کے خواب  
معراج فن کے خواب ، کمال سخن کے خواب  
تہذیب زندگی کے ، فروغ وطن کے خواب  
زنداں کے خواب ، کوچہ دار و رسن کے خواب

یہ خواب ہی تو اپنی جوانی کے پاس تھے  
یہ خواب ہی تو اپنے عمل کی اساس تھے  
یہ خواب ، مر گئے ہیں تو بے رنگ ہے حیات  
یوں ہے کہ جیسے دستِ جہر سنگ ہے حیات

آؤ کہ کوئی خواب بنیں ، کل کے واسطے  
ورنہ یہ رات آج کے سنگین دور کی  
ڈس لے گی جان و دل کو کچھ ایسے کہ جان و دل  
تا عمر پھر نہ کوئی حسین خواب بن سکیں

## بہت گھٹن ہے

بہت گھٹن ہے کوئی صورتِ بیاں نکلے  
اگر صدا نہ اٹھے ، کم سے کم فغاں نکلے  
فقیر شہر کے تن پر لباس باقی ہے  
امیر شہر کے ارماں ابھی کہاں نکلے  
حقیقتیں ہیں سلامت تو خواب بہترے  
اداس کیوں ہو جو کچھ خواب رائیگاں نکلے  
وہ فلسفے جو ہر اک آستاں کے دشمن تھے  
عمل میں آئے تو خود وقف آستاں نکلے  
ادھر بھی خاک اڑی ہے ، ادھر بھی زخم پڑے  
جدھر سے ہو کے بہاروں کے کارواں نکلے  
ستم کے دور میں ہم اہل دل ہی کام آئے  
زباں پہ ناز تھا جن کو وہ بے زباں نکلے



ہوش میں تھوڑی بے ہوشی ہے  
بے ہوشی میں ہوش ہے کم  
تجھ کو پانے کی کوشش میں  
دونوں جہاں سے کھو گئے ہم

### اب آئیں یا نہ آئیں

اب آئیں یا نہ آئیں ادھر، پوچھتے چلو  
کیا چاہتی ہے ان کی نظر پوچھتے چلو  
ہم سے اگر ہے ترک تعلق ، تو کیا ہوا  
یارو! کوئی تو ان کی خبر پوچھتے چلو  
جو خود کو کہہ رہے ہیں کہ منزل شناس ہیں  
ان کو بھی کیا خبر ہے ، مگر پوچھتے چلو  
کس منزل مراد کی جانب رواں ہیں ہم  
اے رہرواں خاک بسر پوچھتے چلو

جہاں جہاں تری نظروں کی اوس ٹپکی تھی  
وہاں وہاں سے ابھی تک غبار اٹھتا ہے  
جہاں جہاں ترے جلووں کے پھول بکھرے تھے  
وہاں وہاں دل وحشی پکار اٹھتا ہے



بتے دل پر یوں گرتی ہے  
تری نظر سے پیار کی شبنم  
جلتے ہوئے جنگل پر جیسے  
برکھا برسے، رک رک ، تھم تھم



کس کو خبر تھی ، کس کو یقین تھا ایسے بھی دن آئیں گے  
جینا بھی مشکل ہو گا ، اور ہم مرنے بھی نہ پائیں گے  
ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا اور مرنا کیا  
آج تری محفل سے اٹھے کل دنیا سے اٹھ جائیں گے

## ایک ملاقات

تری تڑپ سے نہ تڑپا تھا مرا دل ، لیکن  
ترے سکون سے بے چین ہو گیا ہوں میں  
یہ جان کر تجھے کیا جانے، کتنا غم پہنچے  
کہ آج تیرے خیالوں میں کھو گیا ہوں میں

کسی کی ہو کے تو اس طرح میرے گھر آئی  
کہ جیسے پھر کبھی آئے تو گھر ملے نہ ملے  
نظر اٹھائی ، مگر ایسی بے یقینی سے  
کہ جس طرح کوئی پیش نظر ملے نہ ملے

تو مسکرائی ، مگر مسکرا کے رک سی گئی  
کہ مسکرانے سے غم کی خبر ملے نہ ملے  
رکی تو ایسے کہ جیسے تری ریاضت کو  
اب اس ثمر سے زیادہ ثمر ملے نہ ملے

گئی تو سوگ میں ڈوبے قدم یہ کہہ کے گئے  
سفر ہے شرط ، شریک سفر ملے نہ ملے  
تری تڑپ سے نہ تڑپا تھا میرا دل ، لیکن  
ترے سکون سے بے چین ہو گیا ہوں میں  
یہ جان کر تجھے کیا جانے، کتنا غم پہنچے  
کہ آج ترے خیالوں میں کھو گیا ہوں میں

## خون پھر خون ہے

ایک مقتول لومبا، ایک زندہ لومبا سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتا ہے  
جواہر لال نہرو

ظلم پھر ظلم ہے ، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے  
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا  
خاک صحرا پہ جے یا کفِ قاتل پہ جے  
فرق انصاف پہ یا پائے سلاسل پہ جے  
تغی بیدار پہ، بالا شرِ بسمل پہ جے  
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

لاکھ بیٹھے کوئی چھپ چھپ کے کیس گا ہوں میں  
خون خود دیتا ہے جلادوں کے مسکن کا سراغ  
سازشیں لاکھ اڑھاتی رہیں ظلمت کی نقاب  
لے کے ہر بوند نکلتی ہے ہتھیلی پہ چراغ

ظلم کی قسمت ناکارہ و رسوا سے کہو  
جبر کی حکمت پرکار کے ایما سے کہو  
خون دیوانہ ہے دامن پہ لپک سکتا ہے  
فعلہ شد ہے ، خرمن پہ لپک سکتا ہے

تم نے جس خون کو متقل میں دبانا چاہا  
 آج وہ کوچہ و بازار میں آ نکلا ہے  
 کہیں شعلہ ، کہیں نعرہ ، کہیں پتھر بن کر  
 خون چلتا ہے تو رکتا نہیں سنگینوں سے  
 سر اٹھاتا ہے تو دیتا نہیں آئینوں سے  
 ظلم کی بات ہی کیا ، ظلم کی اوقات ہی کیا  
 ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تک  
 خون پھر خون ہے ، سو شکل بدل سکتا ہے  
 ایسی شکلیں کہ مٹاؤ تو مٹائے نہ بنے  
 ایسے شعلے کہ بجھاؤ تو بجھائے نہ بنے  
 ایسے نعرے کہ دباؤ تو دبائے نہ بنے

### ہم عصر

تو بھی کچھ پریشاں ہے  
 تو بھی سوچتی ہوگی  
 تیرے نام کی شہرت تیرے کام کیا آئی  
 میں بھی کچھ پشیمیاں ہوں  
 میں بھی غور کرتا ہوں

میرے کام کی عظمت ، میرے کام کیا آئی  
 تیرے خواب بھی سونے  
 میرے خواب بھی سونے  
 تیری میری شہرت سے  
 تیرے میرے غم دو نے  
 تو بھی اک سلگتا بن  
 میں بھی اک سلگتا بن  
 تیری قبر تیرا فن  
 میری قبر میرا فن  
 اب تجھے میں کیا دوں گا  
 اب مجھے تو کیا دے گی  
 تیری میری غفلت کو  
 زندگی سزا دے گی

تو بھی کچھ پریشاں ہے  
 تو بھی سوچتی ہوگی  
 تیرے نام کی شہرت ، تیرے کام کیا آئی  
 میں بھی کچھ پشیمیاں ہوں  
 میں بھی غور کرتا ہوں



## لب پہ پابندی تو ہے

لب پہ پابندی تو ہے ، احساس پر پہرا تو ہے  
 پھر بھی اہل دل کو احوالِ بشر کہنا تو ہے  
 خونِ اعدا سے نہ ہو ، خونِ شہیداں ہی سے ہو  
 کچھ نہ کچھ اس دور میں رنگِ چمن نکھرا تو ہے  
 اپنی غیرت بیج ڈالیں ، اپنا مسلک چھوڑ دیں  
 رہنماؤں میں بھی کچھ لوگوں کا یہ منشا تو ہے  
 ہے جنہیں سب سے زیادہ دعوئی حب الوطنی  
 آج ان کی وجہ سے حبِ وطن رسوا تو ہے  
 بچھ رہے ہیں ایک اک کر کے عقیدوں کے دیئے  
 اس اندھیرے کا بھی لیکن سامنا کرنا تو ہے  
 جھوٹ کیوں بولیں فروغِ مصلحت کے نام پر  
 زندگی پیاری سہی ، لیکن ہمیں مرنا تو ہے

## جواہر لال نہرو

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جسم مٹ جانے سے انسان نہیں مر جاتے  
 دھڑکنیں رکنے سے ارمان نہیں مر جاتے  
 سانس تھم جانے سے اعلان نہیں مر جاتے  
 ہونٹ جم جانے سے فرمان نہیں مر جاتے

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

وہ جو ہر دین سے منکر تھا ہر اک دھرم سے دور  
 پھر بھی ہر دین، ہر اک دھرم کا غمخوار رہا  
 ساری قوموں کے گناہوں کا کڑا بوجھ لیے  
 عمر بھر صورتِ عیسیٰ جو سرِ دار رہا  
 جس نے انسانوں کی تقسیم کے صدمے جھیلے  
 پھر بھی انساں کی اخوت کا پرستار رہا  
 جس کی نظروں میں تھا اک عالمی تہذیب کا خواب  
 جس کا ہر سانس نئے عہد کا معمار رہا  
 جس نے زردارِ معیشت کو گوارا نہ کیا  
 جس کو آئینِ مساوات پہ اصرار رہا

اس کے فرمانوں کی ، اعلانوں کی تعظیم کرو

## اے شریف انسانو

ہندوستان اور پاکستان کی جنگ کے پس منظر میں لکھی گئی اور معاہدہء تاشقند کی سالگرہ پر نشر کی گئی۔

خون اپنا ہو یا پرایا ہو  
نسلِ آدم کا خون ہے آخر  
جنگِ مشرق میں ہو کہ مغرب میں  
امنِ عالم کا خون ہے آخر  
ہم گھروں پر گریں کہ سرحد پر  
روحِ تعمیر زخم کھاتی ہے  
کھیت اپنے جلیں کہ اوروں کے  
زیستِ فاقوں سے تملاتی ہے

ٹینک آگے بڑھیں، کہ پیچھے ہٹیں  
کوکھ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے  
فتح کا جشن ہو کہ ہار کا سوگ  
زندگی میتوں پہ روتی ہے  
جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے

راکھ تقسیم کی، ارمان بھی تقسیم کرو

موت اور زیست کے سنگم پہ پریشاں کیوں ہو  
اس کا بخشا ہوا سیہ رنگ علم لے کے چلو  
جو تمہیں جادہء منزل کا پتہ دیتا ہے  
اپنی پیشانی پہ وہ نقشِ قدم لے کے چلو  
دامنِ وقت پہ اب خون کے چھینٹے نہ پڑیں  
اک مرکز کی طرف دیر و حرم لے کے چلو  
ہم مٹا ڈالیں گے سرمایہ و محنت کا تضاد  
یہ عقیدہ یہ ارادہ، یہ قسم لے کے چلو  
وہ جو ہمارا رہا، حاضر و مستقبل کا  
اس کے خوابوں کی خوشی، روح کا غم لے کے چلو

جسم کی موت، کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جسم مٹ جانے سے انسان نہیں مر جاتے  
دھڑکیں رکنے سے ارمان نہیں مر جاتے  
سانسِ تھم جانے سے اعلان نہیں مرے جاتے  
ہونٹِ جم جانے سے فرمان نہیں مر جاتے

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی  
آگ اور خون آج بجھنے لگی

بھوک اور احتیاج کل دے گی  
اس لیے اے شریف انسانو!  
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے  
آپ اور ہم سبھی کے آگن میں  
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

۲

برتری کے ثبوت کی خاطر  
خون بہانا ہی کیا ضروری ہے  
گھر کی تاریکیاں مٹانے کو  
گھر جلانا ہی کیا ضروری ہے  
جنگ کے اور بھی تو میدان ہیں  
صرف میدان کشت و خون ہی نہیں  
حاصل زندگی خرد بھی ہے  
حاصل زندگی جنوں ہی نہیں

آؤ اس حیرہ بخت دنیا میں  
فکر کی روشنی کو عام کریں

امن کو جن سے تقویت پہنچے  
ایسی جنگوں کا اہتمام کریں

جنگ، وحشت سے، بربریت سے  
امن، تہذیب و ارتقاء کے لیے  
جنگ، مرگ آفریں سیاست سے  
امن، انسان کی قبا کے لیے

جنگ، افلاس اور غلامی سے  
امن، بہتر نظام کی خاطر  
جنگ بھگتی ہوئی قیادت سے  
امن، بے بس عوام کی خاطر

جنگ، سرمائے کے تسلط سے  
امن، جمہور کی خوشی کے لیے  
جنگ، جنگوں کے فلسفے کے خلاف  
امن، پر امن زندگی کے لیے

کیوں ہو؟

کل کے پھولوں سے تھا جس کا رشتہ آج کے غنچہ چینوں میں کیوں ہو  
سال خوردہ ایانگوں کی تلچھٹ نوجوان آئینوں میں کیوں ہو

آؤ کہ آج غور کریں اس سوال پر  
 دیکھے تھے ہم نے جو، وہ حسین خواب کیا ہوئے  
 دولت بڑھی تو ملک میں افلاس کیوں بڑھا  
 خوشحالی عوام کے اسباب کیا ہوئے  
 جو اپنے ساتھ ساتھ چلے کوئے دار تک  
 وہ دوست، وہ رفیق، وہ احباب کیا ہوئے  
 کیا مول لگ رہا ہے شہیدوں کے خون کا  
 مرتے تھے جن پہ ہم وہ سزایاب کیا ہوئے  
 بے کس برہنگی کو کفن تک نہیں نصیب  
 وہ وعدہ ہائے اطلس و کھواب کیا ہوئے  
 جمہوریت نواز، بشر دوست، امن خواہ  
 خود کو جو خود دیئے تھے وہ القاب کیا ہوئے  
 مذہب کا روگ آج بھی کیوں لا علاج ہے  
 وہ نسخہ ہائے نادر و نایاب کیا ہوئے  
 چم کوچہ شعلہ زار ہے ہر شہر قتل گاہ  
 بچتی حیات کے آداب کیا ہوئے  
 صحرائے تیرگی میں بھٹکتی ہے زندگی  
 ابھرے تھے جو افق پہ وہ مہتاب کیا ہوئے  
 مجرم ہوں میں اگر، تو گنہگار تم بھی ہو  
 اے رہبران قوم خطا کار تم بھی ہو

سماعتِ فصلِ گل ہے جوانی  
 عاقبت کے عذابوں کا رونا  
 کیوں نہ جشنِ ے و مہوشاں ہو  
 ان مبارک مہینوں میں کیوں ہو  
 بغض کی آگ، نفرت کے شعلے  
 میکشوں تک پہنچنے نہ پائیں  
 فصل پہ مندروں، مسجدوں کی  
 میکدوں کی زمینوں میں کیوں ہو

## اہل دل اور بھی ہیں

کیا ہوا اگر مرے یاروں کی زبانیں چپ ہیں  
 میرے شاہد، مرے یاروں کے سوا اور بھی ہیں

اہل دل اور بھی ہیں، اہل وفا اور بھی ہیں  
 ایک ہم ہی نہیں دنیا سے خفا اور بھی ہیں  
 ہم پہ ہی ختم نہیں مسلکِ شوریدہ سری  
 چاک دل اور بھی ہیں، چاک قبا اور بھی ہیں

سرسلامت ہے تو کیا سنگِ ملامت کی کمی  
 جان باقی ہے تو پیکانِ قضا اور بھی ہیں  
 مصنفِ شہر کی وحدت پہ نہ حرف آ جائے  
 لوگ کہتے ہیں کہ اربابِ جفا اور بھی ہیں

## میں زندہ ہوں

میں زندہ ہوں، یہ مشتہر کیجیے  
مرے قاتلوں کو خبر کیجیے

زمین سخت ہے، آسمان دور ہے  
بسر ہو سکے تو بسر کیجیے

ستم کے بہت سے ہیں ردِ عمل  
ضروری نہیں ہضم تر کیجیے

وہی ظلم بارِ دگر ہے تو پھر  
وہی جرم بارِ دگر کیجیے

قفص توڑنا بعد کی بات ہے  
ابھی خواہشِ بال و پر کیجیے

## جشنِ غالب

اکیس برس گزرے آزادیِ کامل کو  
تب جا کے کہیں ہم کو غالب کا خیال آیا

تربت ہے کہاں اس کی، ممکن تھا کہاں اس کا  
اب اپنے سخن پرور ذہنوں میں سوال آیا

سو سال سے جو تربت چادر کو ترستی تھی  
اب اس پہ عقیدت کے پھولوں کی نمائش ہے  
اردو کے تعلق سے کچھ بھید نہیں کھلتا  
یہ جشن یہ ہنگامہ، خدمت ہے کہ سازش ہے

جن شہروں میں گونجی تھی غالب کی نوا برسوں  
ان شہروں میں اب اردو بے نام و نشان ٹھہری  
آزادیِ کامل کا اعلان ہوا جس دن  
معتوبِ زباں ٹھہری، غدارِ زباں ٹھہری

جس عہدِ سیاست نے یہ زندہ زباں کچلی  
اس عہدِ سیاست کو مرحوموں کا غم کیوں ہے  
غالب جسے کہتے ہیں، اردو ہی کا شاعر تھا  
اردو پہ ستم ڈھا کر غالب پہ کرم کیوں ہے

یہ جشن، یہ ہنگامے، دلچسپ کھلونے ہیں  
کچھ لوگوں کی کوشش ہے، کچھ لوگ بہل جائیں  
جو وعدہ فردا پر اب ٹل نہیں سکتے ہیں  
ممکن ہے کہ کچھ عرصہ اس جشن پہ ٹل جائیں

یہ جشن مبارک ہو، پر یہ بھی صداقت ہے  
ہم لوگ حقیقت کے احساس سے عاری ہیں

گاندھی ہو کہ غالب ہو ، انصاف کی نظروں میں  
ہم دونوں کے قاتل ہیں ، دونوں کے پیجاری ہیں

## گاندھی ہو یا غالب ہو

گاندھی شہیدی اور غالب صدی کے اختتام پر لکھی گئی

گاندھی ہو یا غالب ہو

ختم ہوا دونوں کا جشن  
آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

ختم کرو تہذیب کی بات  
بند کرو کلچر کا شور  
ستیا ، اہنا سب بکواس  
ہم بھی قاتل ، تم بھی چور

ختم ہوا دونوں کا جشن  
آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

وہ بستی ، وہ گاؤں ہی کیا؟  
جس میں ہریجن ہو آزاد  
وہ قصبہ ، وہ شہر ہی کیا؟  
جو نہ بنے احمد آباد

ختم ہوا دونوں کا جشن  
آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

گاندھی ہو یا غالب ہو  
دونوں کا کیا کام یہاں  
اب کے برس بھی قتل ہوئی  
ایک کی شکستا اک کی زباں

ختم ہوا دونوں کا جشن  
آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

## دیکھا ہے زندگی کو

دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنے قریب سے  
چہرے تمام لگنے لگے ہیں عجیب سے  
اے روح عصر جاگ ، کہاں سو رہی ہے تو  
آواز دے رہے ہیں پیہر صلیب سے

اس ریگتی حیات کا کب تک اٹھائیں بار  
بیمار اب الجھنے لگے ہیں طبیب سے

ہر گام پر ہے مجمع عشاق منتظر  
مقتل کی راہ ملتی ہے کوئے حبیب سے

اس طرح زندگی نے دیا ہے ہمارا ساتھ  
جیسے کوئی نباہ رہا ہو رقیب سے

لینن

(۱۹۱۷ء)

طبقوں میں نئی دنیا صدیوں سے پریشان تھی

غنا کہاں رستی تھیں آباد خرابوں سے

عیش ایک کا لاکھوں کی غربت سے پیتا تھا

منسوب تھی یہ حالت ، قدرت کے حسابوں سے

اخلاق پریشان تھا ، تہذیب ہراساں تھی

بدکار ”حضوروں“ سے ، بد نسل ”جنابوں“ سے

عیار سیاست نے ڈھانپا تھا جرائم کو

ارباب کلیسا کی حکمت کے نقابوں سے

انساں کے مقدر کو آزاد کیا تو نے

مذہب کے فریبوں سے ، شاہی کے عذابوں سے

لینن

(۱۹۲۰ء)

کیا جانیں تری امت کس حال کو پہنچے گی

بڑھتی چلی جاتی ہے تعداد اماموں کی

ہر گوشہ مغرب میں ، ہر خطہ مشرق میں

تشریح دگرگوں ہے اب تیرے پیاموں کی

وہ لوگ جنہیں کل تک دعویٰ تھا رفاقت کا

تذلیل پہ اترے ہیں ، اپنوں ہی کے ناموں کی

بگڑے ہوئے تیور ہیں نو عمر سیاست کے

بھری ہوئی سانسیں ہیں نو مشق نظاموں کی

طبقوں سے نکل ہم فرقوں میں نہ بٹ جائیں

بن کر نہ بگڑ جائے تقدیر غلاموں کی

صدیوں سے

صدیوں سے انسان یہ سنتا آیا ہے

ڈکھ کی دھوپ کے آگے ، سکھ کا سایا ہے

ہم کو ان سستی خوشیوں کا لوبھ نہ دو

ہم نے سوچ سمجھ کر غم اپنایا ہے

جھوٹ تو قاتل ٹھہرا ، اس کا کیا رونا

سچ نے بھی انساں کا خون بہایا ہے

پیدائش کے دن سے موت کی زد میں ہیں

اس مقتل میں کون ہمیں لے آیا ہے

اول اول جس دل نے برباد کیا  
آخر آخر وہ دل ہی کام آیا ہے

اتنے دن احسان کیا دیوانوں پر  
جتنے دن لوگوں نے ساتھ نبھایا ہے

## اے نئی نسل!

۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو گورنمنٹ کالج لدھیانہ کی گولڈن جوبلی منائی گئی، اس موقع پر کالج کے ایک سابق طالب علم کی حیثیت سے ساحر صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا گیا اور ان کی نمایاں ادبی اور تہذیبی خدمات کے پیش نظر مرکزی وزیر تعلیم مشری آر۔ کے دی راؤ نے انہیں کالج کی طرف سے گولڈ میڈل پیش کیا۔ ساحر صاحب نے یہ نظم اس تقریب کے لیے لکھی اور اساتذہ اور نئے طالب علموں کے اجتماع میں پڑھی۔

☆.....☆.....☆

میرے اجداد کا وطن یہ شہر  
میری تعلیم کا جہاں یہ مقام  
میرے بچپن کی دوست، یہ گلیاں  
جن میں رسوا ہوا شباب کا نام  
یاد آتے ہیں ان فضاؤں میں  
کتنے نزدیک اور دور کے نام  
کتنے خوابوں کے ملجے چہرے

کتنی یادوں کے مرمریں اجسام  
کتنے ہنگامے، کتنی تحریکیں

کتنے نعرے جو تھے زباں زد عام  
میں یہاں جب شعور کو پہنچا  
اجنبی قوم کی تھی قوم غلام

یونین جیک درسگاہ پہ تھا  
اور وطن میں تھا سامراجی نظام  
اس مٹی کو ہاتھ میں لے کر  
ہم بنے تھے بغاوتوں کے امام  
یہیں جانچے تھے دھرم کے دشواش

یہیں پرکھے تھے دین کے اوہام  
یہیں منکر بنے روایت کے  
یہیں توڑے رواج کے اصنام  
یہیں نکھرا تھا ذوقِ نغمہ گری  
یہیں اترتا تھا شعر کا الہام  
میں جہاں بھی رہا، یہیں کا رہا  
مجھ کو بھولے نہیں ہیں یہ دروہام  
نام میرا جہاں جہاں پہنچا

ساتھ پہنچا ہے اس دیار کا نام



## نے میں کچھ نہیں

نغمہ جو ہے تو روح میں ہے، نے میں کچھ نہیں  
گر تجھ میں نہیں، تو کسی نے میں کچھ نہیں

تیرے لہو کی آج سے گرمی ہے جسم کی  
مے کے ہزار وصف سہی، نے میں کچھ نہیں

جس میں خلوص فکر نہ ہو، وہ سخن فضول  
جس میں نہ دل شریک ہو، اس نے میں کچھ نہیں

کشکول فن اٹھا کے سوئے خسرواں نہ جا  
اب دست اختیار جم و مے میں کچھ نہیں

## دل ابھی.....!

زندگی سے انس ہے

حسن سے لگاؤ ہے

دھڑکنوں میں آج بھی

دل ابھی بجھا نہیں

رنگ بھر رہا ہوں میں

میں یہاں میرزاں بھی، مہماں بھی

آپ جو چاہیں دیجئے مجھے نام

نڈر کرتا ہوں ان فضاؤں کی

اپنا دل، اپنی روح، اپنا کلام

اور فیضانِ علم جاری ہو

اور اونچا ہو اس دیار کا نام

اور شاداب ہو یہ ارضِ حسیں

اور مہکے یہ وادیِ گلہام

اور ابھریں صنم گرمی کے نقوش

اور جھلکیں مئے سخن کے جام

اور نکلیں وہ بے نوا، جن کو

اپنا سب کچھ کہیں وطن کے عوام

قافلے آتے جاتے رہتے ہیں

کب ہوا ہے یہاں کسی کا قیام

نسل در نسل کام جاری ہے

کارِ دنیا کبھی ہوا نہ تمام

کل جہاں میں تھا آج تو ہے وہاں

اے نئی نسل! تجھ کو میرا سلام

خاکہ حیات میں  
آج بھی ہوں منہمک  
فکر کائنات میں

غم ابھی لٹا نہیں

حرف حق عزیز ہے  
ظلم ناگوار ہے  
عہد نو سے آج بھی  
عہد استوار ہے

میں ابھی مرا نہیں

یہ زمیں جس قدر.....!

یہ زمیں جس قدر سبائی گئی  
زندگی کی تڑپ بڑھائی گئی

آئینے سے بگڑ کے بیٹھ گئے  
جن کی صورت جنہیں دکھائی گئی

دشمنوں ہی سے بیر نبھ جائے  
دوستوں سے تو آشنائی گئی

نسل در نسل انتظار رہا  
قصر ٹوٹے ، نہ بے نوائی گئی

زندگی کا نصیب کیا کہیے  
ایک سیتا تھی جو ستائی گئی

ہم نہ اوتار تھے ، نہ پیغمبر  
کیوں یہ عظمت ہمیں دلائی گئی

موت پائی صلیب پر ہم نے  
عمر بن باس میں بتائی گئی

بڑی طاقتیں

تم ہی تجویز صلح لاتے ہو  
تم ہی سامان جنگ بانٹتے ہو  
تم ہی کرتے ہو قتل کا ماتم  
تم ہی تیر و تفنگ بانٹتے ہو

لشکر کشی

فوج حق کو کچل نہیں سکتی

جو خون ہم نے نذر دیا ہے زمین کو  
وہ خون ہے گلاب کے پھولوں کے واسطے  
پھوٹے گی صبح امن، لہو رنگ ہی سہی

## توڑ دیں گے ہر اک شے سے رشتہ

توڑ دیں گے ہر اک شے سے رشتہ توڑ دینے کی نوبت تو آئے  
ہم قیامت کے خود منتظر ہیں، پر کسی دن قیامت تو آئے  
ہم بھی سقراط ہیں عہد نو کے، تشنہ لب ہی نہ مر جائیں یارو  
زہر ہو یا مئے آتشیں ہو، کوئی جام شہادت تو آئے  
ایک تہذیب ہے دوستی کی، ایک معیار ہے دشمنی کا  
دوستوں نے مروت نہ سیکھی، دشمنوں کو عداوت تو آئے  
رند رستے میں آنکھیں بچھائیں، جو کہے بن سنے مان جائیں  
ناصح نیک طینت کسی شب سوئے کوئے ملامت تو آئے  
علم و تہذیب، تاریخ و منطق، لوگ سوچیں گے ان مسئلوں پر  
زندگی کے مشقت کدے میں کوئی عہد فراغت تو آئے  
کامپ انھیں قصر شاہی کے گنبد، تھر تھرائے زمیں معبدوں کی  
کوچہ گردوں کی وحشت تو جاگے، غمزدوں کو بغاوت تو آئے

فوج چاہے کسی یزید کی ہو  
لاش اٹھتی ہے پھر علم بن کر  
لاش چاہے کسی شہید کی ہو

## .....مگر ظلم کے خلاف

ہم امن چاہتے ہیں مگر ظلم کے خلاف  
گر جنگ لازمی ہے تو پھر جنگ ہی سہی

ظالم کو جو نہ روکے، وہ شامل ہے ظلم میں  
قاتل کو جو نہ ٹوکے، وہ قاتل کے ساتھ ہے  
ہم سرکف اٹھے ہیں کہ حق فتح یاب ہو  
کہہ دو اسے جو لشکرِ باطل کے ساتھ ہے  
اس ڈھنگ پر ہے زور، تو یہ ڈھنگ ہی سہی  
ظالم کی کوئی ذات، نہ مذہب نہ کوئی قوم  
ظالم کے لب پہ ذکر بھی ان کا گناہ ہے  
پھلتی نہیں ہے شاخِ ستم اس زمین پر  
تاریخ جانتی ہے، زمانہ گواہ ہے  
کچھ کور باطنوں کی نظر جنگ ہی سہی  
یہ زر کی جنگ ہے نہ زمینوں کی جنگ ہے  
یہ جنگ ہے بقا کے اصولوں کے واسطے

## بات کریں

سزا کا حال سنائیں ، جزا کی بات کریں  
خدا ملا ہو جنہیں وہ خدا کی بات کریں  
انہیں پتہ بھی چلے اور وہ خفا بھی نہ ہوں  
اس احتیاط سے کیا مدعا کی بات کریں  
ہمارے عہد کی تہذیب میں قبا ہی نہیں  
اگر قبا ہو تو بند قبا کی بات کریں  
ہر ایک دور کا مذہب نیا خدا لایا  
کریں تو ہم بھی مگر کسی خدا کی بات کریں  
وفا شعار کئی ہیں ، کوئی حسین بھی تو ہو  
چلو پھر آج اسی بے وفا کی بات کریں

## پیار کا تحفہ

اپنے جگری دوست لیش چو پڑہ کی شادی کے موقع  
کارگر ہو گئی احباب کی تدبیر اب کے  
مانگ لی آپ ہی دیوانے نے زنجیر اب کے

جس نے ہر دامن میں آئے میں تکلف برتا  
لے اڑی ہے اسے اک زلفِ گرہ گیر اب کے  
جو سدا حسن کی اقلیم میں ممتاز رہے  
دل کے آئینے میں اتری ہے وہ تصویر اب کے  
خواب ہی خواب جوانی کا مقدر تھے کبھی  
خواب سے بڑھ کے گلے مل گئی تعبیر اب کے  
اجنبی خوش ہوئے اپنوں نے دعائیں مانگیں  
اس سلیقے سے سنواری گئی تقدیر اب کے  
یار کا جشن ہے اور پیار کا تحفہ ہیں یہ شعر  
خود بخود ایک دعا بن گئی تحریر اب کے

## میں پل دو پل کا شاعر ہوں

میں پل دو پل کا شاعر ہوں ، پل دو پل مری کہانی ہے  
پل دو پل مری ہستی ہے ، پل دو پل مری جوانی ہے  
مجھ سے پہلے کتنے شاعر آئے اور آ کر چلے گئے  
کچھ آہیں بھر کر لوٹ گئے ، کچھ نغمے گا کر چلے گئے  
وہ بھی اک پل کا قصہ تھے ، میں بھی اک پل کا قصہ ہوں  
کل تم سے جدا ہو جاؤں گا ، گو آج تمہارا حصہ ہوں

یہ بے رشتی فطرتِ محبوب کے شاکی  
 اتنا بھی نہ سمجھے کہ ادا بھی ہے کوئی چیز  
 عبرت کدہ دہر میں ابے تارکِ دنیا  
 لذت کدہ جرم و خطا بھی ہے کوئی چیز  
 لپکے گا گریباں پہ تو محسوس کرو گے  
 اے اہل دُؤل دستِ گدا بھی ہے کوئی چیز

جو لطفِ میکشی ہے.....!

جو لطفِ میکشی ہے نگاروں میں آئے گا  
 یا باشعور بادہ گساروں میں آئے گا  
 وہ جس کو خلوتوں میں آنے سے عار ہے  
 آنے پہ آئے گا تو ہزاروں میں آئے گا  
 ہم نے خزاں کی فصل چمن سے نکال دی  
 ہم کو پیامِ مرگ بہاروں میں آئے گا  
 اس دورِ احتیاج میں جو لوگ جی لیے  
 ان کا بھی نام شعبہ کاروں میں آئے گا  
 جو شخص مر گیا ہے وہ ملنے کبھی کبھی  
 پچھلے پہر کے سرد ستاروں میں آئے گا

پل دو پل میں کچھ کہہ پایا، اتنی ہی سعادت کافی ہے  
 پل دو پل تم نے مجھ کو سنا، اتنی ہی عنایت کافی ہے  
 کل اور آئیں گے، نعموں کی کھلتی کلیاں چمنے والے  
 مجھ سے بہتر کہنے والے تم سے بہتر سننے والے  
 ہر نسل اک فصل ہے دھرتی کی، آج آگتی ہے کل کتنی ہے  
 جیون وہ مہنگی مدرا ہے، جو قطرہ قطرہ بیتی ہے

ساگر سے ابھری لہر ہوں میں، ساگر میں پھر کھو جاؤں گا  
 مٹی کی روح کا سپنا ہوں، مٹی میں پھر سو جاؤں گا  
 کوئی مجھ کو یاد کرے، کیوں کوئی مجھ کو یاد کرے  
 مصروفِ زمانہ میرے لیے کیوں وقت اپنا برباد کرے

گو مسلکِ تسلیم و رضا

گو مسلکِ تسلیم و رضا بھی ہے کوئی چیز  
 پر غیرتِ اربابِ وفا بھی ہے کوئی چیز  
 کھلتا ہے ہر اک غنچہ نو جوشِ نمو سے  
 یہ سچ ہے مگر لمسِ ہوا بھی ہے کوئی چیز

یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

کتنے ذہنوں کا لہو، کتنی نگاہوں کا عرق  
کتنے چہروں کی حیا، کتنی جبینوں کی شفق  
خاک کی نذر ہوئی تب یہ نظارے بکھرے

پتھروں سے یہ تراشے ہوئے اصنام جواں  
یہ صداؤں کے خم و پچ، یہ رنگوں کی زباں  
چینیوں سے یہ نکلتا ہوا پرچہ دھواں

تیری تخلیق نہیں ہے، مری تخلیق نہیں  
ہم اگر ضد بھی کریں اس پہ تو تصدیق نہیں

علم سولی پہ چڑھا، تب کہیں تخمینہ بنا  
زہر صدیوں نے پیّا، تب کہیں نوشینہ بنا  
سینکڑوں پاؤں کئے، تب کہیں اک زینہ بنا

تیرے قدموں کے تلے، یا مرے قدموں کے تلے  
نوع انساں کے شب و روز کی تقدیر نہیں  
یہ وطن تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

جبراً غم کچھ بھی سہی، میرا ام کچھ بھی سہی  
اہل ثروت کی سیاست کا ستم کچھ بھی سہی  
کل کی نسلیں بھی کوئی چیز ہیں، ہم کچھ بھی سہی

ان کا ورثہ ہوں کھنڈر، یہ ستم ایجاد نہ کر  
تیری تخلیق نہیں تو اسے برباد نہ کر

جس سے دہقان کو روزی نہیں ملنے پانی  
میں نہ دوں گا تجھے وہ کھیت جلانے کا سبق  
فصل باقی ہے تو تقسیم بدل سکتی ہے  
فصل کی خاک سے کیا مانگے گا جمہور کا حق

پل سلامت ہے تو، تو پار اتر سکتا ہے  
چاہے تبلیغ بغاوت کے لیے ہی اترے  
ورنہ غالب کی زباں میں مرے ہدم مرے دوست  
دام ہر موج میں ہے حلقہ صد کام نہنگ  
سوچ لے، پھر کوئی تعمیر گرانے جانا  
تیری تعمیر سے ہے جنگ کہ تخریب سے جنگ

اہل منصب ہیں غلط کار تو ان کے منصب  
تیری تائید سے ڈھالے گئے تو مجرم ہے

میری تائید سے ڈھالے گئے، میں مجرم ہوں  
پٹریاں ریل کی، سڑکوں کی بسیں، فون کے تار  
تیری اور میری خطاؤں کو سزا کیوں بھگتیں

ان پہ کیوں ظلم ہو جن کی کوئی تقصیر نہیں  
یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

تیرا شکوہ بھی بجا، میری شکایت بھی درست  
رنگِ ماحول بدلنے کی ضرورت بھی درست  
کون کہتا ہے کہ حالات پہ تنقید نہ کر  
حکمرانوں کے غلط دعوؤں کی تردید نہ کر  
تجھ کو اظہارِ خیالات کا حق حاصل ہے  
اور یہ حق کوئی تاریخ کی خیرات نہیں  
تیرے اور میرے رفیقوں نے لہو دے دیکر  
ظلم کی خاک میں اس حق کا شجر بویا تھا  
ساہا سال میں جو برگ و ثمر لایا ہے

اپنا حق مانگ مگر ان کے تعاون سے نہ مانگ  
جو ترے حق کا تصور ہی فنا کر ڈالیں  
ہاتھ اٹھا اپنے، مگر ان کے جلو میں نہ اٹھا  
جو ترے ہاتھ ترے تن سے جدا کر ڈالیں

خوابِ آزادی انسان کی یہ تعبیر نہیں  
یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

## گلشن گلشن پھول

گلشن گلشن پھول  
دامن دامن دھول

مرنے پر تعزیر  
جینے پر محصول

ہر جذبہ مصلوب  
ہر خواہش مقتول

عشق پریشاں حال  
نازِ حسن ملول

نعرۂ حق محتوب  
مکبر و ریا مقبول

سنورا نہیں جہان  
آئے کئی رسول

.....نادار تک نہیں پہنچا

نن جو نادار تک نہیں پہنچا

ابھی معیار تک نہیں پہنچا

مجھ کو اتنی محبت نہ دو دوستو  
 سوچ لو دوستو!  
 پیارا ک شخص کا بھی اگر مل سکے  
 تو بڑی چیز ہے زندگی کے لیے  
 آدمی کو مگر یہ بھی ملتا نہیں، یہ بھی ملتا نہیں  
 مجھ کو اتنی محبت ملی آپ سے  
 یہ میرا حق نہیں، میری تقدیر ہے  
 میں زمانے کی نظروں میں کچھ بھی نہ تھا  
 میری آنکھوں میں اب تک وہ تصویر ہے  
 اس محبت کے بدلے میں کیا نذر دوں  
 میں تو کچھ بھی نہیں  
 عزتیں، شہرتیں، چاہتیں، انفتیں  
 کوئی بھی چیز دنیا میں رہتی نہیں  
 آج میں ہوں جہاں، کل کوئی اور تھا  
 آج اتنی محبت نہ دو دوستو  
 کہ مرے کل کی خاطر نہ کچھ بھی رہے  
 آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو  
 میرے کل کے لیے  
 کل جو گنم ہے، کل جو سنسان ہے  
 کل جو انجان ہے، کل جو ویران ہے  
 میں تو کچھ بھی نہیں، میں تو کچھ بھی نہیں

اس بے بروقت بے رُخی برقی  
 شوق، آزار تک نہیں پہنچا  
 عکس مے ہو، کہ جلوہ گل ہو  
 رنگ رخسار تک نہیں پہنچا  
 حرف انکار سر بلند رہا  
 ضعف اقرار تک نہیں پہنچا  
 حکم سرکار کی پہنچ مت پوچھ  
 اہل سرکار تک نہیں پہنچا  
 عدل گاہیں تو دور کی شے ہیں  
 قتل اخبار تک نہیں پہنچا  
 انقلابات دہر کی بنیاد  
 حق، جو ہقدار تک نہیں پہنچا  
 وہ مسیحا نفس نہیں، جس کا  
 سلسلہ دار تک نہیں پہنچا

## آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو،

ایوارڈ ملنے پر ساحر لدھیانوی کی طرف سے دنیا بھر کے انسانوں کے خراج تحسین کا جواب

آپ کیا جانیں مجھ کو سمجھتے ہیں کیا  
 میں تو کچھ بھی نہیں

اس قدر پیار، اتنی بڑی بھیڑ کا، میں رکھوں گا کہاں؟  
 اس قدر پیار رکھنے کے قابل نہیں میرا دل میری جان



## گاتا جائے بنجارہ

### ساحر کے گیت



اپنے نغموں کی جھولی پارے

در بدر پھر رہا ہوں

مجھ کو امن اور تہذیب کی بھیک دو!



کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لیے  
تو اب سے پہلے ستاروں میں بس رہی تھی کہیں  
تجھے زمیں پہ بلایا گیا ہے میرے لیے  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

کہ یہ بدلتی لگا ہیں مری امانت ہیں  
یہ گیسوؤں کی گھنٹی چھاؤں ہے مری خاطر

یہ ہونٹ اور یہ بانیں مری امانت ہیں  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے بھتی ہیں شہنایاں سی راہوں میں  
سہاگ رات ہے، گھونگھٹ اٹھا رہا ہوں میں  
سمٹ رہی ہے تو شرما کے اپنی بانہوں میں  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے تو مجھے چاہے گی عمر بھر یوں ہی  
اُٹھے گی میری طرف پیار کی نظر یوں ہی  
میں جانتا ہوں کہ تو غیر ہے مگر یوں ہی  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!



سب میں شامل ہو مگر سب سے جدا لگتی ہو  
صرف ہم سے نہیں خود سے بھی جدا لگتی ہو  
آنکھ اٹھتی ہے نہ جھکتی ہے کسی کی خاطر  
سانس چڑھتی ہے نہ رکتی ہے کسی کی خاطر  
جو کسی در پہ نہ ٹھہرے وہ ہوا لگتی ہو  
زلف لہرائے تو آنچل میں چھپا لیتی ہو  
ہونٹ تھرائے تو دانتوں میں دبا لیتی ہو  
جو کبھی کھل کے نہ برے وہ گھٹا لگتی ہے

جاگی جاگی نظر آئی ہو نہ سوئی سوئی!  
تم جو ہو اپنے خیالات میں کھوئی کھوئی  
کسی مایوس مصور کی دعا لگتی ہو!



(ب)

میں نے دیکھا ہے کہ گاتے ہوئے جھرنوں کے قریب  
اپنی بے تابی جذبات کہی ہے تم نے  
کانپتے ہونٹوں سے ، رکتی ہوئی آواز کے ساتھ  
جو مرے دل میں تھی وہ بات کہی ہے تم نے

(ا)

آج دینے لگا قدموں کے تلے برف کا فرش  
آج جانا کہ محبت میں ہے گرمی کتنی  
سنگ مرمر کی طرح سخت بدن میں تیرے  
آگئی ہے مرے چھو لینے سے نرمی کتنی

(ب)

ہم چلے جاتے ہیں ، اور دور تک کوئی نہیں  
صرف پتوں کے چننے کی صدا آتی ہے

شرما کے یوں نہ دیکھ ادا کے مقام سے  
اب بات بڑھ چکی ہے حیا کے مقام سے  
تصویر کھینچ لی ہے ترے شوق حسن کی  
میری نظر نے آج خطا کے مقام سے  
دنیا کو بھول کر مری بانہوں میں جھول جا  
آواز دے رہا ہوں وفا کے مقام سے  
دل کے معاملے میں نتیجے کی فکر کیا  
آگے ہے عشق جرم و سزا کے مقام سے

(ا)

دوگانا

میں نے دیکھا ہے کہ پھولوں سے لدی شاخوں میں  
تم لچکتی ہوئی یوں میرے قریب آئی ہو

(ا)

پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہو گی  
ورنہ ہم کو نہیں ، ان کو بھی شکایت ہو گی

(ب)

آپ جو پھول بچائیں انہیں ہم ٹھکرائیں  
ہم کو ڈر ہے کہ یہ توہینِ محبت ہو گی

(ا)

دل کی بے چین اسگوں پہ کرم فرماؤ  
اتنا رک رک کے چلو گی تو قیامت ہو گی

(ب)

شرم روکے ہے ادھر، شوق ادھر کھینچے ہے  
کیا خبر تھی اس دل کی یہ حالت ہو گی

(ا)

شرم غیروں سے ہوا کرتی ہے اپنوں سے نہیں  
شرم ہم سے بھی کرو گی تو مصیبت ہو گی

دل میں کچھ ایسے خیالات نے کروٹ لی ہے  
مجھ کو تم سے نہیں ، اپنے سے حیا آتی ہے



جانے کیا تو نے کہی  
جانے کیا میں نے سنی

بات کچھ بن ہی گئی

سنناہٹ سی ہوئی

تھر تھراہٹ سی ہوئی

جاگ اٹھے خواب کئی

بات کچھ بن ہی گئی

نمین جھک جھک کے اٹھے

پاؤں رک رک کے اٹھے

ہو گئی چال نئی

بات کچھ بن ہی گئی

زلف شانے پہ مڑی

ایک خوشبو سی اڑی

کھل گئے راز کئی

بات کچھ بن ہی گئی

جانے کیا تو نے کہی



مرے دل میں آج کیا ہے، تو کہے تو میں بتا دوں  
تری زلف پھر سنواروں، تری مانگ پھر سجا دوں

مجھے دیوتا بنا کر تری چاہتوں نے پوجا  
مرا پیار کہہ رہا ہے میں تجھے خدا بنا دوں

کوئی ڈھونڈنے بھی آئے تو ہمیں نہ ڈھونڈ پائے  
تو مجھے کہیں چھپا دے، میں تجھے کہیں چھپا دوں

مرے بازوؤں میں آ کر تیرا درد چھین پائے  
تیرے گیسوؤں میں چھپ کر میں جہاں کے غم بھلا دوں

تری زلف پھر سنواروں تری مانگ پھر سجا دوں  
مرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو میں بتا دوں

دوگانا:

(۱)

ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل کو بسا دیں تو؟

(ب)

ہم موند کے پلکوں کو اس دل کو سزا دیں تو؟

(۱)

ان زلفوں میں گوندھیں گے ہم پھول محبت کے

(ب)

زلفوں کو جھٹک کر ہم یہ پھول گرا دیں تو؟

(۱)

ہم آپ کو خوابوں میں لا لا کے ستائیں گے

(ب)

ہم آپ کی آنکھوں سے نیندیں ہی اڑا دیں تو؟

(۱)

ہم آپ کے قدموں پر گر جائیں گے غش کھا کے

(ب)

اس پر بھی نہ ہم اپنے آنچل کی ہوا دیں تو؟



نظر سے دل میں سامنے والے ، مری محبت ترے لیے ہے  
وفا کی دنیا میں آنے والے ، وفا کی دولت ترے لیے ہے

کھڑی ہوں میں تیرے راستے میں ، جواں امیدوں کے پھول لے کر  
مہکتی زلفوں ، بہکتی نظروں کی گرم جنت ترے لیے ہے

سوا تری آرزو کے اس دل میں کوئی بھی آرزو نہیں ہے  
ہر ایک جذبہ ہر ایک دھڑکن ہر ایک حسرت ترے لیے ہے

مرے خیالوں کے نرم پودوں سے جھانک کر مسکرانے والے  
ہزار خوابوں سے جو بھی ہے وہ اک حقیقت ترے لیے ہے



یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا

اس رات کی تقدیر سنو جائے تو اچھا

جس طرح سے تھوڑی ترے ساتھ کئی ہے

باقی بھی اسی طرح گزر جائے تو اچھا

دنیا کی نگاہوں میں بھلا کیا ہے برا کیا  
یہ بوجھ اگر دل سے اتر جائے تو اچھا

دیے تو تمہیں نے مجھے برباد کیا ہے  
الزام کسی اور کے سر جائے تو اچھا

یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا



پگھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے  
خاموشی کچھ بول رہی ہے

بھید انوکھے کھول رہی ہے

پنکھ کچھیر و سوچ میں گم ہیں ، پیڑ کھڑے ہیں سیس جھکائے

پگھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے

دھندلے دھندلے مست نظارے

اڑتے بادل، مڑتے دھارے

چھپ کے نظر سے جانے یہ کس نے رنگ رنگیلے کھیل رچائے

پگھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے

کوئی بھی اس کا راز نہ جانے

ایک حقیقت لاکھ فسانے

ایک ہی جلوہ شام سویرے ، بھیس بدل کر سامنے آئے

پگھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے!

ایک خاموش ملاقات کی یاد آتی ہے  
 ذہن میں حسن کی ٹھنڈک کا اثر جاگتا ہے  
 آج دیتی ہوئی برسات کی یاد آتی ہے  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 میری آنکھوں پہ جھکی رہتی ہیں پلکیں جس کی  
 تم وہی میرے خیالوں کی پری ہو کہ نہیں  
 کہیں پہلے کی طرح پھر تو نہ کھو جاؤ گی  
 جو ہمیشہ کے لئے ہو وہ خوشی ہو کہ نہیں  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے



دور رہ کر نہ کرو بات ، قریب آ جاؤ  
 یاد رہ جائے گی یہ رات ، قریب آ جاؤ  
 ایک مدت سے تمنا تھی تمہیں چھوٹنے کی  
 آج بس میں نہیں جذبات ، قریب آ جاؤ  
 سرد شعلے سے بھڑکتے ہیں بدن میں شعلے  
 جان لے لے گی یہ برسات، قریب آ جاؤ  
 اس قدر ہم سے جھجکنے کی ضرورت کیا ہے  
 زندگی بھر کا ہے اب ساتھ ، قریب آ جاؤ



پرتوں کے پیڑوں پر شام کا بھیرا ہے  
 سرمئی اجالا ہے ، چمپئی اندھیرا ہے  
 دونوں وقت ملتے ہیں دو دلوں کی صورت سے  
 آسمان نے خوش ہو کر رنگ سا بکھیرا ہے  
 ٹھہرے ٹھہرے پانی میں گیت سرراتے ہیں  
 بھیکے بھیکے جھوکوں میں خوشبوؤں کا ذرا ہے  
 کیوں نہ جذب ہو جائیں اس حسین نظارے میں  
 روشنی کا جبرمٹ ہے مستیوں کا گھیرا ہے



میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 اجنبی سی ہو مگر غیر نہیں لگتی ہو  
 وہم سے بھی جو ہو نازک وہ یقین لگتی ہو  
 ہائے یہ پھول سا چہرہ یہ گھنیری زلفیں  
 میرے شعروں سے بھی تم مجھ کو حسین لگتی ہو  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 دیکھ کر تم کو کسی رات کی یاد آتی ہے

(ب)

کب سے تمہارے رستے میں ، میں پھول بچھائے بیٹھی ہوں  
 یہ بھی چکو جو کہنا ہے ، میں آس لگائے بیٹھی ہوں  
 کہہ بھی دو ، جو کہنا ہے  
 دل نے دل کی بات سمجھ لی ، اب منہ سے کیا کہنا ہے  
 آج نہیں تو کل کہہ لیں گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے  
 کہہ بھی دو جو کہنا ہے!  
 چھوڑو ، اب کیا کہنا ہے!!



کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ اٹھی  
 دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی  
 کس کے آنے کی خبر لے کے ہوائیں آئیں  
 جسم سے پھول چٹکنے کی صدائیں آئیں  
 روح کھلنے لگی ، سانوں میں مہک جاگ اٹھی  
 دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی  
 کس نے یوں میری طرف دیکھ کے باہیں کھولیں  
 شوخ جذبات نے سینے میں نگاہیں کھولیں

(ا)

کشتی کا خاموش سفر ہے ، شام بھی ہے تنہائی بھی  
 دور کنارے پر بجکتی ہے ، لہروں کی شہنائی بھی  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

(ب)

لیکن یہ شرمیلی نگاہیں ، مجھ کو اجازت دیں تو کہوں  
 خود میری بے تاب انگلیں تھوڑی فرصت دیں تو کہوں  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

(ا)

جو کچھ تم کو کہنا ہے وہ میرے ہی دل کی بات نہ ہو  
 جو ہے مرے خوابوں کی منزل اس منزل کی بات نہ ہو  
 کہہ بھی دو ، جو کہنا ہے

(ا)

کہتے ہوئے یہ ڈر لگتا ہے ، کہہ کر بات نہ کھو بیٹھوں  
 یہ جو ذرا سا ساتھ ملا ہے ، یہ بھی ساتھ نہ کھو بیٹھوں  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

ہونٹ تپنے لگے ، زلفوں میں پک جاگ اٹھی

دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی

کس کے ہاتھوں نے مرے ہاتھوں سے کچھ مانگا ہے  
کس کے خوابوں نے مرے خوابوں سے کچھ مانگا ہے  
دل مچنے لگا آنچل میں دھنک جاگ اٹھی  
دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی



چہرے پہ خوشی چھا جاتی ہے آنکھوں میں سرور آ جاتا ہے  
جب تم مجھے اپنا کہتے ہو اپنے پہ غرور آ جاتا ہے

تم حسن کی خود اک دنیا ہو ، شاید یہ تمہیں معلوم نہیں  
محفل میں تمہارے آنے سے ہر چیز پہ نور آ جاتا ہے

ہم پاس سے تم کو کیا دیکھیں ، تم جب بھی مقابل ہوتے ہو  
بے تاب نگاہوں کے آگے پردہ سا ضرور آ جاتا ہے

جب تم سے محبت کی ہم نے تب جا کے کہیں یہ راز کھلا  
مرنے کا سلیقہ آتے ہی جینے کا شعور آ جاتا ہے



یہ پرتوں کے دائرے یہ شام کا دھواں  
ایسے میں کیوں نہ چھیڑ دیں دلوں کی داستان

ذرا سی زلف کھول دو

خزاں میں عطر گھول دو

نظر جو کہہ چکی ہے وہ

بات منہ سے بول دو

کہ جھوم اٹھے نگاہ میں بہاروں کا سماں

یہ چپ بھی اک سوال ہے

عجیب دل کا حال ہے

یہ اک خیال کھو گیا

بس اب یہی خیال ہے

یہ رنگ روپ یہ پون!

چمکتے چاند کا بدن

برانہ مانو تم اگر!

تو چوم لوں کرن کرن

کہ آج حوصلوں میں ہیں بلا کی گرمیاں!



پل بھر اسی عالم میں اے جان ادا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے ، تم یوں ہی خفا رہنا  
 یہ دھکا ہوا چہرہ، یہ بکھری ہوئی زلفیں  
 یہ بڑھتی ہوئی دھڑکن ، یہ چڑھتی ہوئی سانسیں  
 سامانِ قضا ہو تم، سامانِ قضا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا  
 پہلے بھی حسین تھیں تم ، لیکن یہ حقیقت ہے  
 وہ حسن مصیبت تھا، یہ حسن قیامت ہے  
 اوروں سے تو بڑھ کر ہو خود سے بھی سوا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا



ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں  
 رکھے کون یہ حساب میں تو پیتا ہوں  
 ایک انسان ہوں میں فرشتہ نہیں  
 جو فرشتے بنیں، ان سے رشتہ نہیں  
 کہو اچھا یا خراب، میں تو پیتا ہوں  
 ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں  
 ہوش مجھ کو رہے تو ستم گھیر لیں  
 کئی دکھ گھیر لیں ، کئی غم گھیر لیں



ہر وقت ترے حسن کا ہوتا ہے سماں اور  
 ہر وقت مجھے چاہیے اندازِ بیاں اور  
 پھولوں سا کبھی نرم ہے ، شعلوں سا کبھی گرم  
 مستانی ادا میں کبھی شوخی ہے کبھی شرم  
 ہر صبح گماں اور ہے ہر رات گماں اور  
 ملنے نہیں پاتیں ترے جلووں سے نگاہیں!  
 تھکنے نہیں پاتیں گلے لپٹا کے یہ بانہیں!  
 چھو لینے سے ہوتا ہے ترا جسم جواں اور

پلتا ہے ترے حسن کا طوفانِ بہاراں  
 تو اپنی مثال آپ ہے اے جہانِ بہاراں  
 دنیا کے حسینوں میں نہیں تجھ سا جواں اور



غصے میں جو نکھرا ہے، اس حسن کا کیا کہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا  
 اس حسن کے شعلے کی تصویر بنا لیں ہم  
 ان گرم نگاہوں کو سینے سے لگا لیں ہم

ہے کون یہ عذاب، میں تو پیتا ہوں  
 ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں  
 کوئی اپنا اگر ہو تو ٹو کے مجھے  
 میں غلط کر رہا ہوں تو رو کے مجھے  
 کسے دینا ہے حساب میں تو پیتا ہوں  
 ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں



عمر خیام:

مقدر کا لکھا مٹا نہیں آنسو بہانے سے  
 یہ وہ ہونی ہے جو ہو کر رہے گی ہر بہانے سے  
 اگر جینے کی خواہش ہے تو مستوں کی طرح جی لے  
 کہ محفل ہوش کی سونی پڑی ہے اک زمانے سے

رقاصہ:

یہ چلتی انگلیں کہیں سو نہ جائیں  
 یہ صحنیں یہ شامیں یونہی کھو نہ جائیں  
 کوئی صبح لے لے کوئی شام لے لے  
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے

عمر خیام:

یہ موسم، یہ ہوا، یہ رت سہانی پھر نہ آئے گی  
 ارے او جینے والے، زندگانی پھر نہ آئے گی  
 کوئی حسرت نہ رکھ دل میں یہ دنیا چار دن کی ہے  
 جوانی موج دریا ہے، جوانی پھر نہ آئے گی

رقاصہ:

نگاہیں ملا، اور اک جام لے لے  
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے  
 گناہوں کے سائے میں پلتی ہے جنت  
 حسینوں کے ہمراہ چلتی ہے جنت  
 حسینوں کے پہلو میں آرام لے لے  
 جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



یہ حسن مرا یہ عشق ترا رنگین تو ہے بدنام سہی  
 مجھ پر تو کتنی الزام لگے، تجھ پر بھی کوئی الزام سہی  
 اس رات کی نکھری رنگت کو کچھ اور نکھر جانے دے ذرا  
 نظروں کو بہک جانے دے ذرا زلفوں کو نکھر جانے دے ذرا

کچھ دیر کی ہی تسکین سہی، کچھ دیر کا ہی آرام سہی

جذبات کی کلیاں چنی ہیں اور پیار کا تحفہ دینا ہے  
لوگوں کی نگاہیں کچھ بھی کہیں لوگوں سے ہمیں کیا لینا ہے  
یہ خاص تعلق آپس کا دنیا کی نظر میں عام سہی

رسوائی کے ڈر سے گھبرا کر ہم ترک وفا کب کرتے ہیں  
جس دل کو بسا لیں پہلو میں اس دل کو جدا کب کرتے ہیں  
جو حشر ہوا ہے لاکھوں کا اپنا بھی وہی انجام سہی

کب غم کی گھٹائیں چھا جائیں، معصوم خوشی کو علم نہیں  
ہم آج تو جی لیں جی بھر کے، کل کیا ہو کسی کو علم نہیں  
اک اور ریلی صبح سہی اک اور نشلی شام سہی



مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا  
کیسی خوشی لے کے آیا چاند عید کا  
زلف مچل کے کھل کھل جائے  
چاند میں مستی گھل گھل جائے

ایسی خوشی آج ملی، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

جاگتی آنکھیں بنتی ہیں سنے

تجھ کو بٹھا کے پہلو میں اپنے

دل کی لگی ایسی بڑھی، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

آتے ہی تیرے چٹکی ہیں کلیاں

دل بن بن کے دھڑکی ہیں گلیاں

ایسی بچی رات میری، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

کیسی خوشی لے کے آیا چاند عید کا



آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

آج کی رات نہیں شکوے شکایت کے لیے

آج ہر لمحہ، ہر ایک پل ہے محبت کے لیے

ریشمی تیج ہے، مہکی ہوئی تنہائی ہے

آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

ہر گنہ آج مقدس ہے فرشتوں کی طرح

کانپتے ہاتھوں کو مل جانے دو رشتوں کی طرح

آج ملنے میں نہ الجھن ہے نہ رسوائی ہے

آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

اپنی زلفیں مرے شانے پہ بکھر جانے دو  
اس حسین رات کو کچھ اور نکھر جانے دو  
صبح نے آج نہ آنے کی قسم کھائی ہے  
آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے



شعر کا حسن ہو، نغموں کی جوانی ہو تم  
اک دھڑکتی ہوئی شاداب کہانی ہو تم  
آنکھ ایسی کہ کنول تم سے نشانی مانگے  
زلف ایسی کہ گھٹا شرم سے پانی مانگے  
جس طرف سے بھی نظر ڈالو سہانی ہو تم  
جسم ایسا کہ اجنتا کا عمل یاد آئے  
سنگ مرمر میں ڈھلا تاج محل یاد آئے  
پگھلے پگھلے ہوئے رنگوں کی جوانی ہو تم  
شعر کا حسن ہو، نغموں کی جوانی ہو تم



ہم جب چلیں تو یہ جہاں جھومے  
آرزو ہماری آسماں چومے

ہم نئے جہاں کے پاساں  
ہم نئی بہار کے رازداں  
ہم ہنسیں تو ہنس پڑے ہر کلی  
ہم چلیں تو چل پڑے زندگی

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا

ہم سے فضاؤں میں رنگ و بو  
ہم ہیں اس زمیں کی آبرو  
ندیوں کی راگنی ہم سے ہے  
ہر طرف یہ تازگی ہم سے ہے

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا

دور ہو گئیں سبھی مشکلیں!  
کھینچ کے پاس آ گئیں منزلیں  
دیکھ کر شباب کے حوصلے  
خود بخود سمٹ گئے فاصلے

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا



تم بھی چلو، ہم بھی چلیں، چلتی رہے زندگی  
نہ زمیں منزل نہ آسماں، زندگی ہے زندگی

(۱)

ترا عشق ہے مری آرزو، ترا عشق ہے میری آبرو  
ترا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، مری عمر بھر کی تلاش ہے  
دل عشق، جسم عشق ہے اور جان عشق ہے  
ایمان کی جو پوچھو تو ایمان عشق ہے  
تیرا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، مری عمر بھر کی تلاش ہے

(پ)

دشت دل رسن و دار سے روکی نہ گئی  
کسی خنجر، کسی تلوار سے روکی نہ گئی  
عشق، مجنوں کی وہ آواز ہے جس کے آگے  
کوئی لیلیٰ کسی دیوار سے روکی نہ گئی

یہ عشق عشق ہے

وہ ہنس کے اگر مانگیں تو ہم جان بھی دے دیں  
یہ جان تو کیا چیز ہے، ایمان بھی دے دیں  
عشق آزاد ہے، ہندو نہ مسلمان ہے عشق  
جس سے آگاہ نہیں شیخ و برہمن دونوں  
اس حقیقت کا گر جتا ہوا اعلان ہے عشق  
عشق نہ کچھ دین دھرم نوں عشق نہ کچھ ذاتاں  
عشق دے ہتھوں گرم لہو وچ دیہاں لکھ براتاں

پیچھے دیکھے نہ کب مڑ کے راہوں میں !  
مجھے میرا دل تمہیں لے کے بانہوں میں  
دھڑکنوں کی زبان نت کہے داستان  
پیار کی جھلمل چھاؤں میں پلتی رہے زندگی

بہتے چلیں ہم مستی کے دھاروں میں  
گو نچتے ہی رہیں سدا دل کے تاروں میں  
اب رکے نہ کہیں پیار کا کارواں  
نت نئی رت کے ڈھنگ ڈھلتی رہے زندگی



(۱)

نہ تو کارواں کی تلاش ہے، نہ تو ہم سفر کی تلاش ہے  
مرے شوقی خانہ خراب کو تری وہ گزر کی تلاش ہے

(ب)

مرے نامراد جنوں کا ہے جو علاج کوئی تو موت ہے  
جو دوا کے نام پہ زہر دے اسی چارہ گر کی تلاش ہے

یہ عشق عشق ہے

جب جب کرشن کی ہنسی باجی ، نکلی رادھا ج کے  
جان اجان کا دھیان بھلا کے لوگ لاج کو تاج کے  
بن بن ڈوبی جنگ دلاری پہن کے پریم کی مالا  
روشن جل کی پیاسی میرا پی گئی بس کا پیالا

یہ عشق عشق ہے

اللہ اور رسول کا فرمان عشق ہے  
یعنی حدیث عشق ہے قرآن عشق ہے  
گوتم کا اور مسیح کا ارمان عشق ہے  
یہ کائنات عشق ہے اور جان عشق ہے  
عشق سرمد، عشق ہی منصور ہے  
عشق موسیٰ، عشق کوہ طور ہے  
خاک کو بت اور بت کو دیوتا کرتا ہے عشق  
انتہا یہ ہے کہ بندے کو خدا کرتا ہے عشق  
انتہا یہ ہے کہ بندے کو خدا کرتا ہے عشق

یہ عشق عشق ہے



یار ہی میرا کپڑا لا یار ہی میرا گہنا

یار ملے تو عزت سمجھوں کجبری بن کر رہنا

نی میں یار منانا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں  
میں تو باز نہ آنا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں  
کھڑا اس کا چاند کا ٹکڑا قد سرو کا بوٹا  
اس کی بانہہ کا ہر ہر پورا لگتا کناچ ہے ٹوٹا

یار ملے تو جگ کیا کرنا یار بنا جگ سونا  
جگ کے بدلے یار ملے تو یار کا مول دوں دونا  
میں تو نہیں شرماتا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں  
میں تو سچ سچانا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں  
تھرک رہی مرے پیر کی جھانج جھنک رہا مرا چوڑا  
اڑاڑ جائے آچل میرا کھل کھل جائے جوڑا  
بیٹھ اکیلی کرتی تھی میں دیواروں سے باتیں  
آج ملا وہ یار تو بس گئیں پھر سے سوئی راتیں  
میں تو جھومر پانا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں  
نچ کے یار منانا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں  
پچھڑے یار نے پھیرا ڈالا پریت سہاگن ہوئی  
آج ملی جو دولت اس کا مول نہ جانے کوئی



ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی  
ہوتی ہے دلبروں کی عنایت کبھی کبھی



نغمہ و شعر کی سوغات کسے پیش کروں  
 یہ چھلکتے ہوئے جذبات کسے پیش کروں؟  
 شوخ آنکھوں کے اجالوں کو لٹاؤں کس پر  
 مست زلفوں کی سیہ رات کسے پیش کروں؟  
 گرم سانسوں میں چھپے راز بتاؤں کس کو  
 نرم ہونٹوں میں دبی بات کسے پیش کروں؟  
 کوئی ہمراز تو پاؤں ، کوئی ہمدم تو ملے  
 دل کی دھڑکن کے اشارات کسے پیش کروں؟



اپنا دل پیش کروں ، اپنی وفا پیش کروں  
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا تجھے کیا پیش کروں  
 تیرے ملنے کی خوشی میں کوئی نغمہ چھیڑوں  
 یا ترے درد جدائی کا گلہ پیش کروں  
 میرے خوابوں میں بھی تو، میرے خیالوں میں بھی تو  
 کون سی چیز تجھے تجھ سے جدا پیش کروں

شرما کے منہ نہ پھیر نظر کے سوال پر  
 لاتی ہے ایسے موڑ پہ قسمت کبھی کبھی  
 کھلتے نہیں ہیں روز درتچے بہار کے  
 آتی ہے جان من یہ قیامت کبھی کبھی  
 تنہا نہ کٹ سکیں گے جوانی کے راستے  
 پیش آئے گی کسی کی ضرورت کبھی کبھی  
 پھر کھو نہ جائیں ہم کہیں دنیا کی بھیڑ میں  
 ملتی ہے پاس آنے کی مہلت کبھی کبھی



سرمئی رات ہے ستارے ہیں  
 آج دونوں جہاں ہمارے ہیں  
 صبح کا انتظار کون کرے  
 پھر یہ رت، یہ سماں ملے نہ ملے  
 آرزو کا چمن کھلے نہ کھلے  
 وقت کا اعتبار کون کرنے  
 لے بھی لو ہم کو اپنی بانہوں میں  
 روح بے چین ہے نگاہوں میں  
 التجا بار بار کون کرے؟



بھولے سے محبت کر بیٹھا، ناداں تھا، بچارا، دل ہی تو ہے  
 ہر دل سے خطا ہو جاتی ہے، بگڑو نہ خدا را، دل ہی تو ہے  
 اس طرح نگاہیں مت پھیرو، ایسا نہ ہو دھڑکن رک جائے  
 سینے میں کوئی پتھر تو نہیں احساس کا مارا، دل ہی تو ہے  
 جذبات بھی ہندو ہوتے ہیں چاہت بھی مسلمان ہوتی ہے  
 دنیا کا اشارہ تھا لیکن سمجھا نہ اشارہ، دل ہی تو ہے  
 بیدار گروں کی ٹھوکر سے، سب خواب سہانے چور ہوئے  
 اب دل کا سہارا غم ہی تو ہے، اب غم کا سہارا دل ہی تو ہے



بھول سکتا ہے بھلا کون یہ پیاری آنکھیں  
 رنگ میں ڈوبی ہوئی نیند سے بھاری آنکھیں  
 میری ہر سوچ نے، ہر سانس نے چاہا ہے تمہیں  
 جب سے دیکھا ہے تمہیں، تب سے سراہا ہے تمہیں  
 بس گئی ہیں مری آنکھوں میں تمہاری آنکھیں

جو تیرے دل کو لہجائے وہ ادا مجھ میں نہیں  
 کیوں نہ تجھ کو کوئی تیری ہی ادا پیش کروں



سلام حسرت قبول کر لو  
 مری محبت قبول کر لو

ادا اس نظریں تڑپ تڑپ کر تمہارے جلووں کو ڈھونڈتی ہیں  
 جو خواب کی طرح کھو گئے ان حسین لمحوں کو ڈھونڈتی ہیں  
 اگر نہ ہو ناگوار تم کو، تو یہ شکایت قبول کر لو  
 میری محبت قبول کر لو

تمہی نگاہوں کی آرزو ہو، تمہی خیالوں کا مدعا ہو  
 تمہی مرے واسطے صنم ہو، تمہی مرے واسطے خدا ہو  
 مری پرستش کی لاج رکھ لو، مری غبادت قبول کر لو  
 مری محبت قبول کر لو

تمہاری جھکتی نظر سے جب تک نہ کوئی پیغام مل سکے گا  
 نہ روح تسکین پا سکے گی نہ دل کو آرام مل سکے گا  
 غم جدائی ہے جان لیوا، یہ اک حقیقت قبول کر لو  
 مری محبت قبول کر لو



تم جو نظروں کو اٹھاؤ تو ستارے جھک جائیں  
تم جو پلکوں کو جھکاؤ تو زمانے رک جائیں

کیوں نہ بن جائیں ان آنکھوں کی پجاری آنکھیں  
جاگتی راتوں کو سپنوں کا خزانہ مل جائے  
تم جو مل جاؤ تو جینے کا بہانہ مل جائے  
اپنی قسمت پہ کریں ناز ہماری آنکھیں



یہ بہاروں کا سماں، چاند تاروں کا سماں  
کھو نہ جائے، آ بھی جا  
آسمان سے رنگ بن کر بہہ رہی ہے چاندنی  
بے زبانی کی زباں سے کہہ رہی ہے چاندنی  
جاگتی رت ناگہاں، سو نہ جائے آ بھی جا  
رات کے ہمراہ ڈھلتی جا رہی ہے زندگی  
شمع کی صورت پگھلتی جا رہی ہے زندگی  
روشنی بجھ کر دھواں ہو نہ جائے آ بھی جا  
آ ذرا ہنس کر نگاہوں میں نگاہیں ڈال دے  
دیر کی ترسی ہوئی بانہوں میں بانہیں ڈال دے  
حسرتوں کا کارواں کھو نہ جائے آ بھی جا



آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
ہر دے کی پیڑ، ادیبہ کی اگنی سب شیشل ہو جائے  
کیے لاکھ جتن، مورے من کی پتن، مورے تن کی جلن نہیں جائے  
کیسی لاگی یہ لگن، کیسی جاگی یہ اگن، جیا دھیر دھرن نہیں پائے  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
کئی جگہوں سے ہیں جاگے، مورے نین ابھاگے، کہیں جیا نہیں لاگے بن تورے  
سکھ دیکھے ناہیں آگے، دکھ پیچھے پیچھے بھاگے، جگ سونا سونا لاگ بن تورے  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
موہے اپنا بنا لو، موری بانہہ پکڑ، میں ہوں جنم جنم کی داسی  
موری پیاس بجھا دو، منوہر گردھر، میں ہوں انتر گھٹ تک پیاسی  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو، جنم سہل ہو جائے



(۱)

ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں  
ابھی ابھی تو آئی ہو بہار بن کے چھائی  
ہوا ذرا مہک تو لے نظر ذرا بہک تو لے  
یہ شام ڈھل تو لے ذرا یہ دل سنبھل تو لے ذرا  
میں تھوڑی دیر جی تو لوں نشے کے گھونٹ پی تو لوں  
ابھی تو کچھ کہا نہیں ابھی تو کچھ سنا نہیں

(ب)

ستارے جھللا اٹھے چراغ جگلا اٹھے  
بس اب نہ مجھ کو ٹوکنا نہ بڑھ کے راہ روکنا  
اگر میں رک گئی ابھی تو جانہ پاؤں گی کبھی  
یہی کہو گے تم سدا کہ دل ابھی بھرا نہیں  
جو ختم ہو کسی جگہ یہ ایسا سلسلہ نہیں

(۱)

ادھوری آس چھوڑ کے ادھوری پیاس چھوڑ کے  
جو روز یوں ہی جاؤ گی تو کس طرح بھاؤ گی؟

کہ زندگی کی راہ میں جواں دلوں کی چاہ میں  
کئی مقام آئیں گے جو ہم کو آزمائیں گے  
برا نہ مانو بات کا، یہ پیار ہے گلہ نہیں

(ب)

جہاں میں ایسا کون ہے کہ جس کو غم ملا نہیں  
دکھ اور سکھ کے راستے بنے ہیں سب کے واسطے  
جو غم سے ہار جاؤ گے تو کس طرح بھاؤ گے  
خوشی ملے ہمیں کہ غم جو ہو گا بانٹ لیں گے ہم  
مجھے تم آزماؤ تو ذرا نظر ملاؤ تو  
یہ جسم دو سہی مگر، دلوں میں فاصلہ نہیں  
تمہارے پیار کی قسم تمہارا غم ہے میرا غم  
نہ یوں بکھے بکھے رہو جو دل کی بات ہے کہو  
جو مجھ سے بھی چھپاؤ گے تو پھر کسے بتاؤ گے  
میں کوئی غیر تو نہیں دلاؤں کس طرح یقین  
کہ تم سے میں جدا نہیں ہوں، مجھ سے تم جدا نہیں



آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

تیرا ہر رنگ ہم نے دیکھا ہے  
 تیرا ہر ڈھنگ ہم نے دیکھا ہے  
 ہاتھ کھیلے ہیں تیری زلفوں سے  
 آنکھ واقف ہے تیرے جلوں سے  
 تجھ کو ہر طرح آزمایا ہے  
 پا کے کھویا ہے کھو کے پایا ہے  
 انکھریوں کا بیان سمجھتے ہیں  
 دھڑکنوں کی زباں سمجھتے ہیں  
 چوڑیوں کی کھنک سے واقف ہیں  
 چھاگلوں کی چھنک سے واقف ہیں  
 ناز و انداز جانتے ہیں ہم  
 تیرا ہر راز جانتے ہیں ہم

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

منہ چھپانے سے فائدہ کیا ہے  
 دل دکھانے سے فائدہ کیا ہے  
 الجھی الجھی لٹیں سنوار کے آ  
 حسن کو اور بھی نکھار کے آ  
 نرم گالوں میں بجلیاں لے کر  
 شوخ آنکھوں میں تتلیاں لے کر  
 آ بھی جا اب ادا سے لہرائی

ایک دلہن کی طرح شرماتی  
 تو نہیں ہے تو رات سونی ہے  
 عشق کی کائنات میں  
 مرنے والوں کی زندگی تو ہے  
 اس اندھیرے کی روشنی تو ہے

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

آ ترا انتظار کب سے ہے  
 ہر نظر بے قرار کب سے ہے  
 شمع رہ رہ کے جھلملاتی ہے  
 سانس تاروں کی ڈوبی جاتی ہے  
 تو اگر مہربان ہو جائے  
 ہر تمنا جوان ہو جائے  
 آ بھی جا اب کہ رات جاتی ہے  
 ایک عاشق کی بات جاتی ہے  
 خیر ہو تری زندگانی کی  
 بھیک دے دے ہمیں جوانی کی  
 تجھ پہ سو جان سے نذا ہیں ہم  
 ایک مدت کے آشنا ہیں ہم

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

مجھے اب آ کے چھپا لو تم اپنی بانہوں میں

مرا سوال نہ ٹالو بہت اداس ہوں میں

ہر ایک سانس میں ملنے کی پیاس پلٹی ہے  
سنگ رہا ہے بدن اور روح جلتی ہے  
بچا سکو تو بچا لو بہت اداس ہوں میں



نیلے گنگن کے تلے، دھرتی کا پیار پلے

ایسے ہی جگ میں آتی ہیں صبحیں، ایسے ہی شام

ڈھلے

نیلے گنگن کے تلے

شبنم کے موتی، پھولوں پہ بکھیریں، دونوں کی آس پھلے

بل کھاتی بلیں، مستی میں کھیلیں، پیڑوں سے مل کے گلے

ندیا کا پانی، دریا سے مل کے، ساگر کی اور چلے

نیلے گنگن کے تلے

دھرتی کا پیار پلے



کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے

پرستش کی تمنا ہے، عبادت کا ارادہ ہے



مطلب نکل گیا ہے تو پہچانتے نہیں

یوں جا رہے ہیں جیسے ہمیں جانتے نہیں

اپنی غرض تھی جب تو لپٹنا قبول تھا

بانہوں کے دائرے میں سمٹنا قبول تھا

اب ہم منا رہے ہیں مگر مانتے نہیں

ہم نے تمہیں پسند کیا، کیا برا کیا

رتبہ ہی کچھ بلند کیا، کیا برا کیا

ہر اک گلی کی خاک تو ہم چھانتے نہیں

منہ پھیر کے نہ جاؤ ہمارے قریب سے

ملتا ہے کوئی چاہنے والا نصیب ہے

اس طرح عاشقوں پہ کماں تانتے نہیں



مجھے گلے سے لگا لو بہت اداس ہوں میں

غم جہاں سے چھڑا لو بہت اداس ہوں میں

یہ انتظار کا دکھ اب سہا نہیں جاتا

ترپ رہی ہے محبت رہا نہیں جاتا

تم اپنے پاس بلا لو بہت اداس ہوں میں

بھٹک چکی ہوں بہت زندگی کی راہوں میں

جو دل کی دھڑکنیں سمجھے نہ آنکھوں کی زباں سمجھے  
نظر کی گفتگو سمجھے، نہ جذبوں کا بیان سمجھے  
اسی کے سامنے اسی کی شکایت کا ارادہ ہے

سنا ہے ہر جواں پتھر کے دل میں آگ ہوتی ہے  
مگر جب تک نہ چھیڑو شرم کے پردے میں سوتی ہے  
یہ سوچا ہے کہ دل کی بات اس کے روبرو کر دیں  
ہر اک بے جا تکلف سے بغاوت کا ارادہ ہے

محبت بے رخی سے اور بھڑکے گی، وہ کیا جانے  
طبیعت اس ادا پر اور پھڑکے گی، وہ کیا جانے  
وہ کیا جانے کہ اپنی کس قیامت کا ارادہ ہے



دوگانا:

(۱)

جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا  
رو کے زمانہ چاہے رو کے خدائی تم کو آنا پڑے گا  
ترستی نگاہوں نے آواز دی ہے  
محبت کی راہوں نے آواز دی ہے

جان حیا، جان ادا، چھوڑو ترسانا، تم کو آنا پڑے گا

(ب)

یہ نانا ہمیں جاں سے جانا پڑے گا  
پر یہ سمجھ لو، تم نے جب بھی پکارا ہم کو آنا پڑے گا  
ہم اپنی وفا پر نہ الزام لیں گے  
تمہیں دل دیا ہے، تمہیں جاں بھی دیں گے  
جب عشق کا سودا کیا، پھر کیا گھبرانا ہم کو آنا پڑے گا

(۱)

سبھی اہل دنیا یہ کہتے ہیں ہم سے  
کہ آتا نہیں کوئی ملک عدم سے  
آج ذرا، شان و فاء، دیکھے زمانہ، تم کو آنا پڑے گا

(ب)

ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے  
محبت کی رسمیں نبھاتے رہیں گے  
جان و فاء، تم دو صدرا، پھر کیا ٹھکانا، ہم کو آنا پڑے گا



تیرے در پہ آیا ہوں کچھ کر کے جاؤں گا  
جھولی بھر کے جاؤں گا یا مر کے جاؤں گا

تو سب کچھ جانے ہے ، ہر غم پہچانے ہے  
جو دل کی الجھن ہے سب تجھ پہ روشن ہے  
گھائل پروانہ ہوں ، وحشی دیوانہ ہوں

دل غم سے حیراں ہے ، میری دنیا ویراں ہے  
نظروں کی پیاس بجھا ، میرا پچھڑا یار ملا!  
اب یہ غم چھوٹے گا ، ورنہ دم ٹوٹے گا  
اب جینا مشکل ہے ، فریادیں لایا ہوں



تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو  
میں یونہی مست نغمے لٹاتا رہوں  
تم مجھے دیکھ کر مسکراتی رہو  
میں تمہیں دیکھ کر گیت گاتا رہوں

کتنے جلوے فضاؤں میں بکھرے مگر  
میں نے اب تک کسی کو پکارا نہیں  
تم کو دیکھا تو نظریں یہ کہنے لگیں  
ہم کو چہرے سے ہٹنا گوارا نہیں  
تم اگر میری نظروں کے آگے رہو  
میں ہر اک شے سے نظریں چراتا رہوں  
میں نے خوابوں میں برسوں تراشا جسے  
تم وہی سنگ مرمر کی تصویر ہو  
تم نہ سمجھو تمہارا مقدر ہوں میں  
میں سمجھتا ہوں تم میری تقدیر ہو  
تم اگر مجھ کو اپنا سمجھنے لگو  
میں بہاروں کی محفل سجاتا رہوں!



جرمِ الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں  
کیسے نادان ہیں شعلوں کو ہوا دیتے ہیں  
ہم سے دیوانے کہیں ترک وفا کرتے ہیں  
جان جائے کہ رہے بات نبھا دیتے ہیں  
آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں  
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں



میں ہر اک پل کا شاعر ہوں  
ہر اک پل میری کہانی ہے  
ہر اک پل میری ہستی ہے  
ہر ایک پل میری جوانی ہے

رشتوں کا روپ بدلتا ہے  
بنیادیں ختم نہیں ہوتیں  
خوابوں کی اور اُمنگوں کی  
میعادیں ختم نہیں ہوتیں

ہر پھول میں تیرا روپ بسا  
ہر پھول میں تیری جوانی ہے  
اک چہرہ تیری نشانی ہے  
اک چہرہ میری نشانی ہے  
تم کو مجھ کو جیون امرت  
ان ہاتھوں سے ہی پیٹا ہے  
ان کی دھڑکن میں بسا ہے

تخت کیا چیز ہے اور لعل و جواہر کیا ہیں  
عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں  
ہم نے دل دے بھی دیا، عہد وفا لے بھی لیا  
آپ اب شوق سے دے لیں جو سزا دیتے ہیں



غم کیوں ہو؟

جینے والوں کو جیتے جی مرنے کا غم کیوں ہو؟  
شوخ لبوں پر آہیں کیوں ہوں آنکھوں میں غم کیوں ہو؟  
آج اگر گلشن میں کلی کھلتی ہے تو کل مرجھاتی ہے  
پھر بھی کھل کر ہنستی ہے اور ہنس کے چمن مہکاتی ہے

غم کیوں ہو؟

گل کا دن کس نے دیکھا ہے آج کا دن ہم کھوئیں کیوں  
جن گڑبڑوں میں ہنس سکتے ہیں ان گھڑیوں میں روئیں کیوں

غم کیوں ہو؟

گائے جا مستی کے ترانے، ٹھنڈی آہیں بھرنا کیا؟  
موت آئی تو مر بھی لیں گے، موت سے پہلے مرنا کیا؟

ان کی سانسوں میں جینا ہے  
تو اپنی ادا کی بخش انہیں  
میں اپنی وفا کی دینا ہوں  
جو اپنے لیے سوچی تھی کبھی  
وہ ساری دعا کی دینا ہوں



یوں تو حسن ہر جگہ ہے، لیکن اس قدر نہیں  
اے وطن کی سرزمین!  
یہ کھلی کھلی فضا یہ دھلا دھلا گنگن  
ندیوں کے پیچ و خم پر بتوں کا بانگن  
تیری وادیاں جواں، تیرے راستے حسین  
اے وطن کی سرزمین!  
تیری خاک میں بسی ماں کے دودھ کی مہک  
تیرے روپ میں رچی سورگ لوک کی جھلک  
ہم میں ہی کی رہی، تجھ میں کچھ کی نہیں  
اے وطن کی سرزمین!  
نعمتوں کے درمیاں بھوک پیاس کیوں رہے  
تیرے پاس کیا نہیں تو اداس کیوں رہے

عام ہوگی وہ خوشی، جو ہے اب کہیں کہیں  
اے وطن کی سرزمین!  
تیری خاک کی قسم ہم تجھے سچائیں گے  
ہر چھپا ہوا ہنر روشنی میں لائیں گے  
آنے والے دور کی برکتوں پہ رکھ یقین  
اے وطن کی سرزمین!



ساتھی ہاتھ بڑھانا  
ایک اکیلا تھک جائے گا مل کر بوجھ اٹھانا  
ساتھی ہاتھ بڑھانا  
ہم محنت والوں نے جب بھی مل کر قدم بڑھایا  
ساگر نے رستہ چھوڑا پر بت نے سیس جھکایا  
فولادی ہیں سینے اپنے فولادی ہیں بانہیں  
ہم چاہیں تو پیدا کر دیں چٹانوں میں راہیں  
برائے ہاتھ بڑھانا  
محنت اپنے لکھ کی ریکھا، محنت سے کیا ڈرنا  
کل غیروں کی خاطر کی آج اپنی خاطر کرنا  
اپنا دکھ بھی ایک ہے ساتھی اپنا سکھ بھی ایک



اپنی منزل ، سچ کی منزل ، اپنا رستہ نیک  
ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک سے ایک ملے تو قطرہ بن جاتا ہے دریا

ایک سے ایک ملے تو ذرہ بن جاتا ہے صحرا

ایک سے ایک ملے تو رائی بن سکتی ہے پریت

ایک سے ایک ملے تو انسان بس میں کرے قسمت

ساتھی ہاتھ بڑھانا

مائی سے ہم لال نکالیں موتی لائیں جل سے

جو کچھ اس دنیا میں بنا ہے بنا ہمارے بل سے

کب تک محنت کے پیروں میں دولت کی زنجیریں

ہاتھ بڑھا کر چھین لو اپنے خوابوں کی تعبیریں

ساتھی ہاتھ بڑھانا



یہ دیش ہے دیر جوانوں کا

البیلوں کا مستانوں کا

اس دیش کا یارو کیا کہنا

یہ دیش ہے دنیا کا گہنا

یہاں چوڑی چھاتی دیروں کی  
یہاں گوری شکلیں ہیروں کی  
یہاں گاتے ہیں رانجھے مستی میں  
مچتی ہیں دھوئیں بستی میں

پیڑوں پہ بہاریں جھولوں کی  
راہوں میں قطاریں پھولوں کی  
یہاں ہنستا ہے ساون بالوں میں  
کھلتی ہیں کلیاں گالوں میں

کہیں دگل شوخ جوانوں کے  
کہیں کرتب حیر کمائوں کے  
یہاں نت نت میلے سجتے ہیں  
نت ڈھول اور تاشے بجتے ہیں

دلبر کے لیے دلدار ہیں ہم  
دشمن کے لیے تلوار ہیں ہم  
میدان میں اگر ہم ڈٹ جائیں  
مشکل ہے کہ پیچھے ہٹ جائیں



دھرتی ماں کا ماں ، ہمارا پیارا لال نشان

تو گیک کی مسکان ، ہمارا پیارا لال نشان

پونجی داد سے دب نہ سکے گا ، یہ مزدور کسان کا جھنڈا

محنت کا حق لے کے رہے گا ، محنت کش انسان کا جھنڈا

بودھا اور بلوان ہمارا ، پیارا لال نشان

اس جھنڈے سے سانس اکھڑتی چور منافع خوروں کی

جنہوں نے انسانوں کی حالت کر دی ڈنگر ڈھوروں کی

ان کے خلاف اعلان ہمارا ، پیارا لال نشان

فیکٹریوں کے دھول دھوئیں میں ہم نے خود کو پالا

خون پلا کر لوہے کو اس دیش کا بھار سنبھالا

محنت کے اس پوجا گھر پر پڑ نہ سکے گا تالا

دیش کے سادھن ، دیش کا دھن ہیں جان لے پونجی والا

جیتے گا میدان ، ہمارا پیارا لال نشان

دھرتی ماں کا ماں ، ہمارا پیارا لال نشان



وہ صبح کبھی تو آئے گی

ان کالی صدیوں کے سر سے ، جب رات کا آنچل ڈھلکے گا

جب دکھ کے بادل پکھلیں گے ، جب سکھ کا ساگر چھلکے گا

جب امبر جھوم کے ناچے گا ، جب دھرتی نغمے گائے گا

وہ صبح کبھی تو آئے گی

جب صبح کی خاطر جگ جگ سے ہم سب مرمر کے جیتے ہیں

جس صبح کے امرت کی دھن میں ہم زہر کے پیالے پیٹے ہیں

ان بھوکی پیاسی روحوں پر اک دن تو کرم فرمائے گی

وہ صبح کبھی تو آئے گی

مانا کہ ابھی تیرے میرے ارمانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں

منی کا بھی ہے کچھ مول مگر انسانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں

انسانوں کی عزت جب جھوٹے سکوں میں نہ تولی جائے گی

وہ صبح کبھی تو آئے گی

دولت کے لیے جب عورت کی عصمت کو نہ بیچا جائے گا

چاہت کو نہ کچلا جائے گا ، غیرت کو نہ بیچا جائے گا

اپنے کالے کرتوتوں پر جب یہ دنیا شرمائے گی

وہ صبح کبھی تو آئے گی

بیتیں گے کبھی تو دن آخر یہ بھوک کے اور بیکاری کے

ٹوٹیں گے کبھی تو بت آخر دولت کی اجارہ داری کے

جب ایک انوکھی دنیا کی بنیاد اٹھائی جائے گی

وہ صبح ہمیں سے آئے گی

سنار کے سارے محنت کش کھیتوں سے ملوں سے نکلیں گے

بے گھر، بے در، بے بس انسان تاریک بلوں سے نکلیں گے

دنیا امن اور خوشحالی کے پھولوں سے سجائی جائے گی

وہ صبح ہمیں سے آئے گی



رات کے راہی تھک مت جانا، صبح کی منزل دور نہیں

دھرتی کے پھیلے آگن میں پل دو پل ہے رات کا ڈیرا

ظلم کا سینہ چیر کے دیکھو، جھانک رہا ہے نیا سویرا

ڈھلتا دن مجبور سہی، چڑھتا سورج مجبور نہیں

صدیوں تک چپ رہنے والے اب اپنا حق لے کے رہیں گے

جو کرنا ہے کھل کے کریں گے جو کہنا ہے صاف کہیں گے

جیتے جی گھٹ گھٹ کر مرنا اس یک کا دستور نہیں

ٹوٹیں گی بوجھل زنجیریں، جاگیں گی سوتی تقدیریں

لوٹ پہ کب تک پہرا دیں گی رنگ لگی خونیں زنجیریں

رہ نہیں سکتا اس دنیا میں جو سب کو منظور نہیں

وہ صبح کبھی تو آئے گی

مجبور بڑھاپا جب سونی راہوں کی دھول نہ پھانکے گا

معصوم لڑکپن جب گندی گلیوں میں بھیک نہ مانگے گا

حق مانگنے والوں کو جس دن سولی نہ دکھائی جائے گی

وہ صبح کبھی تو آئے گی

فاقوں کی چٹاؤں پر جس دن انسان نہ جلانے جائیں گے

سینوں کے دھکتے دوزخ میں ارماں نہ جلانے جائیں گے

یہ ترک سے بھی گندی دنیا، جب سورگ بنائی جائے گی

وہ صبح کبھی تو آئے گی

۲

وہ صبح ہمیں سے آئے گی

جب دھرتی کروٹ بدلے گی، جب قید سے قیدی چھوٹیں گے

جب پاپ گھر وندے پھوٹیں گے، جب ظلم کے بندھن ٹوٹیں گے

اس صبح کو ہم ہی لائیں گے، وہ صبح ہمیں سے آئے گی

وہ صبح ہمیں سے آئے گی

منحوس سماجی ڈھانچوں میں جب ظلم نہ پالے جائیں گے

جب ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے، جب سر نہ اچھالے جائیں گے

جیلوں کے بنا جب دنیا کی سرکار چلائی جائے گی!

کھیتیاں سونا اگائیں ، دادیاں موتی لٹائیں  
آج گوتم کی زمیں ، تلسی کا بن آزاد

مندروں میں سکھ بابے مسجدوں میں ہو اذال  
شیخ کا دھرم اور دین برہمن آزاد ہے

لوٹ کیسی بھی ہو اب اس دیش میں رہنے نہ پائے  
آج سب کے واسطے دھرتی کا دھن آزاد ہے



زور لگا کے.....ہیا

پیر جما کے.....ہیا

جان لڑا کے.....ہیا

آنگن میں بیٹھی ہے مچھیرن تیری آس لگائے

ارمانوں اور آشاؤں کے لاکھوں دیپ جلانے

بھولا پن رستہ دیکھے، متا خیر منائے

زور لگا کر کھینچ مچھیرے ڈھیل نہ آئے پائے

..... ہیا ہیا

..... زور لگا کے..... ہیا



رات بھر کا ہے مہماں اندھیرا  
کس کے روکے رکا ہے سویرا

رات جتنی بھی سنگین ہو گی

صبح اتنی ہی رنگین ہو گی

غم نہ کر گر ہے بادل گھنیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا

لب پہ شکوہ نہ لاء، اٹک پی لے

جس طرح بھی ہو کچھ دیر جی لے

اب اکھڑنے کو ہے غم کا ڈیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا

یوں ہی دنیا میں آ کر نہ جانا

صرف آنسو بہا کر نہ جانا

مسکراہٹ پہ بھی حق ہے تیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا



اب کوئی گلشن نہ اجڑے اب وطن آزاد ہے

روح گنگا کی ہمالہ کا بدن آزاد ہے



آپ نہ جانے مجھ کو سمجھتے ہیں کیا؟

میں تو کچھ بھی نہیں

اس قدر پیارا تھی بڑی بھیڑ کا

میں رکھوں گا کہاں؟

اس قدر پیارا رکھنے کے قابل نہیں

میرا دل میری جاں

مجھ کو اتنی محبت نہ دو دوستو

سوچ لو دوستو!

اس قدر پیارا کیسے نبھاؤں گا میں

میں تو کچھ بھی نہیں

عزیزتیں، شہرتیں، چاہتیں، الفتیں

کوئی بھی چیز دنیا میں رہتی نہیں

آج میں ہوں جہاں کل کوئی اور تھا

یہ بھی اک دور ہے وہ بھی اک دور تھا

آج اتنی محبت نہ دو دوستو

کہ میرے کل کی خاطر نہ کچھ بھی بچے

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

جنم جنم سے اپنے سر پر طوفانوں کے سائے

لہریں اپنی ہجولی ہیں اور بادل ہمسائے

جل اور جال ہیں جیون اپنا، کیا سردی کیا گرمی

اپنی ہمت کبھی نہ ٹوٹے، رُت آئے رُت جائے

..... ہیا ہیا

زور لگا کے ..... ہیا

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

کیا جانے کب سا گرامڈے کب برکھا آ جائے

بھوک سروں پر منڈلائے منہ کھولے، پر پھیلائے

آج ملا سو اپنی پونجی، کل کی ہاتھ پرائے

تنی ہوئی بانہوں سے کہہ دو، لوچ نہ آنے پائے

..... ہیا ہیا

زور لگا کے ..... ہیا

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو  
میرے کل کے لیے

میں یہ خواہش یہ خیالات کسے پیش کروں  
کون کہتا ہے کہ چاہت پہ سبھی کا حق ہے  
تو جسے چاہے ترا پیار اسی کا حق ہے  
مجھ سے کہہ دے میں ترا بات کسے پیش کروں



چھو لینے دو نازک ہونٹوں کو، کچھ اور نہیں ہے جام ہے یہ  
قدرت نے جو ہم کو بخشا ہے، وہ سب سے حسین انعام ہے یہ  
شرما کے نہ یونہی کھو دینا رنگین جوانی کی گھڑیاں  
بے تاب دھڑکتے سینوں کا ارمان بھرا پیغام ہے یہ  
اچھوں کو برا ثابت کرنا دنیا کی پرانی عادت ہے  
اس مے کو مبارک چیز سمجھ مانا کہ بہت بدنام ہے یہ



یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں  
سن جا دل کی داستاں

پیڑوں کی شاخوں پہ سوئی سوئی چاندنی  
تیرے خیالوں میں کھوئی کھوئی چاندنی

کل جو گناہ ہے، کل جو سنسان ہے  
کل جو انجان ہے، کل جو ویران ہے  
میں تو کچھ بھی نہیں  
میں تو کچھ بھی نہیں



رنگ اور نور کی بارات کے پیش کروں  
یہ مرادوں کی حسین رات کسے پیش کروں  
میں نے جذبات نبھائے ہیں اصولوں کی جگہ  
اپنے ارمان پرو لایا ہوں پھولوں کی جگہ  
تیرے سہرے کی یہ سوغات کسے پیش کروں

یہ میرے شعر، مرے آخری نذرانے ہیں  
میں ان اپنوں میں ہوں جو آج سے بیگانے ہیں  
بے تعلق سی ملاقات کسے پیش کروں

سرخ جوڑے کی تب و تاب مبارک ہو تجھے  
تیری آنکھوں کا نیا خواب مبارک ہو تجھے

اور تھوڑی دیر میں تھک کے لوٹ جائے گی  
رات یہ بہار کی پھر کبھی نہ آئے گی

دو ایک پل اور ہے یہ سماں  
سن جا دل کی داستاں

لہروں کے ہونٹوں پہ دھیمہ دھیمہ راگ ہے  
بھگی ہواؤں میں ٹھنڈی ٹھنڈی آگ ہے  
اس حسیں آگ میں تو بھی جل کے دیکھ لے  
زندگی کے گیت کی دھن بدل کے دیکھ لے

کھلنے نہ دے اب دھڑکنوں کی زباں

جاتی بہاریں ہیں اٹھتی جوانیاں  
تاروں کی چھاؤں میں کہہ لے کہانیاں  
ایک بار چل دیے گر تجھے پکار کے  
لوٹ کے نہ آئیں گے قافلے بہار کے

آجا ابھی زندگی ہے جواں  
سن جا دل کی داستاں



تم اپنا رنج و غم، اپنی پریشانی مجھے دے دو  
تمہیں غم کی قسم، اس دل کی ویرانی مجھے دے دو

یہ مانا میں کسی قابل نہیں ہوں ان نگاہوں میں  
برا کیا ہے اگر یہ دکھ، یہ حیرانی مجھے دے دو

میں دیکھوں تو سہی، دنیا تمہیں کیسے ستاتی ہے  
کوئی دن کے لیے اپنی نگہبانی مجھے دے دو  
وہ دل جو میں نے مانگا تھا مگر غیروں نے پایا ہے  
بڑی شے ہے اگر اس کی پیشانی مجھے دے دو



پونچھ کر اشک اپنی آنکھوں سے مسکراؤ تو کوئی بات بنے  
سر جھکائے سے کچھ نہیں ہوتا سر اٹھاؤ تو کوئی بات بنے  
زندگی بھیک میں نہیں ملتی زندگی بڑھ کے چھینی جاتی ہے  
اپنا حق سنگ دل زمانے سے چھین پاؤ تو کوئی بات بنے  
رنگ اور نسل ذات اور مذہب جو بھی ہے آدمی سے کمتر ہے  
اس حقیقت کو تم بھی میری طرح مان جاؤ تو کوئی بات بنے

نفرتوں کے جہان میں ہم کو پیار کی بستیاں بسانی ہیں  
دور رہنا کوئی کمال نہیں، پاس آؤ تو کوئی بات بنے



میں جاگوں ساری رین بجن تم سو جاؤ  
گیتوں میں چھپا لوں میں ، بجن تم سو جاؤ

شام ڈھلے سے بھور بھئے تک ، جاگ کے جب کھڑی ہے گھڑیاں

مدھر ملن کی اوس میں بس کر ، کھلتی ہیں جب جیون کی کلیاں

آج نہیں وہ رین بجن تم سو جاؤ

پھپکی پڑ گئی چاندی کی جیوتی ، دھندلے پڑ گئے دیپ گنگن کے

سو گئیں سندر بیج کی کلیاں ، سو گئے کھلتے بھاگ دہن کے

کھل کر رو لیں میں بجن تم سو جاؤ

جاگ کے تن کی اگنی سو گئی ، بڑھ کے تھم گئی من کی بلبل

اپنا گھونگھٹ آپ الٹ کر ، کھول دی میں نے پاؤں کی پائیل

اب ہے چین ہی چین ، بجن تم سو جاؤ



ہر طرف حسن ہے جوانی ہے

آج کی رات کیا سہانی ہے

ریشمی جسم سرسراتے ہیں

مرمریں خواب گنگناتے ہیں

دھڑکنوں میں سرور پھیلا ہے

رنگ نزدیک و دور پھیلا ہے

دعوتِ عشق دے رہی ہے فضا

آج ہو جا کسی حسیں پہ فدا

محبت بڑے کام کی چیز ہے

محبت کے دم سے ہے دنیا کی رونق

محبت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

نظر اور دل کی پناہوں کی چھوٹی

یہ جنت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

کتابوں میں چھپتے ہیں چاہت کے قصے

حقیقت کی دنیا میں چاہت نہیں ہے

زمانے کے بازار میں یہ وہ شے ہے

کہ جس کی کسی کو ضرورت نہیں ہے

یہ بے کار بے دام کی چیز ہے

محبت بڑے کام کی چیز ہے

محبت سے اتنا خفا ہونے والے

چل آ آج تجھ کو محبت سکھا دیں



تیرا دل جو برسوں سے دریاں پڑا ہے  
کسی نازنیناں کو اس میں بسا دیں  
میرا مشورہ کام کی چیز ہے



نہیں کیا تو کر کے دیکھ  
تو بھی کسی پر مر کے دیکھ  
حسن کے بکھرے پھولوں سے  
دل کی جھولی بھر کے دیکھ

کون تجھے کیا کہتا ہے  
کیوں اس کا غم سہتا ہے  
کتے بھونکتے رہتے ہیں  
قافلہ چلتا رہتا ہے  
کبھی اپنے من کی کر کے دیکھ

ریتیں ریتیں توڑ بھی دے  
دل کو اکیلا چھوڑ بھی دے

دنیا دل کی دشمن ہے  
دنیا کا منہ موڑ بھی دے

کچھ تو انوکھا کر کے دیکھ!  
اک رستہ ہے دولت کا  
دوسرا عیش و عشرت کا  
تیسرا جھوٹی عزت کا  
چوتھا سچی اُلفت کا  
اس رستے سے گزر کے دیکھ!



غیروں پہ کرم اپنوں پہ ستم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر  
رہنے دے ابھی تھوڑا سا بھرم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر

ہم چاہنے والے ہیں تیرے  
یوں ہم کو جلانا ٹھیک نہیں  
محفل میں تماشا بن جائیں  
اس طرح جلانا ٹھیک نہیں  
مر جائیں گے ہم مٹ جائیں گے ہم

اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر  
ہم بھی تھے ترے منظورِ نظر  
دل چاہے تو اب انکار نہ کر  
سو تیر چلا سینے پہ مگر!

بیگانوں سے مل کے دار نہ کر  
تجھ کو تری بے دردی کی قسم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر!



تم اگر مجھ کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں  
تم کسی اور کو چاہو گی تو مشکل ہو گی!

اب اگر میل نہیں ہے تو جدائی بھی نہیں  
بات توڑی بھی نہیں تم نے بھائی بھی نہیں  
یہ سہارا ہی بہت ہے مرنے جینے کے لیے  
تم اگر میری نہیں ہو تو پرانی بھی نہیں  
میرے دل کو نہ سراہو تو کوئی بات نہیں  
غیر کے دل کو سراہو گی تو مشکل ہو گی!

تم حسین ہو تمہیں سب پیار ہی کرتے ہوں گے  
میں جو مرتا ہوں تو کیا اور بھی مرتے ہوں گے

سب کی آنکھوں میں اسی شوق کا طوفاں ہو گا  
سب کے سینے میں یہی درد ابھرتے ہوں گے  
میرے غم میں نہ کراہو تو کوئی بات نہیں  
اور کے غم میں کراہو گی تو مشکل ہو گی!

پھول کی طرح ہنسو سب کی نگاہوں میں رہو  
اپنی معصوم جوانی کی پناہوں میں رہو  
مجھ کو وہ دن نہ دکھانا تمہیں اپنی ہی قسم  
میں ترستا رہوں تم غیر کی بانہوں میں رہو  
تم جو مجھ سے نہ نباہو تو کوئی بات نہیں  
کسی دشمن سے نباہو گی تو مشکل ہو گی



اس جانِ دو عالم کا جلوہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے  
مشتاقِ نگاہوں کا کعبہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

بے چین رہے عاشق کی نظر  
تھوڑی سی مگر تسکین بھی ہو

اس پردہ نشین کا یہ منشا!  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

کیا حسن زمیں کیا رنگِ فلک  
سب اس کے کرشمے کی ہے جھلک

تاروں میں بسا ہے نور اس کا  
پھولوں میں بسا ہے رنگ اس کا  
یہ روپ میں شامل روپ اس کا  
یہ ڈھنگ میں شامل ڈھنگ اس کا  
اول بھی وہی آخر بھی وہی  
اوجھل بھی وہی ظاہر بھی وہی  
منصور وہی سرمد بھی وہی  
لاحد بھی وہی اور حد بھی وہی  
شعلہ بھی وہی شبنم بھی وہی  
سچ یہ ہے کہ ہیں خود ہم بھی وہی  
مخلوق سے خالق کا رشتہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

وہ مالکِ کل ، محبوب ، مرا  
سنتا ہے ہر اک دھڑکن کی صدا

جب اس کا اشارہ ہوتا ہے  
تقدیر سنورنے لگتی ہے  
مدت سے ترستے خوابوں کی  
تعبیر ابھرنے لگتی ہے  
سجدے میں جھکا کر سر اپنا  
مانگے جو کبھی انسان دعا  
ہو جاتی ہے ہر مشکل آساں  
مل جاتی ہے دردِ دل کی دعا  
ہے اس کی یہ خاص الخاص دعا  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے



جو ہم میں ہے وہ متوالی ادا سب میں نہیں ہوتی  
محبت سب میں ہوتی ہے وفا سب میں نہیں ہوتی

ایسے ویسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے  
بچ کے رہنا مری جاں یہ زمانہ برا ہے

زلف لہرائے تو زنجیر بھی بن جاتی ہے  
آنکھ شرمائے تو ایک تیر بھی بن جاتی ہے

دل لبھانے کو جو دلدار بنا کرتے ہیں  
دل چرا کر وہی تلوار بنا کرتے ہیں  
یہ وہ محفل ہے جہاں پیار بھی لٹ جاتا ہے  
دل تو کیا چیز ہے گھر بار بھی لٹ جاتا ہے  
اسی لیے تو کہتی ہوں.....

ایسے ویسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے!  
تک کے ہتے ہیں تو مستانہ بنا دیتے ہیں  
ہنس کے تکتے ہیں تو دیوانہ بنا دیتے ہیں  
کوئی نغموں میں کوئی ساز میں کھو جاتا ہے  
اس سے جو پچتا ہے وہ ناز میں کھو جاتا ہے  
یوں اگر ان سے لپٹ جاتی ہے ہانپیں ان کی  
اسی لیے تو کہتی ہوں.....  
ایسے ویسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے!

ہم ستم ڈھاتے ہیں بیداد کیا کرتے ہیں  
دل لیا کرتے ہیں اور درد دیا کرتے ہیں  
دور رہنا تو محفل مری آباد کرو  
ورنہ جاؤ جی کسی اور کو برباد کرو

آج جاؤ گے تو کل لوٹ کے پھر آؤ گے  
ہم سا معشوق نہ دنیا میں کہیں پاؤ گے  
اسی لیے تو کہتی ہوں.....  
ایسے ویسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے!



ہر طرح کے جذبات کا اعلان ہیں آنکھیں  
شبم کبھی شعلہ کبھی طوفان ہیں آنکھیں  
آنکھوں سے بڑی کوئی ترازو نہیں ہوتی  
تلتا ہے بشر جس میں وہ میزان ہیں آنکھیں  
آنکھیں ہی ملائی ہیں زمانے میں دلوں کو  
انجان ہیں ہم تم اگر انجان ہیں آنکھیں  
لب کچھ بھی کہیں اس سے حقیقت نہیں کھلتی  
انسان کے سچ جھوٹ کی پہچان ہیں آنکھیں  
آنکھیں نہ جھکیں تیری کسی غیر کے آگے  
دنیا میں بڑی چیز مری جان! ہیں آنکھیں



جیو تو ایسے جیسے سب تمہارا ہے  
مرو تو ایسے کہ جیسے تمہارا کچھ بھی نہیں!

یہ ایک راز کہ دنیا نہ جس کو جان سکی  
یہی وہ راز ہے جو زندگی کا حاصل ہے  
تسبی کہوا تمہیں یہ بات کیسے سمجھاؤں  
کہ زندگی کی گھٹن زندگی کی قاتل ہے  
ہر اک نگاہ کو قدرت کا یہ اشارہ ہے

جہاں میں آ کے جہاں سے کھنچے کھنچے نہ رہو  
وہ زندگی ہی نہیں جس میں آس بجھ جائے  
کوئی بھی پیاس دبائے سے دب نہیں سکتی  
اسی سے چین لے گا کہ پیاس بجھ جائے  
یہ کہہ کے مرتا ہوں زندگی کا دھارا ہے!  
یہ آسماں پہ زمیں ، یہ فضا یہ نظارے  
ترس رہے ہیں تمہاری مری نظر کے لیے  
نظر چرا کے ہر اک شے کو یوں نہ ٹھکراؤ  
کوئی شریک سفر ڈھونڈ لو سفر کے لیے  
بہت قریب سے میں نے تمہیں پکارا ہے!



پگھلی آگ سے ساغر بھر لے  
کل مرنا ہے ، آج ہی مر لے

اب نہ کبھی یہ رات ڈھلے گی ، اب نہ کبھی جاگے کا سویرا  
سوچ ہے کس کی ، فکر ہے کس کی ، اس دنیا میں کون ہے تیرا  
کوئی نہیں جو تیری خبر لے  
پگھلی آگ سے ساغر بھر لے

قدرت اندھی ، دنیا بہری  
کالے پڑ گئے ، خواب سنہری

توڑ بھی دے اب خواب کا رشتہ ، چھوڑ بھی دے جذبات سے لڑنا  
آج نہیں کل سمجھے گا ، مشکل ہے حالات سے لڑنا  
جو حالات کرائیں کر لے  
پگھلی آگ سے ساغر بھر لے

بند ہے نیکی کا دروازہ

آپ اٹھا لے اپنا جنازہ

کوئی نہیں جو بوجھ اٹھائے اپنی زندہ لاشوں کا  
ختم ہی کر دے آج فسانہ ، ان بے درد تماشاؤں کا  
جان تمنا ، جاں سے گزر لے  
پگھلی آگ سے ساغر بھر

تم نے گر کتے کو کاٹا، کیا تھوکا کیا چاٹا  
تم انسان ہو یارو، اپنی کچھ تو کرو تعظیم  
کہہ گئے فادر ابراہیم!

جھوٹ کے سر پر تاج بھی ہو تو جھوٹ کا بھانڈا پھوڑو  
سچ چاہے سولی چڑھوا دے، سچ کا ساتھ نہ چھوڑو  
کل وہ سچ امرت ہو گا جو آج ہے کڑوا نیم!  
کہہ گئے فادر ابراہیم!



تو رامن در پن کہلائے.....  
بھلے برے سارے کرموں کو دیکھے اور دکھائے  
من اجیارا جب جب پھیلے، جگ اجیارا ہوئے  
جگ سے چاہے بھاگ لے کوئی من سے بھاگ نہ پائے

سکھ کی کلیان دکھ کے کانٹے من سب کا آدھار  
من سے کوئی بات چھپے نا، من کے نین ہزار  
جگ سے چاہے بھاگ لے کوئی من سے بھاگ نہ پائے

تن کی دولت ڈھلتی چھایا، من کا دھن انمول  
تن کے کارن من کے دھن کو مت مائی میں رول  
من کی قدر بھلانے والا، میر جنم گنوائے



موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا

کون سا ایسا دل ہے جہاں میں جس کو غم کا روگ نہیں  
کون سا ایسا گھر ہے جس میں سکھ ہی سکھ ہے سوگ نہیں  
جو حل دنیا بھر کو ملا ہے، کیوں تجھ کو وہ حل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا

اس جیون میں کتنے ہی دکھ ہوں لیکن سکھ کی آس تو ہے  
دل میں کوئی ارمان بسا ہے، آنکھ میں کوئی پیاس تو ہے  
جیون نے یہ پھل تو دیا ہے، موت سے یہ بھی پھل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے، پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا



بانٹ کے کھاؤ، اس میں، بانٹ کے بوجھ اٹھاؤ  
جس رستے میں سب کا سکھ ہو وہ رستہ اپناؤ  
اس تعلیم سے بڑھ کر جگ میں کوئی نہیں تعلیم  
کہہ گئے فادر ابراہیم!

کتے سے کیا بدلہ لینا گر کتے نے کاٹا



من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
اس جیون کی چڑھتی ڈھلتی دھوپ کو کس نے باندھا  
رنگ پہ کس نے پہرے ڈالے، روپ کو کس نے باندھا

کاہے یہ جتن کرے

من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
اتنا ہی اپکار سمجھ، کوئی جتنا ساتھ نبھا دے  
جنم مرن کا میل ہے پینا، یہ پینا برا دے

کوئی نہ سنگ مرے

من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے



تدیر سے گزری ہوئی تقدیر بنا لے  
اپنے پہ بھروسا ہے تو یہ داؤ لگا لے

ڈرتا ہے زمانے کی نگاہوں سے بھلا کیوں  
انصاف ترے ساتھ ہے الزام اٹھا لے

کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لیے ہو  
خود مٹ گئے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے

ٹوٹے ہوئے پتوار ہیں کشتی کے تو غم کیا؟

ہاری ہوئی بانہوں کو ہی پتوار بنالے

اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
کسی سے کچھ نہ بول، صرف دیکھ لے  
یہ حسیں جگمگاٹیں آنچلوں کی سرسراہٹیں

یہ نشے میں جھومتی زمیں سب کے پاؤں چومتی زمیں  
کس قدر ہے گول صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے

کتنا سچ ہے کتنا جھوٹ ہے کتنا حق ہے کتنا لوٹ ہے  
رکھ سبھی کی لاج کچھ نہ کہہ کیا ہے یہ سماج کچھ نہ کہہ

ڈھول کا یہ پول صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے

مان لے جہاں کی بات کو دن سمجھ لے کالی رات کو  
چلنے دے یونہی یہ سلسلہ یہ نہ بول کس کو کیا ملا  
ترازوؤں کا جھول، صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے



من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
وہ نرموہی موہ نہ جانیں، جن کا موہ کرے



اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن  
اپنے عیبوں کو مت ڈھانک میرے وطن

تیرا اتہاس ہے خوں میں لتھڑا ہوا  
تو ابھی تک ہے دنیا میں بچھڑا ہوا  
تو نے اپنوں کو اپنا نہ مانا کبھی  
تو نے انساں کو انساں نہ جانا کبھی  
تیرے دھرموں نے ذاتوں کی تقسیم کی  
تیری رسموں نے نفرت کی تعلیم دی  
دشمنوں کا چلن تجھ میں جاری رہا  
قتل و خوں کا جنوں تجھ پہ طاری رہا

اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن

تو دراوڑ ہے یا آریہ نسل ہے  
جو بھی ہے اب اسی خاک کی فصل ہے  
رنگ اور نسل کے دائرے سے نکل  
گر چکا ہے بہت دیر اب تو سنبھل  
تیرے دل سے جو نفرت نہ مٹ پائے گی  
تیرے گھر میں غلامی پلٹ آئے گی



کل جہاں بستی تھیں خوشیاں آج ہے ماتم وہاں  
وقت لایا تھا بہاریں ، وقت لایا ہے خزاں

وقت سے دن اور رات ، وقت سے کل اور آج  
وقت کی ہر شے غلام ، وقت کا ہر شے پہ راج

وقت کے آگے اڑی کتنی تہذیبوں کی دھول  
وقت کے آگے مٹے کتنے مذہب اور رواج

وقت کی گردش سے ہے چاند تاروں کا نظام  
وقت کی ٹھوکر میں ہیں کیا حکومت کیا سماج

وقت کی پابند ہیں آتی جاتی رونقیں!  
وقت ہے پھولوں کی بیج ، وقت ہے کانٹوں کا تاج

آدی کو چاہیے ، وقت سے ڈر کر رہے!  
کون جانے کس گھڑی وقت کا بدلے مزاج



تیری بربادیوں کا تجھے واسطہ

ڈھونڈ اپنے لیے اب نیا راستہ

اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن

اپنے عیبوں کو مت ڈھانک میرے وطن!



تم چلی جاؤ گی ، پرچھائیاں رہ جائیں گی

کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی

تم کہ اس جھیل کے ساحل پہ ملی ہو مجھ سے

جب بھی دیکھوں گا یہیں مجھ کو نظر آؤ گی

یاد دہنی ہے نہ منظر کوئی مٹ سکتا ہے

دور جا کر بھی تم اپنے کو یہیں پاؤ گی

گھس کے رہ جائے گی جھونکوں میں بدن کی خوشبو

زلف کا عکس گھٹاؤں میں رہے گا صدیوں

پھول چپکے سے چرا لیں گے لبوں کی سرخی

یہ جواں حسن فضاؤں میں رہے گا صدیوں

اس دھڑکتی ہوئی شاداب و حسین وادی میں

یہ نہ سمجھو کہ ذرا دیر کا قصہ ہو تم!

اب ہمیشہ کے لیے میرے مقدر کی طرح

ان نظاروں کے مقدر کا بھی حصہ ہو تم!

تم چلی جاؤ گی پرچھائیاں رہ جائیں گی

کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی



سانجھ کی لالی سلگ سلگ کر بن گئی کالی دھول

آئے نہ بالم بیدردی ، میں چنتی رہ گئی پھول

رین بھی ، بوجھل اکھین میں چپھنے لاگے تارے

دیس میں پردہسین ہو گئی ، جب سے پیاسدھارے

پچھلے پہر جب اوس پڑی اور ٹھنڈی پون چلی

ہر کروٹ انگارے بچھ گئے سونی سچ جلی

دیپ بجھے، سناٹا ٹوٹا، باجا بھور کا سنکھ

بیرن پون اڑا کر لے گئی ، پروانوں کے پنکھ



میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں تم چپکے سے آ جاتے ہو

اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیٹے دن یاد دلاتے ہو

مستانہ ہوا کے جھونکوں سے ہر بار وہ پردے کا ہلنا  
 پردے کو پکڑنے کی دھن میں دو اجنبی ہاتھوں کا ملنا  
 آنکھوں میں دھواں سا چھا جانا سانسوں میں ستارے سے کھلنا  
 رستے میں تمہارا مڑ مڑ کر تلکا وہ مجھے جاتے جاتے  
 اور میرا ٹھٹھک کر رک جانا، چلمن کے قریب آتے آتے  
 نظروں کا ترس کر رہ جانا، اک اور جھلک پاتے پاتے  
 بالوں کو سکھانے کی خاطر، کوٹھے پہ وہ میرا آ جانا  
 اور تم کو مقابل پاتے ہی کچھ شرمانا، کچھ مل کھانا  
 ہمسایوں کے ڈر سے کترانا، گھر والوں کے ڈر سے گھبرانا  
 رورو کے تمہیں خط لکھتی ہوں، اور خود پڑھ کر رو لیتی ہوں  
 حالات کے تپتے طوفان میں جذبات کی کشتی کھیتی ہوں  
 کیسے ہو کہاں ہو کچھ تو کہو، میں تم کو صدائیں دیتی ہوں  
 میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں، تم چپکے سے آ جاتے ہو  
 اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیٹے دن یاد دلاتے ہو



آنکھ کھلتے ہی تم چھپ گئے ہو کہاں

تم ابھی تھے یہاں

میرے پہلو میں تاروں نے دیکھا تمہیں

بھیکے بھیکے نظاروں نے دیکھا تمہیں  
 تم کو دیکھا کہے یہ زمیں آسمان  
 تم ابھی تھے یہاں  
 ابھی سانسوں کی خوشبو ہواؤں میں ہے  
 ابھی قدموں کی آہٹ فضاؤں میں ہے  
 ابھی شاخوں میں ہیں انگلیوں کے نشاں  
 تم ابھی تھے یہاں  
 تم جدا ہو کے بھی میری راہوں میں ہو  
 گرم اشکوں میں ہو سرد آہوں میں ہو  
 چاندنی میں جھلکتی ہیں پرچھائیاں  
 تم ابھی تھے یہاں



برباد محبت کی دعا ساتھ لیے جا

ٹوٹا ہوا اقرار وفا ساتھ لیے جا

اک دل تھا جو پہلے ہی تجھے سوچ دیا تھا

یہ جان بھی اے جان ادا ساتھ لیے جا

تبی ہوئی راہوں سے تجھے آج نہ پہنچے

دیوانوں کے اشکوں کی گھٹا ساتھ لیے جا

شامل ہے مرا خونِ جگر تیری حنا میں  
یہ کم ہو تو اب خونِ وفا ساتھ لیے جا

ہم جرمِ محبت کی سزا پائیں گے تھا  
جو تجھ سے ہوئی ہو وہ خطا ساتھ لیے جا



ہم انتظار کریں گے ترا قیامت تک  
خدا کرے کہ قیامت ہو اور تو آئے

یہ انتظار بھی ایک امتحان ہوتا ہے  
اسی سے عشق کا شعلہ جوان ہوتا ہے

بچھائے شوق کے سجدے وفا کی راہوں میں  
کھڑے ہیں دید کی حسرت لیے نگاہوں میں  
قبول دل کی عبادت ہو اور تو آئے

وہ خوش نصیب ہے جس کو تو انتخاب کرے  
خدا ہماری محبت کو کامیاب کرے  
جواں ستارہ قسمت ہو اور تو آئے  
خدا کرے کہ قیامت ہو اور تو آئے



اتنی حسین اتنی جواں رات کیا کریں  
جاگے ہیں عجیب سے جذبات کیا کریں  
پیڑوں کے بازوؤں میں مہکتی ہے چاندنی  
بے چین ہو رہے ہیں خیالات کیا کریں

سانسوں میں گھل رہی ہے کسی سانس کی مہک  
دامن کو چھو رہا ہے کوئی بات کیا کریں  
شاید تمہارے آنے سے یہ بھید کھل سکے  
حیران ہیں کہ آج نئی بات کیا کریں؟



جو بات تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں!

رنگوں میں تیرا عکس ڈھلا ، تو نہ ڈھل سکی  
سانسوں کی آگ جسم کی خوشبو نہ ڈھل سکی  
تجھ میں جو لوج ہے میری تحریر میں نہیں

بے جان حسن میں کہاں گفتار کی ادا  
انکار کی ادا ہے نہ اقرار کی ادا

کوئی لچک بھی زلفِ گرہ گیر میں نہیں

دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے تیری طرح  
پھر ایک بار سامنے آ جا کسی طرح  
کیا اور اک جھلک مری تقدیر میں نہیں ؟



ہر چیز زمانے کی جہاں پر تھی وہیں ہے  
اک تو ہی نہیں ہے  
نظریں بھی وہی اور نظارے بھی وہی ہیں  
خاموش فضاؤں کے اشارے بھی وہی ہیں  
کہنے کو تو سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں ہے  
ہر اشک میں کھوئی ہوئی خوشیوں کی جھلک ہے  
ہر سانس میں بقی ہوئی گھڑیوں کی کک ہے  
تو چاہے کہیں بھی ہو، ترا در دہمیں ہے  
حسرت نہیں، ارمان نہیں، آس نہیں ہے  
یادوں کے سوا کچھ بھی مرے پاس نہیں ہے  
یادیں بھی رہیں یا نہ رہیں کس کو یقین ہے



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ایک انجان حسینہ سے ملاقات کی رات  
ہائے وہ ریشمیں زلفوں سے برستا پانی  
پھول سے گالوں پہ رکنے کو ترستا پانی  
دل میں طوفان اٹھائے ہوئے جذبات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ڈر کے بجلی سے اچانک وہ لپٹا اس کا  
اور پھر شرم سے بل کھا کے سٹنا اس کا  
کبھی دیکھی نہ سنی ایسی طلسمات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
سرخ آنچل کو دبا کر جو چھوڑا اس نے  
دل پہ جلتا ہوا ایک تیز سا چھوڑا اس نے  
آگ پانی میں لگاتے ہوئے حالات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
میرے نعروں میں جو بستی ہے، وہ تصویر تھی وہ  
نوجوانی کے حسین خواب کی تعبیر تھی وہ  
آسمانوں سے اتر آئی تھی جو رات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات



سب میں اس کا نور سما  
کون ہے اپنا، کون پرایا  
سب کو پر نام تجھ کو اللہ رکھے  
دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
میں پردیسن راہ نہ جانوں  
بڑھتے غم کی تھا نہ جانوں  
لوگ پرانے دیس بیگانہ  
کہیں ملا نہ تیرا ٹھکانہ  
صبح سے ہو گئی شام تجھ کو اللہ رکھے  
دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے



ع۔ چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا، یارا میں نے تو ہاں کر لی  
م۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تری بانہہ پکڑ لی  
ع۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر ہاں بھری

ع۔ م۔ یاری چھوٹے نا، ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی

م۔ تو ہے مدت سے دل میں سمائی

ع۔ کب کہا میں نے میں ہوں پرانی

م۔ جب تجھے میں نے دیکھا دہائی

ع۔ میں اسی وقت قدموں میں آئی

م۔ برف کے فرش پر

ع۔ پیار کے عرش پر

م۔ ہو چاندنی کے تلے

ع۔ جب ملے تھے گلے

م۔ جسم لہراتے تھے، ہونٹ تھراتے تھے

تب لی تھی قسم اب نہ پھڑپڑ گئے ہم

ع۔ اب چاہے کانٹے ملیں یا کلیاں، یارا میں نے تو ہاں کر لی

م۔ اب چاہے لگ جائیں جھکڑیاں میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر حای بھری

م۔ ہو یاری چھوٹے نہ ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی۔

ع۔ لاکھ پہرے زمانہ بٹھائے

م۔ لاکھ دیواریں دنیا اٹھائے

ع۔ اب قدم ایک ہٹے نہ پائے

م۔ پیار پر کوئی تہمت نہ آئے

ع۔ چاہے دھرتی پھٹے

م۔ چاہے امبر پھٹے

ع۔ ڈور ٹوٹے نہ اب

م۔ ہو ساتھ چھوٹے نہ اب

ع۔ جان جائے تو کیا، موت آئے تو کیا

پیار زندہ رہے، یار زندہ رہے

اب چاہے گھر چھوٹے یا سکھیاں، یارا میں نے تو ہاں کر لی

م۔ ارے بھئی

اب چاہے رب روٹھے یا دنیا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کے حامی بھری

اب چاہے ماں روٹھے یا پاپا میں نے تو ہاں کر لی



ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

میں پیار کا شوخ پھول ہوں

عقل مرے ایسی بھول ہوں

گھلی گھلی، گھلی ہیں راتیں

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

چپ ہو کس لیے بات تو کرو

ہنس نہ پاؤ تو آہیں بھرو

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

دل کو پیار سے بھر کے دیکھ لو

یہ حسین بھول کر کے دیکھ لو

گھلی گھلی، گھلی راتیں



بلے بلے بھئی ریشمی دوپٹے والیئے

تیرا روپ لشکارے مارے

ریشمی دوپٹے والیئے

توبہ توبہ یہ گورا رنگ آفت ہے

بلے بلے ہم ہی میں عیب کیا ہے

تجھے کسی کا تو ہے گھر بسانا ہم ہی میں عیب کیا ہے

توبہ توبہ کہ میں نہ تیرے گھر جاؤں

چاہے پڑ جائے تھانے جانا بیٹے گوریئے سوینیئے

بلے بلے بوڑھی ہو کر ترے گی

کوئی آئے گا نہ ہاتھ پکڑنے

بوڑھی ہو کر ترسے گی کہ جا جا، جا کہ ترے جیسے لاکھوں ہیں

کئی آئیں گے ناک رگڑنے

تیرے جیسے لاکھوں ہیں

بلے بلے ریشمی دوپٹے والے

تیرا روپ لشکارے مارے

جوانی پھر نہ آئے کرے گی ہائے ہائے

میرا غم تو کیوں کھائے تجھے کیوں نیند نہ آئے

جو تجھ پہ آنکھ ٹکائے وہ تیرا مان بڑھائے

تو چاہے مر بھی جائے یہ جٹی ہاتھ نہ آئے

نہ جب تک ہاں کہلائے یہ جٹ واپس نہ جائے

جو مجھ کو ہاتھ لگائے وہ اپنا سر تڑوائے

بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والے

تیرا روپ لشکارے مارے

ریشمی دوپٹے والے



ادھر آ، آ، آ بھی جا

چلی کہاں آج جانے نہیں دوں گا ہومہ پارہ

ہاتھ چھوڑنے نہیں دوں گا

دلبر دل آرا فیصلہ ہے یہ میرا

ادھر آ، آ، آ بھی جا

ہر رات اک تازہ حسیں اپنے ساتھ ہے

لیکن یہ رات تیرے مقدر کی رات ہے

آ جا اوحینہ نازنیناں پاس آ

ڈرنہ یہ ہے تیری خوش نصیبی مان جا

کھڑی کھڑی سوچے کیا

آ یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں

ادھر آ، آ، آ بھی جا

فرصت نہیں جو حسن کی تکرار سن سکیں

عادت نہیں ہے ہم کو کہ انکار سن سکیں

جانم بول تیرا مول کیا ہے دوں گا میں

سن لے آج تجھ کو پا کے ہی دم لوں گا

کھڑی کھڑی سوچے کیا

آ جا یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں

ادھر آ، آ، آ بھی جا



راز کی بات ہے محفل میں کہیں یا نہ کہیں

بس گیا ہے کوئی اس دل میں کہیں یا نہ کہیں



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 ایک انجان مسافر سے ملاقات کی رات  
 ہائے جس رات مرے دل نے دھڑکنا سیکھا  
 میری تقدیر سے نکلی وہی صدمات کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 دل نے جب پیار کے رنگین فسانے چھیڑے  
 آنکھوں آنکھوں میں وفاؤں کے ترانے چھیڑے  
 سوگ میں ڈوب گئی، آج وہ نعمات کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 روٹنے والی مری بات سے مایوس نہ ہو  
 بکے بکے سے خیالات سے مایوس نہ ہو  
 ختم ہوگی نہ کبھی تیرے مرے ساتھ کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات



مرے نغموں میں ان متانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
 محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے

نگاہیں ملانے کو جی چاہتا ہے  
 دل و جاں لٹانے کو جی چاہتا ہے  
 وہ تہمت جسے عشق کہتی ہے دنیا  
 وہ تہمت اٹھانے کو جی چاہتا ہے  
 کسی کے منانے میں لذت وہ پائی  
 کہ پھر روٹھ جانے کو جی چاہتا ہے  
 دل و جاں لٹانے کو جی چاہتا ہے  
 وہ جلوہ جو اوجھل بھی ہے سامنے بھی  
 وہ جلوہ چرانے کو جی چاہتا ہے

جس گھڑی میری نگاہوں کو تری دید ہوئی  
 وہ گھڑی تیرے مرے عشق کی تمہید ہوئی  
 جب کبھی میں نے ترا چاند سا چہرہ دیکھا  
 عید ہو یا کہ نہ ہو میرے لیے عید ہوئی

وہ جلوہ جو اوجھل بھی ہے سامنے بھی  
 وہ جلوہ چرانے کو جی چاہتا ہے  
 ملاقات کا کوئی پیغام دیجیے  
 کہ چھپ چھپ کے آنے کو جی چاہتا ہے  
 پھر آ کر نہ جانے کو جی چاہتا ہے  
 نگاہیں ملانے کو جی چاہتا ہے



کسی کے نازنین جلوے مری دنیا پہ چھائے ہیں  
وہ میری آرزو بن کر مرے دل میں سمائے ہیں  
مجھے اب ان کے دل میں آرزو اپنی جگانی ہے

محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے

محبت میری دنیا ہے محبت شاعری میری  
محبت میرا نغمہ ہے محبت زندگی میری  
محبت کے سہارے اک نئی دنیا بسائی ہے

محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے

چلا ہوں لے کے اس محفل میں اپنے دل کا نذرانہ  
مری ہستی ہے ان کے پیار کا رنگین افسانہ  
نگاہیں چار کر کے آج قسمت آزمائی ہے

محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے  
مرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے



ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں

رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں

چاند اور تارے ہنستے نظارے

مل کے سبھی دل میں سکھی جادو جگائیں

ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں

کہا بھی نہ جائے رہا بھی نہ جائے

تم سے اگر ملے بھی نظر ہم چھپ جائیں

ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں

رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں



اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری

اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا

کہ صرف عمر کئی زندگی نہیں گزری  
غزل کا حسن ہو تم ، نظم کا شباب ہو تم  
صدائے ساز ہو تم ، نغمہ رباب ہو تم  
جو دل میں صبح جگائے وہ آفتاب ہو تم

اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا

مرے جہاں سے کوئی روشنی نہیں گزری  
فضا میں رنگ ، نظاروں میں جان ہے تم سے  
میرے لیے یہ زمیں آسماں ہے تم سے  
خیال و خواب کی دنیا جواں ہے تم سے

☆

اٹکوں میں جو پایا ہے وہ گیتوں میں دیا ہے  
اس پر بھی سنا ہے کہ زمانے کو گلہ ہے  
جو تار سے نکلی ہے وہ دھن سب نے سنی ہے  
جو ساز پہ گزری ہے وہ کس دل کا پتا ہے  
ہم پھول ہیں اوروں کے لیے لائے ہیں خوشبو  
اپنے لیے دے کے بس اک داغ ملا ہے

☆

اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
بڑے یقین سے میں نے یہ ہاتھ مانگا ہے  
دلوں کی پیاس نے اب حیات مانگا ہے  
اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا  
کہ انتظار کی مدت ابھی نہیں گزری



کبھی خود پر کبھی حالات پہ رونا آیا  
بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا  
ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں ان کو  
کیا ہوا آج یہ کس بات پہ رونا آیا  
کس لیے جیتے ہیں ہم کس کے لیے جیتے ہیں  
بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا  
کون روتا ہے کسی اور کی خاطر اے دوست؟  
سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا



میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا  
میں وہ نغمہ ہوں جسے پیار کی محفل نہ ملی  
وہ مسافر ہوں جسے کوئی بھی منزل نہ ملی  
زخم پائے ہیں ، بہاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
کسی گیسو، کسی آنچل کا سہارا بھی نہیں  
راستے میں کوئی دھندلا سا ستارہ بھی نہیں

میری نظروں نے نظاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

دل میں ناکام امیدوں کے بسیرے پائے  
روشنی لینے کو نکلا تو اندھیرے پائے  
رنگ اور نور کے دھاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

میری راہوں سے جدا ہو گئیں راہیں ان کی  
آج بدلی نظر آتی ہیں نگاہیں ان کی  
جن سے اس دل نے سہاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

پیار مانگا تو سکتے ہوئے ارمان ملے  
چین چاہا تو امدتے ہوئے طوفان ملے  
ڈوبتے دل نے کناروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی



بجھا دیے ہیں خود اپنے ہاتھوں محبتوں کے دیے جلا کے  
مری وفا نے اجاڑ دی ہیں امید کی بستیاں بسا کے

تجھے بھلا دیں گے اپنے دل سے یہ فیصلہ تو کیا ہے لیکن  
نہ دل کو معلوم ہے نہ ہم کو، جنہیں گے کیسے تجھے بھلا کے

کبھی ملیں گے جو راستے میں تو منہ پھیر کر پلٹ پڑیں گے  
کہیں سنیں گے جو نام تیرا تو چپ رہیں گے نظر جھکا کے

نہ سوچنے پر بھی سوچتی ہوں کہ زندگی میں کیا رہے گا؟  
تری تمنا کو دفن کر کے ترے خیالوں سے دور جا کے



تری دنیا میں جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جائیں  
وہی آنسو، وہی آہیں، وہی غم ہے جدھر جائیں

کوئی تو ایسا گھر ہوتا جہاں سے پیار مل جاتا  
وہی بیگانے چہرے ہیں، جہاں جائیں جدھر جائیں

ارے او آسمان والے بتا اس میں برا کیا ہے  
خوشی کے چار جھونکے گر ادھر سے بھی گزر جائیں!



تنگ آ چکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم  
ٹھکرا نہ دیں جہاں کو کہیں بے دلی سے ہم

لو! آج ہم نے توڑ دیا رشتہ امید  
لو! اب کبھی گلہ نہ کریں گے کسی سے ہم

گر زندگی میں مل گئے پھر اتفاق سے  
پوچھیں گے اپنا حال تری بے بسی سے ہم  
او آسمان والے کبھی تو نگاہ کر  
کب تک یہ ظلم سہتے رہیں خامشی سے ہم ؟



تو اپنا جہاں دنیا والو!  
ہم اس دنیا کو چھوڑ چلے  
جو رشتے ناتے جوڑے تھے  
وہ رشتے ناتے توڑ چلے

کچھ سکھ کے بنے دیکھ چلے  
کچھ دکھ کے صدمے جھیل چلے  
تقدیر کی اندھی گردش نے  
جو کھیل کھلائے کھیل چلے  
ہر چیز تمہیں لوٹا دی ہے

ہم لے کے نہیں کچھ ساتھ چلے  
پھر دوش نہ دینا اے لوگو  
ہمیں دیکھ لو خالی ہاتھ چلے

یہ راہ اکیلی کتنی چلے  
یہاں ساتھ نہ کوئی یار چلے  
اس پار نہ جانے کیا پائیں  
اس پار تو سب کچھ ہار چلے



دو بوندیں ساون کی .....

اک ساگر کی سیپ میں ٹپکے اور موتی بن جائے  
دوبی گندے جل میں گر کر اپنا آپ گنوائے  
کس کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دو کلیاں گلشن کی .....

اک سہرے کے بیچ گندھے اور من ہی من اترائے  
اک اترتی کی بھیٹ چڑھے اور دھولی میں مل جائے  
کس کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دو کلیاں گلشن کی .....

دوسکھیاں بچپن کی.....

اک سنگھاسن پر بیٹھے ، اور روپ متی کہلائے  
دو جی اپنے روپ کے کارن ، گلیوں میں بک جائے  
کسی کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دوسکھیاں بچپن کی.....



ہر کوئی دل کی چاہت سے مجبور ہے  
جو بھی ہے وہ ضرورت سے مجبور ہے  
کوئی مانے نہ مانے مگر جان من  
کچھ تمہیں چاہیے کچھ ہمیں چاہیے

چھپ کر تکتے ہو کیوں ، سامنے آؤ جی  
ہم تمہارے ہیں ، ہم سے نہ شرماؤ جی  
یہ نہ سمجھو کہ ہم کو خبر کچھ نہیں  
سب ادھر ہی ادھر ہے ، ادھر کچھ نہیں  
تم بھی بے چین ہو ہم بھی بے تاب ہیں  
جب سے آنکھیں ملیں ، دونوں بے خواب ہیں  
عشق اور مشک چھپتے نہیں ہیں کبھی

اس حقیقت سے واقف ہیں ہم تم سبھی  
اپنے دل کی لگی کو چھپاتے ہو کیوں  
یہ محبت کی گھڑیاں گناتے ہو کیوں  
پیارا سمجھتی نہیں ہے نظارے بنا  
عمر کتنی نہیں ہے سہارے بنا

کوئی مانے نہ مانے مگر جان من  
کچھ تمہیں چاہیے کچھ ہمیں چاہیے!



جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے پیار کو پیار ملا  
ہم نے تو جب کلیاں مانگیں ، کانٹوں کا ہار ملا

خوشیوں کی منزل ڈھونڈی تو غم کی گرد ملی  
چاہت کے نغے چاہے تو آہ سرد ملی  
دل کے بوجھ کو دونا کر گیا جو غم خوار ملا  
بچھڑ گیا ہر ساتھی دے کر پل دو پل کا ساتھ  
کس کو فرصت ہے جو تھامے دیوانوں کا ہاتھ  
ہم کو اپنا سایہ تک اکثر بیزار ملا

اس کو ہی جینا کہتے ہیں تو یوں ہی جی لیں گے  
اف نہ کریں، لب سی لیں گے، آنسو پی لیں گے



ان اجلے مخلوق کے تلے  
ہم گندی گلیوں میں چلے  
سو سو بوجھ من پہ لیے  
میل اور مائی تن پہ لیے  
دکھ سہتے، غم کھاتے رہے  
پھر بھی ہنستے گاتے رہے

ہم دیپک طوفاں میں چلے  
ہم گندی گلیوں میں چلے

دنیا نے ٹھکرایا ہمیں  
رستوں نے اپنایا ہمیں  
سڑکیں ماں، سڑکیں ہی پتا  
سڑکیں گھر، سڑکیں ہی چتا

کیوں آئے کیا کر کے چلے  
ہم گندی گلیوں میں چلے

دل میں کھٹکا کچھ بھی نہیں  
ہم کو پرواہ کچھ بھی نہیں



آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم  
آج کل وہ اس طرف دیکھتا ہے کم  
آج کل کسی کو وہ ٹوکتا نہیں  
چاہے کچھ بھی کیجئے روکتا نہیں  
ہو رہی ہے لوٹ مار، پھٹ رہے ہیں ہم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

کس کو بھیجے وہ یہاں خاک چھانے  
اس تمام بھیڑ کا حال جانے  
آدمی ہیں بے شمار دیوتا ہیں کم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

اتنی دور سے اگر دیکھتا بھی ہو  
تیرے میرے واسطے کیا کرے گا وہ  
زندگی ہے اپنے اپنے بازوؤں کا دم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

دیکھ لیا گھر بھونک تماشا، جان لیا میں نے انجام  
میرے ساتھی خالی جام



تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے  
اس دنیا کے شور میں لیکن دل کی دھڑکن کون سنے

سرگرم کی آواز پہ سر کو دھننے والے لاکھوں پائے  
نغموں کی کھلتی کلیوں کو چننے والے لاکھوں پائے  
راکھ ہوا دل جن میں جل کر وہ انگارے کون چنے  
تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے

ارمانوں کے سونے گھر میں ہر آہٹ بیگانی نکلی  
دل نے جب نزدیک سے دیکھا ہر صورت انجانی نکلی  
بوجھل گھڑیاں گنتے گنتے صدمے ہو گئے لاکھ گئے  
تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے



دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے  
چہرے تمام لگنے لگے ہیں عجیب سے

چاہو تو ناکارہ کہو  
چاہو تو آوارہ کہو

ہم ہی برے، تم سب ہو بھلے  
ہم گندی گلیوں میں پلے



محفل سے اٹھ جانے والو! تم لوگوں پر کیا الزام  
تم آباد گھروں کے باسی میں آوارہ اور بدنام  
میرے ساتھی خالی جام

دو دن تم نے پیار جتایا دو دن تم سے میل رہا  
اچھا خاصا وقت کٹا اور اچھا خاصا کھیل رہا  
اب اس کھیل کا ذکر ہی کیا کہ وقت کٹا اور کھیل تمام  
میرے ساتھی خالی جام

تم نے ڈھونڈی سکھ کی دولت میں نے پالا غم کا روگ  
کیسے بنتا کیسے نہبتا یہ رشتہ اور یہ پنجوگ  
میں نے دل کو دل سے تو لا تم نے مانگے پیار کے دام  
میرے ساتھی خالی جام

تم دنیا کو بہتر سمجھے، میں پاگل تھا خوار ہوا  
تم کو اپنانے نکلا تھا، خود سے بھی بیزار ہوا

کہنے کو دل کی بات جنہیں ڈھونڈتے تھے ہم  
محفل میں آ گئے ہیں وہ اپنے نصیب سے  
نیلام ہو رہا تھا کسی نازنین کا پیار  
قیمت نہیں چمکائی گئی اک غریب سے  
تیری وفا کی لاش پہ لا میں ہی ڈال دوں  
ریشم کا یہ کفن جو ملا ہے رقیب سے  
جنہیں ملتی ہیں خوشیاں وہ مقدر اور ہوتے ہیں  
جو دل میں گھر بناتے ہیں وہ دلبر اور ہوتے ہیں  
امیدوں کو کھلونے دے کے بہلانے سے کیا ہوگا  
بہت دن سے تھی دل میں اب زباں تک بات پہنچی ہے  
وہیں تک اس کو رہنے دو جہاں تک بات پہنچی ہے  
جو دل کی آخری حد ہے وہاں تک بات پہنچی ہے  
جسے کھونا یقینی ہو اسے پانے سے کیا ہوگا



نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے  
ترا وجود ہے اب صرف داستاں کے لیے  
پلٹ کے سوئے چمن دیکھنے سے کیا ہوگا  
وہ شاخ ہی نہ رہی جو تھی، آشیاں کے لیے  
غرض پرست جہاں میں وفا تلاش نہ کر  
یہ شے بنی تھی کسی دوسرے جہاں کے لیے

کہنے کو دل کی بات جنہیں ڈھونڈتے تھے ہم  
محفل میں آ گئے ہیں وہ اپنے نصیب سے  
نیلام ہو رہا تھا کسی نازنین کا پیار  
قیمت نہیں چمکائی گئی اک غریب سے  
تیری وفا کی لاش پہ لا میں ہی ڈال دوں  
ریشم کا یہ کفن جو ملا ہے رقیب سے  
☆

سنبھل اے دل، تڑپنے اور تڑپانے سے کیا ہوگا  
جہاں بسنا نہیں ممکن وہاں جانے سے کیا ہوگا  
چلے آؤ کہ اب منہ پھیر کر جانے سے کیا ہوگا  
جو تم پر مر مٹا، اس دل کو تڑپانے سے کیا ہوگا  
ہمیں سنسار میں اپنا بنانا کون چاہے گا؟  
یہ مسلے پھول سیوں پر سجانا کون چاہے گا؟  
تمناؤں کو جھوٹے خواب دکھلانے سے کیا ہوگا  
تمہیں دیکھا تمہیں چاہا تمہیں پوجا ہے اس دل نے  
جو سچ پوچھو تو پہلی بار کچھ مانگا ہے اس دل نے





وفا کے نام پہ کتنے گناہ ہوتے ہیں  
اب ان سے پوچھے کوئی جو تباہ ہوتے ہیں

دامن میں داغ لگا بیٹھے  
ہم پیار میں دھوکا کھا بیٹھے

چھوٹی سی بھول جوانی کی  
جو تم کو یاد نہ آئے گی  
اس بھول کے طعنے دے دے کر  
دنیا ہم کو تڑپائے گی  
اٹھتے ہی نظر جھک جائے گی  
آج ایسی ٹھوکر کھا بیٹھے

چاہت کے لیے جو رسوں کو  
خود ساتھ ہی جینے والے تھے  
جو ساتھ ہی مرنے والے تھے  
طوفان کے حوالے کر کے ہمیں  
خود دور کنارے جا بیٹھے

لو آج مری مجبور وفا  
بدنام کہانی بنے گی  
جو پریم نشانی پائی تھی  
وہ پاپ نشانی بنے گی  
دکھ دے کے مجھے جیون بھر کا  
وہ سکھ کی سچ سچا بیٹھے



جیون کے سفر میں راہی  
ملتے ہیں پھڑ جانے کو  
اور دے جاتے ہیں یادیں  
تہائی میں تڑپانے کو

یہ روپ کی دولت والے  
کب سنتے ہیں دل کے نالے  
تقدیر نے بے چین کر ڈالا  
ان کے کسی دیوانے کو

جو ان کی نظر سے کھیلے  
دکھ پائے مصیبت جھیلے

دیدار کی پیاسی آنکھوں میں  
اب پیاس نہیں اور پیاس بھی ہے



اب وہ کرم کریں کہ ستم میں نشے میں ہوں  
مجھ کو نہ کوئی ہوش نہ غم ، میں نشے میں ہوں  
سینے سے بوجھ ان کے غموں کا اتار کے  
آیا ہوں آج اپنی جوانی کو ہار کے  
کہتے ہیں ڈگمگاتے قدم ، میں نشے میں ہوں

وہ بے وفا ، اب بھی یہ دل مانتا نہیں  
کم بخت ناسمجھ ہے ، انہیں جانتا نہیں  
میں آج توڑ دوں گا بھرم، میں نشے میں ہوں  
فرصت نہیں ہے رونے رلانے کے واسطے  
آئے نہ ان کی یاد ستانے کے واسطے  
اس وقت دل میں درد ہے کم ، میں نشے میں ہوں



میری مانگ کے رنگ میں تو نے راکھ چٹا کی بھردی  
یہ کیسا انصاف ہے تیرا او بھگوان بیدردی؟

پھرتے ہیں یہ سب البیلے  
دل لے کے مکر جانے کو

دل لے کے دعا دیتے ہیں  
اک روگ لگا دیتے ہیں  
ہنس ہنس کے جاں دیتے ہیں  
یہ حسن کے پروانے کو



مایوس تو ہوں وعدے سے ترے  
کچھ آس نہیں ، کچھ آس بھی ہے  
میں اپنے خیالوں کے صدقے  
تو پاس نہیں اور پاس بھی ہے

ہم نے تو خوش مانگی تھی مگر!  
جو تو نے دیا اچھا ہی دیا!  
جس غم کا تعلق ہو تجھ سے  
وہ داس نہیں اور داس بھی ہے

پلکوں پہ لرزتے اشکوں میں  
تصویر جھلکتی ہے تیری!

گھونگھٹ اٹھنے سے پہلے دھوا کر دی پریت سہاگن  
چھین لیا ماتھے کا ٹیکا، کھول لیے ہاتھوں کے کنگن  
پلک جھپکتے ہنستی ہنستی ، دنیا سوئی کر دی!

روپ سجا پر جوت نہ جاگی، سچ بچھی پر پھول نہ مہکے  
بن گیا میرے منہ کا کالک دونیوں کا کاجل بہہ کے  
بھاگ بنانے والے تو نے بھاگ یہ تہمت دھر دی!



لوگ عورت کو فقط جسم سمجھ لیتے ہیں  
روح بھی ہوتی ہے اس میں کہاں سوچتے ہیں

روح کیا ہوتی اس سے انہیں مطلب ہی نہیں  
وہ تو بس تن کے تقاضوں کا کہا مانتے ہیں  
روح مر جائے تو یہ جسم ہے چلتی ہوئی لاش!  
اس حقیقت کو سمجھتے ہیں نہ پہچانتے ہیں

کتنی صدیوں سے یہ وحشت کا چلن جاری ہے  
کتنی صدیوں سے ہے قائم یہ گناہوں کا رواج  
لوگ عورت کی ہر اک چیخ کو نغمہ سمجھ

وہ قبیلوں کا زمانہ ہو کہ شہروں کا رواج

جبر سے نسل بڑھے، ظلم سے تن میل کریں  
یہ عمل ہم میں ہے بے علم پرندوں میں نہیں  
ہم جو انسانوں کی تہذیب لیے پھرتے ہیں  
ہم سا وحشی کوئی جنگل کے درندوں میں نہیں

اک بھی روح لیے جسم کے ڈھانچے میں لیے  
سوچتی ہوں میں کہاں جا کے مقدر پھوڑوں  
میں نہ زندہ ہوں کہ مرنے کا سہارا ڈھونڈوں

کون بتلائے گا مجھ کو کسے جا کر پوچھوں!  
زندگی قہر کے سانچوں میں ڈھلے گی کب تک  
کب تلک آنکھ نہ کھولے گا زمانے کا ضمیر!  
ظلم اور جبر کی یہ ریت چلے گی کب تک



بول نہ بول اے جانے والے، سن تو لے دیوانوں کی  
اب نہیں دیکھی جاتی ہم سے یہ حالت ارمانوں کی

حسن کے کھلتے پھول ہمیشہ بیداروں کے ہاتھ بکے  
اور چاہت کے متوالوں کو دھول ملی دیرانوں کی  
دل کے نازک جذیوں پر بھی راج ہے سونے چاندی کا  
یہ دنیا کیا قیمت دے گی سادہ دل انسانوں کی



یہ مخلوق یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا  
یہ انسان کے دشمن سماجوں کی دنیا  
یہ دولت کے نبھو کے رواجوں کی دنیا  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

ہر اک جسم گھامیل ہر اک روح پیاسی  
نگاہوں میں الجھن دلوں میں اداسی  
یہ دنیا ہے یا عالم بدحواسی  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

یہاں اک کھلونا ہے انسان کی ہستی  
یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی  
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟  
جوانی بھگتی ہے بدکار بن کر  
جواں جسم جتے ہیں بازار بن کر  
یہاں پیار ہوتا ہے بیوپار بن کر  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

یہ دنیا جہاں آدمی کچھ نہیں ہے  
وفا کچھ نہیں، دوستی کچھ نہیں ہے  
جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

جلا دو اسے پھونک ڈالو یہ دنیا  
مرے سامنے سے ہٹا لو یہ دنیا  
تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟



دیواروں کا جنگل جس کا آبادی ہے نام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کھرام

دیواروں کے اس جنگل میں بھٹک رہے انسان  
اپنے اپنے الجھے دامن جھٹک رہے انسان

اپنی بچی چھوڑ کے آئے کون کسی کے کام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
سینے خالی ، آنکھیں سونی، چہرے پر حیرانی  
جتنے گھنے ہنگامے اس میں اتنی گھٹی دیرانی

راتیں قاتل، مجسمیں مجرم، ملزم ہے ہر شام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
حال نہ پوچھیں ، درد نہ بانئیں اس جنگل کے لوگ  
اپنا اپنا سکھ ہے سب کا اپنا اپنا سوگ

کوئی نہیں جو ہاتھ بڑھا کر گرتوں کو لے تھام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
بے بس کو دوشی ٹھہرائے اس جنگل کا نیائے  
سچ کی لاش پہ کوئی نہ روئے جھوٹ کو سیس نوائے

پتھر کی ان دیواروں میں پتھر ہو گئے رام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام



موت کتنی بھی سنگدل ہو مگر زندگی سے تو مہرباں ہوگی  
نت نئے رنج دل کو دیتی ہے، زندگی یہ خوشی کی دشمن ہے  
موت سب سے نباہ کرتی ہے ، زندگی زندگی کی دشمن ہے  
کچھ نہ کچھ تو سکوں پائے گا موت کے بس میں جس کی جاں ہوگی  
رنگ اور نسل ، نام اور دولت ، زندگی کتنے فرق مانتی ہے  
موت حد بندیوں سے اونچی ہے ، ساری دنیا کو ایک جانتی ہے  
جن اصولوں پہ مر رہے ہیں ہم ، ان اصولوں کی قدر داں ہوگی  
موت سے اور کچھ ملے نہ ملے زندگی سے تو جان چھوٹے گی  
مسکراہٹ نصیب ہو کہ نہ ہو ، آنسوؤں کی لڑی تو ٹوٹے گی  
ہم نہ ہوں گے تو غم کسے ہوگا، ختم ہر غم کی داستان ہوگی



سنسار کی ہر شے کا اتنا ہی فسانہ ہے  
اک دھند سے آنا ہے اک دھند میں جانا ہے  
یہ راہ کہاں سے ہے یہ راہ کہاں تک ہے  
یہ راز کوئی راہی سمجھا ہے نہ جانا ہے



زندگی ظلم سہی، غم ہی سہی  
دل کی فریاد سہی، روح کا ماتم ہی سہی  
ہم نے ہر حال میں جینے کی قسم کھائی ہوئی ہے  
اب یہی حال مقدر ہو تو شکوہ کیوں ہو  
ہم سلیقے سے نبھا دیں گے جو دن باقی ہیں  
چاہ رسوا نہ ہوئی، آہ بھی رسوا کیوں ہو

ہم کو تقدیر سے بے وجہ شکایت کیوں ہو  
اسی تقدیر نے چاہت کی خوشی بھی دی تھی  
آج اگر کانپتی پلکوں کو دیے ہیں آنسو  
کل تھرکتے ہوئے ہونٹوں کو ہنسی بھی دی تھی

ہم ہیں مایوس مگر اتنے بھی مایوس نہیں  
اک نہ اک دن تو یہ اشکوں کی لڑی ٹوٹے گی  
اک نہ اک دن تو چھٹیں گے یہ غموں کے بادل  
اک نہ اک دن تو اجالے کی کرن پھوٹے گی

اک پل کی پلک پر ہے ٹھہری ہوئی یہ دنیا  
اک پلک جھپکنے تک ہر کھیل سہانا ہے  
کیا جانے کوئی کس پر کس موڑ پہ کیا بیٹے  
اس راہ میں اے راہی ہر موڑ بہانا ہے  
ہم لوگ کھلونا ہیں اک ایسے کھلاڑی کا  
جس کو ابھی صدیوں تک یہ کھیل رچانا ہے



میں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا  
ہر فکر کو دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا  
بربادیوں کا سوگ منانا فضول تھا  
بربادیوں کا جشن منانا چلا گیا

جو مل گیا اسی کو مقدر سمجھ لیا  
جو کھو گیا میں اس کو بھلاتا چلا گیا

غم اور خوشی میں فرق نہ محسوس ہو جہاں  
میں دل کو اس مقام پہ لاتا چلا گیا



بستی بستی ، پریت پریت گاتا جائے بخارا  
لے کر دل کا اک تارا

پل دو پل کا ساتھ ہمارا، پل دو پل کی یاری  
آج رکے تو کل کرنی ہے چلنے کی تیاری

قدم قدم پر ہونی بیٹھی اپنا جال بچھائے  
اس چپوں کی راہ میں جانے کون کہاں رو جائے

دھن دولت کے پیچھے کیوں ہے یہ دنیا دیوانی  
یہاں کی دولت یہیں رہے گی ساتھ نہیں یہ جانی

سونے چاندی میں تلتا ہو جہاں دلوں کا پیار  
آنسو بھی بیکار وہاں پر آہیں بھی بیکار

دنیا کے بازار میں آخر چاہت بھی بیوپار بنی  
میرے دل سے ان کے دل تک چاندی کی دیوار بنی

ہم جیسوں کے بھاگ میں لکھا چاہت کا درد ان نہیں  
جس نے ہم کو جنم دیا وہ پتھر ہے بھگوان نہیں

بستی بستی ، پریت پریت گاتا جائے بخارا



اپنی دنیا پہ صدیوں سے چھائی ہوئی ظلم اور لوٹ کی سنگدل رات ہے  
یہ نہ سمجھو کہ یہ آج کی بات ہے

جب سے دھرتی بنی ، جب سے دنیا بسی ہم یوں ہی زندگی کو ترستے رہے  
موت کی آندھیاں گھر کے چھائی رہیں ، آگ اور خوں کے بادل برستے رہے

تم بھی مجبور ہو ، ہم بھی مجبور ہیں

کیا کریں یہ بزرگوں کو سوغات ہے

ہم اندھیری گھاؤں سے نکلے مگر، روشنی اپنے سینوں سے پھوٹی نہیں  
ہم نے جنگل تو شہروں میں بدلے مگر ہم سے جنگل کی تہذیب چھوٹی نہیں

اپنی بدنام انسانیت کی قسم

اپنی حیوانیت آج تک ساتھ ہے

ہم نے سقراط کو زہر کی بھینٹ دی ، اور عیسیٰ کو سولی کا تحفہ دیا  
ہم نے گاندھی کے سینے کو چھلنی کیا، کینیڈی سا جواں خوں میں نہلا دیا

ہر مصیبت جو انسان پر آئی ہے

ہیروشیما کی جھلسی زمیں کی قسم، ناگا ساکی کی سلگی فضا کی قسم

جن پہ جنگل کا قانون بھی تھوک دے ایسی دور کے وہ درندے ہیں ہم

اپنی بڑھتی ہوئی نسل خود پھونک دے

ہم تباہی کے رستے پہ اتنا بڑھے، اب تباہی کا رستہ ہی باقی نہیں

خونِ انساں جہاں ساغروں میں بٹے ، اس سے آگے وہ محفل وہ ساقی نہیں  
اس اندھیرے کی اتنی ہی اوقات تھی  
اس سے آگے اجالوں کی بارات ہے



یہ دنیا دورنگی ہے

ایک طرف سے ریشم اوڑھے ، ایک طرف سے نگلی ہے  
ایک طرف اندھی دولت کی پاگل عیش پرستی  
ایک طرف جسموں کی قیمت روٹی سے بھی سستی  
ایک طرف ہے سونا گاچی ، ایک طرف چورنگی ہے  
یہ دنیا دو رنگی ہے

آدھے منہ پر نور برستا ، آدھے منہ پر چیرے  
آدھے تن پر کوڑھ کے دھبے ، آدھے تن پر ہیرے  
آدھے گھر میں خوشحالی ہے ادھر گھر میں تنگی ہے  
یہ دنیا دو رنگی ہے

ہاتھ اوپر کٹ سبائے ، سر پر ڈھوئے گندا  
دائیں ہاتھ سے بھکشا مانگے ، بائیں سے دے چندا  
ایک طرف بھنڈا چلائے ، ایک طرف بھک مٹکی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے

اک سنگم پر لانی ہو گی ، دکھ اور سکھ کی دھارا  
نئے سرے سے کرنا ہو گا دولت کا ہٹارا  
جب تک اونچ اور نیچ ہے باقی ، ہر صورت بے ڈھنگی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے



کیا ملے ایسے لوگوں سے جن کی فطرت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

خود سے بھی جو خود کو چھپائیں ، کیا ان سے پہچان کریں  
کیا ان کے دامن سے لپٹیں ، کیا ان کا ارمان کریں  
جن کی آدھی نیت ابھرے ، آدھی نیت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

جن کے ظلم سے دکھی ہے جتنا ، ہر بستی ہر گاؤں میں  
دیا دھوم کی بات کریں وہ بیٹھ کے بجی سجاؤں میں  
دان کا چرچا گھر گھر پہنچے ، لوٹ کی دولت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

دیکھیں ان نقلی چہروں کی کب تک بے جے کار چلے  
اجلے کپڑوں کی تہہ میں کب تک کالا سنار چلے  
کب تک لوگوں کی نظروں سے چھپی حقیقت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے





مہرباں کیسے کیسے ، قدرداں کیسے کیسے  
 آج محفل میں آئے ہوئے ہیں  
 رند بھی ان میں ہیں پارسا بھی  
 کشتی قوم کے ناخدا بھی  
 معتبر کیسے کیسے ، راہ بر کیسے کیسے  
 آج مسند سجائے ہوئے ہیں

قوم کی خدمت کام ہے ان کا  
 اس خدمت سے نام ہے ان کا  
 بھوکوں کے غم میں گھلتے ہیں  
 سونے چاندی میں تلتے ہیں  
 دور ان کی بلائیں ، ان پہ قربان جاکیں  
 یہ جو نظریں جھکائے ہوئے ہیں  
 ساز اور ساز کے نغمے کیا ہیں  
 حسن اور حسن کے جلوے کیا ہیں  
 شرم ہے کیا اور غیرت کیا ہے؟  
 عزت کیا ہے عصمت کیا ہے؟

یہ ہوس کے پرندے ، نیک صورت درندے  
 دام سب پر لگائے ہوئے ہیں

یہ یتیموں کا حق کھانے والے  
 بے بسوں پہ ستم ڈھانے والے  
 بس چلے تو وطن بیچ ڈالیں  
 یہ مندروں کے صنم تک نہ چھوڑیں  
 یہ جو بدکاریوں سے چور بازار یوں سے  
 شان و شوکت بڑھائے ہوئے ہیں



دھرتی کی سلگتی چھاتی سے بے چین شرارے پوچھتے ہیں  
 تم لوگ جنہیں اپنا نہ سکے وہ خون کے دھارے پوچھتے ہیں  
 سڑکوں کی زبان چلاتی ہے ، ساگر کے کنارے پوچھتے ہیں  
 یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟ اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ جلتے ہوئے گھر کس کے ہیں ، یہ کلتے ہوئے تن کس کے ہیں؟  
 تقسیم کے اندھے طوفاں میں لٹتے ہوئے گلشن کس کے ہیں؟  
 بد بخت فضا کس کی ہیں برباد نشیمن کس کے ہیں؟

کچھ ہم بھی سنیں، ہم کو بھی سنا!

کس کام کے ہیں یہ دین دھرم جو شرم کا دامن چاک کریں؟  
کس طرح کے ہیں یہ دلش بھگت جو بے گھروں کو خاک کریں؟  
یہ روئیں کیسی روئیں ہیں جو دھرتی کو ناپاک کریں؟  
آنکھیں تو اٹھا، نظریں تو ملا!

جس رام کے نام پہ خون نہجے اس رام کی عزت کیا ہوگی؟  
جس دین کے ہاتھوں لاج لٹے اس دین کی قیمت کیا ہوگی؟  
انسان کی اس ذلت سے پرے، شیطان کی ذلت کیا ہوگی؟  
یہ وید ہٹا، قرآن اٹھا!

یہ کس کا لہو ہے، کون مرا؟  
اے رہبر ملک و قوم بتا!



میں نے پی شراب، تم نے کیا پیا؟ آدمی کا خون  
میں ذلیل ہوں  
تم کو کیا کہوں  
تم بے تو ٹھیک ہم پییں تو پاپ

تم جیو تو پن ہم جنیں تو پاپ  
تم شریف لوگ تم امیر لوگ  
ہم تباہ حال ہم فقیر لوگ  
زندگی بھی روگ موت بھی عذاب

میں نے پی شراب

تم کہو تو سچ ہم کہیں تو جھوٹ  
تم کو سب معاف ظلم ہو کہ لوٹ  
تم نے کتنے دل چاک کر دیے  
کتنے بے گھر خاک کر دیے

میں نے تو کیا خود کو ہی خراب

میں نے پی شراب

ریت اور رواج سب تمہارے ساتھ  
دھرم اور سماج سب تمہارے ساتھ  
اپنے ساتھ کیا؟ دھول اور دھواں  
آج چاہے تم نوج لو زباں  
آنے والا دور لے گا سب حساب

میں نے پی شراب

تم نے کیا پیا آدمی کا خون  
میں ذلیل ہوں، تم کو کیا کہوں؟



انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے

جرموں کو ٹھیک تولے!

ایسا نہ ہو کہ کل کا اتہاس کا ربو لے

مجرم سے بھی زیادہ

منصف نے ظلم ڈھایا

کیں پیش اس کے آگے غم کی گواہیاں بھی

رکھیں نظر کے آگے دل کی تباہیاں بھی

اس کو یقین نہ آیا

انصاف کرنے پایا

اور اپنے اس عمل سے

بدکار مجرموں کے ناپاک حوصلوں کو

کچھ اور بھی بڑھایا

انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے

یہ بات یاد رکھے

سب منصفوں سے اوپر

اک اور بھی ہے منصف

وہ دو جہاں کا مالک

سب حال جانتا ہے

نیکی کے اور بدی کے

احوال جانتا ہے

دنیا کے فیصلوں سے

مایوس جانے والا

ایسا نہ ہو کہ اس کے دربار میں پکارے

ایسا نہ ہو کہ اس کے انصاف کا ترازو

ایک بار پھر سے تولے

مجرم کے ظلم کو بھی

منصف کی بھول کو بھی

اور اپنا فیصلہ دے

وہ فیصلہ کہ جس سے

یہ روح کانپ اٹھے!



خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

ہر ایک فتح و ظفر کے دامن پہ خونِ انسان کا رنگ کیوں ہے؟

زمیں بھی تیری ہے ہم بھی تیرے، یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟

یہ قتل و خون کا رواج کیوں ہے، یہ رسم جنگ وجدال کیا ہے؟  
جنہیں طلب ہے جہان بھر کی، انہیں کا دل اتنا تنگ کیوں ہے؟  
خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

غریب ماؤں، شریف بہنوں کو اسن و عزت کی زندگی دے  
جنہیں عطا کی ہے تو نے طاقت انہیں ہدایت کی روشنی دے  
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے، دلوں کے شیشے پہ رنگ کیوں ہے؟  
خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟



برسورام دھڑاکے سے  
بڑھیا مرگئی فاقے سے

کل جگ میں بھی مرتی ہے، ست جگ میں بھی مرتی تھی  
یہ بڑھیا اس دنیا میں سدا ہی فاقے کرتی تھی  
جینا اس کو راس نہ تھا  
پینا اس کے پاس نہ تھا  
اس کے گھر کو دیکھ کے کچھی مڑ جاتی تھی ناکے سے  
برسورام دھڑاکے سے  
جھوٹے ٹکڑے کھا کے بڑھیا، تپتا پانی پیتی تھی!

مرتی ہے تو مر جانے دو، پہلے بھی کب جیسی تھی؟  
جے ہو پیسے دالوں کی  
گیہوں کے دالوں کی  
ان کا حد سے بڑھا منافع کچھ ہی کم ہے ڈاکے سے  
برسورام دھڑاکے سے



عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا  
جب جی چاہا مسلا کچلا، جب جی چاہا دھتکار دیا

تلتی ہے کہیں دیناروں میں، بکتی ہے کہیں بازاروں میں  
تنگی نچوائی جاتی ہے عیاشوں کے درباروں میں  
یہ وہ بے عزت چیز ہے جو بٹ جاتی ہے عزت داروں میں  
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا

مردوں کے لیے ہر ظلم روا، عورت کے لیے رونا بھی خطا  
مردوں کے لیے ہر عیش کا حق، عورت کے لیے جینا بھی سزا  
مردوں کے لیے لاکھوں سیجیں، عورت کے لیے بس ایک چتا  
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا

جن سینوں نے ان کو دودھ دیا ان سینوں کا بیوپار کیا  
جس کوکھ میں ان کا جسم ڈھلا اس کوکھ کا کاروبار کیا  
جس تن سے اگے کوئیل بن کر اس تن کو ذلیل و خوار کیا

سنسار کی ہر اک بے شرمی غربت کی گود میں پلتی ہے  
چنگلوں ہی میں آ کر رکتی ہے، فاقوں سے جو راہ نکلتی ہے  
مردوں کی ہوس ہے جو اکثر عورت کے پاپ میں ڈھلتی ہے  
عورت نے جہنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا

عورت سنسار کی قسمت ہے پھر بھی تقدیر کی بیٹی ہے  
اوتار پیہر جنتی ہے پھر بھی شیطان کی بیٹی ہے  
یہ وہ بد قسمت ماں ہے جو بیٹوں کی سچ پہ لپٹی ہے

عورت نے جہنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا



یہ کوپے یہ نیلام گھر دل کشی کے  
یہ لٹتے ہوئے کارواں زندگی کے  
کہاں ہیں، کہاں ہیں محافظ خودی کے

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں

کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں

پرچ گلیاں ، یہ بدنام بازار  
گننام راہی ، یہ سکوں کی جھنکار  
عصمت کے سودے یہ سودوں پہ تکرار

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں

کہاں ہیں ، کہاں ہیں کہاں ہیں

یہ صدیوں سے بے خواب سہمی سی گلیاں  
یہ مسلی ہوئی ادھ کھلی زرد کلیاں  
یہ بکتی ہوئی کھوکھلی رنگ رلیاں

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں

کہاں ہیں ، کہاں ہیں کہاں ہیں؟

یہ اجلے دریچوں میں پائل کی چھن چھن  
تھکی ہاری سانسوں پہ طبلے کی دھن دھن  
یہ بے روح کمرؤں میں کھانسی کی ٹھن ٹھن

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں

کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

یہ پھولوں کے گجرے پہ پکیوں کے چھینٹے  
یہ بیباک نظریں، یہ گستاخ فقرے  
یہ ڈھلکے بدن اور یہ بیمار چہرے

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں

کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

یہاں پیر بھی آ چکے ہیں ، جواں بھی  
تو مند بیٹے بھی ، ابا میاں بھی  
یہ بیوی بھی ہے اور بہن بھی ہے ماں بھی

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

مد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی  
یشودھا کی ہم جنس ، رادھا کی بیٹی  
پیسر کی امت ، زلیخا کی بیٹی

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

ذرا ملک کے رہبروں کو بلاؤ  
یہ کوچے، یہ گلیاں ، یہ منظر دکھاؤ  
جنہیں ناز ہے ہند پر ان کو لاؤ

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟



لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں ہے  
..... گھر جاؤں کیسے

ہو گئی میلی موری چڑیا  
کورے بدن سی کوری چڑیا

جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے  
..... گھر جاؤں کیسے

بھول گئی سب بچن بڈا کے  
کھو گئی میں سسرال میں آ کے  
جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے

..... گھر جاؤں کیسے

کوری چڑیا آتما موری میل ہے مایا  
جال

وہ دنیا مورے بابل کا گھر، یہ دنیا  
سسرال

جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے

..... گھر جاؤں کیسے

لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں کیسے



کام ، کروڑھ اور لوبھ کا مارا جگت نہ آیا راس  
جب جب رام نے جنم لیا ، تب تب پایا بن باس

گر جذبِ محبت صادق ہو، ہر در سے مرادیں ملتی ہیں  
ہر گھر ہے اسی کا کاشانہ، چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو



ایشور، اللہ تیرے نام  
سب کو سستی دے بھگوان!

اس دھرتی پر بنے والے  
سب ہیں تیری گود کے پالے  
کوئی نہ کوئی مہمان  
سب کو سستی دے بھگوان

جنم کا کوئی مول نہیں ہے  
جنم منش کا تول نہیں ہے  
کرم سے ہے سب کی پہچان  
سب کو سستی دے بھگوان



سنسار سے بھاگے پھرتے ہو، بھگوان کو تم کیا پاؤ گے  
اس لوک کو بھی اپنا نہ سکے، اس لوک میں بھی پچھتاؤ گے

کلیج تک چلتی آئی ہے، ست جگ کی یہ ریت  
سب کچھ ہار چکے جب اپنا، تب ہے رام کی جیت  
جگ بدلے پر بدل نہ پایا اب تک یہ اتہاس

چھوڑ کے اپنے محل وہ محلے جنگل جنگل پھرنا  
اور دل کے سکھ چین کی خاطر دکھ سنٹ میں گھرنا  
ہے یہی رام کے لیکھ کی ریکھا، آگیا اب دشواس

رام ہر اک جگ میں آئے پرکون انہیں پہچانا  
رام کی پوجا کی جگ بنے پر رام کا ارتھ نہ جانا  
تکتے تکتے بوڑھے ہو گئے دھرتی اور آکاش



کعبے میں رہو یا کاشی میں، نسبت تو اسی کی ذات سے ہے  
تم رام کہو کہہ رجم کہو، مطلب تو اسی کی بات سے ہے

یہ مسجد ہے، وہ بت خانہ، چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو  
مقصد تو ہے دل کو سمجھانا، چاہے یہ مانو، چاہے وہ مانو

یہ شیخ و برہمن کے جھگڑے، سب نا سنجی کی باتیں ہیں  
ہم نے تو ہے بس اتنا جانا چاہے یہ مانو، چاہے وہ مانو

یہ پاپ ہے کیا، یہ پن ہے کیا، ریتوں پر دھرم کی ٹہریں ہیں  
ہریگ میں بدلتے دھرموں کو کیسے آدرش بناؤ گے

یہ بھوک بھی ایک تپیا ہے، تم تیاگ کے مارے کیا جانو  
ایمان رچیتا کا ہو گا، رچنا کو اگر ٹھکراؤ گے

ہم کہتے ہیں یہ جگ اپنا ہے، تم کہتے ہو جھوٹا اپنا ہے  
ہم جنم بتا کر جائیں گے، تم جنم گنوا کر جاؤ گے



آنا ہے تو آ، راہ میں کچھ پھر نہیں ہے  
بھگوان کے گھر دیر ہے، اندھیر نہیں ہے

جب تجھ سے نہ سلجھیں ترے الجھے ہوئے دھندے

بھگوان کے انصاف پہ سب چھوڑ دے بندے  
خود ہی تری مشکل کو وہ آسان کرے گا  
جو تو نہیں کر پایا، وہ بھگوان کرے گا

کہنے کی ضرورت نہیں آنا ہی بہت ہے  
اس در پہ ترا سیں بھکانا ہی بہت ہے

جو کچھ ہے ترے دل میں سبھی اس کو خبر ہے  
بندے ترے ہر حال پہ مالک کی نظر ہے

بن مانگے ہی ملتی ہیں یہاں من کی مرادیں  
دل صاف ہو جن کا وہ یہاں آ کے صدا دیں  
ملتا ہے جہاں نیائے، وہ دربار یہی ہے  
سنار کی سب سے بڑی سرکار یہی ہے



تری ہے زمیں تیرا آسمان!  
تو بڑا مہرباں، تو بخشش کر  
سبھی کا ہے تو سبھی تیرے  
خدا مرے تو بخشش کر

تیری مرضی سے اے مالک!  
ہم اس دنیا میں آئے ہیں  
تری رحمت سے ہم سب نے  
یہ جسم اور جان پائے ہیں  
تو اپنی نظر ہم پر رکھنا



کس حال میں ہیں، یہ خبر رکھنا

تو چاہے تو ہمیں رکھے!

تو چاہے تو ہمیں مارے

ترے آگے جھکا کے سر

کھڑے ہیں آج ہم سارے

سب سے بڑی طاقت والے

تو چاہے تو ہر آفت نالے

تو بخش کر!



بچے من کے سچے، سارے جگ کی آنکھ کے تارے

یہ وہ ننھے پھول ہیں جو بھگوان کو لگتے پیارے

خود روئیں خود من جائیں، پھر ہم جولی بن جائیں

جھگڑا جس کے ساتھ کریں، اگلے ہی پل پھر بات کریں

ان کو کسی سے بیر نہیں، ان کے لیے کوئی غیر نہیں

ان کا بھولا پن ملتا ہے سب کو بانہہ پیارے

انساں جب تک بچہ ہے، تب تک سمجھو سچا ہے

جوں جوں اس کی عمر بڑھے، من پر جھوٹ کا میل چڑھے

کردودھ بڑھے، نفرت گھیرے، لالچ کی عادت گھیرے

بچپن ان پاپوں سے ہٹ کر اپنی عمر گزارے

تن کوئل، من سندر ہیں، بچے بڑوں سے بہتر ہیں

ان میں چھوٹ اور چھات نہیں، جھوٹی ذات اور بات نہیں

بھاشا کی تکرار نہیں، مذہب کی دیوار نہیں

ان کی نظروں میں اک ہیں، مندر، مسجد، گردوارے



تو مرے پیار کا پھول ہے کہ مری بھول ہے

کچھ کہہ نہیں سکتی

کسی کا کیا تو بھرے

یہ سہ نہیں سکتی!

میری بدنامی تیرے ساتھ چلے گی

سن سن طعنے میری کوکھ جلے گی

کانٹوں بھرے ہیں سب راستے تیرے واسطے

جیون کی ڈگر میں

کون بنے گا تیرا آسرا

بے دروگر میں؟

پوچھے گا کوئی تو کسے باپ کہے گا  
جگ تجھے پھینکا ہوا پاپ کہے گا  
بن کے رہے گی شرمندگی، تیری زندگی  
جب تک تو جیے گا  
آج پلاؤں گی تجھے دودھ میں  
کل زہر پیے گا!



تو مرے ساتھ رہے گا منے!  
تا کہ تو جان سکے  
تجھ کو پروان چڑھانے کے لیے  
کتنے سنگین مراحل سے تری ماں گزری  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!  
تا کہ تو دیکھ سکے

کتنے پاؤں مری ممتا کے کلیجے پہ پڑے  
کتنے خنجر مری آنکھوں مرے کانوں میں گڑے  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!

میں تجھے رحم کے سائے میں نہ پلنے دوں گی  
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنے دوں گی

تا کہ تپ تپ کے تو فولاد بنے  
ماں کی اولاد بنے  
تو میرے ساتھ رہے گا منے!  
جب تلک ہوگا، ترا ساتھ نبھاؤں گی میں  
پھر چلی جاؤں گی اس پار کے سنائے میں  
اور تاروں سے تجھے جھانکوں گی  
زخم سینے میں لیے پھول نگاہوں میں لیے  
تیرا کوئی بھی نہیں میرے سوا  
میرا کوئی بھی نہیں تیرے سوا  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!

میرا ہر درد تجھے دل میں بسانا ہوگا  
میں تری ماں ہوں، مرا قرض چکانا ہوگا  
میری بربادی کے ضامن اگر آباؤں رہے  
میں تجھے دودھ نہ بخشوں گی تجھے یاد رہے  
تجھے یاد رہے، تجھے یاد رہے  
تو مرے ساتھ رہے گا منے.....!



اے میرے ننھے گلہ فام  
میری نیندیں تیرے نام

تیرا بچپن پاک رہے  
مجھ پر تو ہیں سو الزام

کس کا پڑا تجھ پر سایہ؟  
کس نے یہ رستہ دکھایا؟  
کون تجھے اس گھر میں لایا؟  
یہ گھر ہے رسوا بدنام  
ان گلیوں کی قسمت ہے  
ٹوٹے گجرے جھوٹے جام  
زخمی سازوں کی جھنکار  
گھائل گیتوں کی گنجار  
دکھتے من کی چیخ پکار  
عیاشوں کے کھیل کا نام  
ان کوچوں میں ہوتا ہے  
ارمانوں کا قتل عام

اس بستی میں زہر کھلے  
ہر بوٹی روٹی میں تلے  
ان گلیوں میں آنکھ کھلے

جب دھرتی پر چھائے شام  
سو نہ گیا تو دیکھے گا  
ماں بہنوں کے گلتے دام



تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں  
اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

میرے بچے! مرے گلزار کے ننھے پودے  
تجھ کو حالات کی آندھی سے بچانے کے لیے  
آج میں پیار کے آنچل میں چھپا لیتی ہوں  
کل یہ کمزور سہارا بھی نہ حاصل ہو گا  
کل تجھے کانٹوں بھری راہ پہ چلنا ہو گا  
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنا ہو گا

تیرے بچپن کا جوانی کی دعا دیتی ہوں  
اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

تیرے ماتھے پہ شرافت کی کوئی مہر نہیں  
چند بوسے ہیں محبت کے سو وہ بھی کیا ہیں  
مجھ سی ماؤں کی محبت کا کوئی مول نہیں

میرے معصوم فرشتے تو ابھی کیا جانے  
تجھ کو کس کس کے گناہوں کی سزا ملنی ہے

تو اور میں وہیں سے تھے پہلے  
 دیکھا تجھے تو دل نے کہا  
 جانے تو یا جانے نہ  
 مانے تو یا مانے نہ  
 دیکھو کبھی کھونا نہیں  
 کبھی جدا ہونا نہیں  
 آگے کیا ہے پایا میں تو بھول ہی گیا  
 وعدے گئے باتیں گئیں  
 جاگی جاگی راتیں گئیں  
 چاہے جسے ملا نہیں  
 تو ہمیں بھی گلہ نہیں  
 اپنا ہے کیا؟  
 جہیں مریں، چاہے کچھ کہو  
 تم کو تو جینا راس آ گیا  
 جانے تو یا جانے یہ  
 مانے تو یا مانے نہ



میرے بھیا، میرے چندا، مرے انمول رتن  
 تیرے بدلے میں زمانے کی کوئی چیز نہ لوں!

دین اور دھرم کے مارے ہوئے انسانوں کی  
 جو نظر ملنی ہے، وہ تجھ کو خفا ملنی ہے  
 تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں  
 اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں  
 بیڑیاں لے کے لپکتا ہوا قانون کا ہات  
 تیرے ماں باپ سے جب تجھ کو ملی یہ سوغات  
 کون لائے گا ترے واسطے خوشیوں کی برات  
 میرے بچے، ترے انجام سے جی ڈرتا ہے  
 تیری دشمن ہی نہ ثابت ہو جوانی تیری  
 کانپ جاتی ہے جسے سوچ کے متا میری  
 اسی انجام کو پہنچے نہ کہانی تیری  
 تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں  
 اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں



ترا مجھ سے ہے پہلے کا ناتا کوئی  
 یوں ہی نہیں دل لہاتا کوئی  
 جانے تو یا جانے نہ  
 مانے تو یا مانے نہ  
 دھواں دھواں سا تھا وہ سماں  
 یہاں وہاں، جانے کہاں

تیری سانپوں کی قسم کھا کے ہوا چلتی ہے  
تیرے چہرے کی جھلک پا کے بہار آتی ہے  
ایک پل بھی مری نظروں سے جو تو اوجھل ہو  
ہر طرف میری نظر تجھ کو پکار آتی ہے!

تیرے سہرے کی مہکتی لڑیوں کے لیے  
ان گنت پھول امیدوں کے چنے ہیں میں نے  
وہ بھی دن آئے کہ ان خوابوں کی تعبیر بنے  
تیری خاطر جو حسین خواب چنے ہیں میں نے



بابل کی دعائیں لیتی جا، جا تجھ کو سکھی سنسار ملے  
میکے کی کبھی نہ یاد آئے سرال میں اتنا پیار ملے  
نازوں سے تجھے پالا میں نے، کلیوں کی طرح پھولوں کی طرح  
بچپن میں جھلایا ہے تجھ کو بانہوں نے مری جھولوں کی طرح  
مرے باغ کی اے نازک ڈالی، تجھے ہر پل نئی بہار ملے  
جس گھر میں بندھے ہیں بھاگ ترے اس گھر میں سدا تراراج رہے  
ہونٹوں پہ ہنسی کی دھوپ کھلے، ماتھے پہ خوشی کا تاج رہے

کبھی جس کی جوت نہ ہو پھینکی، تجھے ایسا روپ سنگھار ملے  
بیتیں ترے جیون کی گھڑیاں آرام کی ٹھنڈی چھاؤں میں  
کانٹا بھی نہ چھینے پائے کبھی، میری لاڈلی تیرے پاؤں میں  
اس دوار سے بھی دکھ دور رہے جس دوار سے تیرا دوار ملے



تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا  
انسان کی اولاد ہے، انسان بنے گا

اچھا ہے ابھی تک ترا کچھ نام نہیں ہے  
تجھ کو کسی مذہب سے کوئی کام نہیں ہے  
جس علم نے انسانوں کو تقسیم کیا ہے  
اس علم کا تجھ پر کوئی الزام نہیں ہے

تو بدلے ہوئے وقت کی پہچان بنے گا  
انسان کی اولاد ہے، انسان بنے گا

مالک نے ہر انسان کو انسان بنایا  
ہم نے اسے ہندو یا مسلمان بنایا  
قدرت نے تو بخشی تھی ہمیں ایک ہی دھرتی

ہم نے کہیں بھارت ، کہیں ایران بنایا  
 جو توڑ دے ہر بند وہ طوفان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا  
 نفرت جو سکھائے وہ دھرم تیرا نہیں ہے  
 انسان کو جو روندے وہ قدم تیرا نہیں ہے  
 قرآن نہ ہو جس میں وہ مندر نہیں تیرا  
 گیتا نہ ہو جس میں وہ حرم تیرا نہیں ہے  
 تو امن کا اور صلح کا ارمان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے ، انسان بنے گا

### متفرق اشعار

اپنی تباہیوں کا مجھے کوئی غم نہیں  
 تم نے کسی کے ساتھ محبت نبھا تو دی  
 وجہ بے رنگی گزار کہوں یا نہ کہوں  
 کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں  
 آہ! اس کشمکش صبح و سہا کا انجام  
 میں بھی ناکام مری سہی عمل بھی ناکام

کون جانے یہ ترا شاعر آشفٹ مزاج  
 کتنے مغرور خداؤں کا رقیب آج بھی ہے  
 یہ جشن جشنِ مسرت نہیں تماشا ہے  
 نئے لباس میں نکلا ہے رہزنی کا جلوس  
 یہ غم بہت ہیں مری زندگی مٹانے کو  
 اداس رہ کے مرے دل کو اور رنج نہ دو  
 حیات اک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں شاید  
 خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کے آتی ہے  
 تم میرے لیے اب کوئی الزام نہ ڈھونڈو  
 چاہا تھا تمہیں اک یہی الزام بہت ہے



سنگِ مرمر سے تراشا ہوا یہ شوخ بدن  
اتنا دل کش ہے کہ اپنانے کو جی چاہتا ہے

سرخ ہونٹوں میں تھرکتی ہے وہ رنگین شراب  
جس کو پی پی کے بہک جانے کو جی چاہتا ہے

نرم سینے میں دھڑکتے ہیں وہ نازک طوفاں  
جن کی لہروں میں اتر جانے کو جی چاہتا ہے

تم سے کیا رشتہ ہے کب سے ہے یہ معلوم نہیں  
لیکن اس حسن پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

ہم سے بہتر ہے یہ پازیب جو اس پاؤں میں ہے  
اسی پازیب میں ڈھل جانے کو جی چاہتا ہے

رکھ لے کل کے لیے یہ دوسری پازیب اے دل  
کل اسی بزم میں پھر آنے کو جی چاہتا ہے

بے خبر سوئے ہیں وہ لوٹ کے نیندیں میری  
جذبہء دل پہ ترس کھانے کو جی چاہتا ہے

## ساون رُت آئی

ساحر لدھیانوی کے غیر مطبوعہ فلمی گیت

میں نے جو گیت ترے پیار کی خاطر لکھے  
آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

کب سے خاموش ہو اے جانِ جہاں کچھ تو کہو  
کیا ابھی اور ستم ڈھانے کو جی چاہتا ہے  
چھوڑ کر تم کو کہاں چین ملے گا ہم کو  
یہیں جینے، یہیں مر جانے کو جی چاہتا ہے

(ع)

اپنے ہاتھوں سے سنوارا ہے تمہیں قدرت نے  
دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے  
نور ہی نور جھلکتا ہے حسین چہرے پر  
بس یہیں سجدے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے  
میرے دامن کو کوئی نہ اور چھو پائے گا  
تم کو چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے

(م)

چاند چہرہ ہے ترا اور نظر ہے بجلی  
ایک اک جلوے پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

(ع)

چاند کی ہستی ہی کیا سامنے جب سورج ہو  
آپ کے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے

(م)

اب اگر ہم سے خدائی بھی خفا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے

(ع)

جسم مٹ جائیں کہ اب جان فنا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے

جس گھڑی مجھ کو پکاریں گی تمہاری بانہیں  
روک پائیں گی نہ صحرا کی سلگتی بانہیں

چاہے ہر سانس جھلنے کی سزا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے  
اب اگر ہم سے خدائی بھی خفا ہو جائے

(م)

لاکھ زنجیروں میں جکڑیں گے زمانے والے  
توڑ کر بند نکل آئیں گے آنے والے

شرط اتنی ہے کہ تو جلوہ نما ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے





دور کہیں اک تارا کرتا ہے یہ اشارہ  
جیت ہے آج اسی کی جس نے سب کچھ ہارا  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی آگن، لاگی ہے دل میں لگن  
ہنس لے گا لے دھوم مچالے دنیا فانی ہے  
کہہ لے دل کی بات جمن سے رات سہانی ہے  
کیسی یہ جاگی آگن لاگی ہے دل میں لگن  
اوماریا، ماریا، اوماریا  
دور نگر یا تیری رستہ ہے انجانا

راہ میں ملنے والے راہ میں چھوڑ نہ جانا  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی آگن، لاگی ہے دل میں لگن  
اوماریا، ماریا، اوماریا  
توڑ کے ناتے سارے چلی ہوں ان کے دوارے  
گھر آگن کہو اب نا مجھے پکارے  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی آگن، لاگی ہے دل میں لگن  
ہنس لے گا لے دھوم مچالے دنیا فانی ہے  
کہہ لے دل کی بات جمن سے رات سہانی ہے



یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستان  
چاندنی راتیں پیار کی باتیں کھو گئیں جانے کہاں  
یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستان

آتی ہے صدا تری ٹوٹے ہوئے تاروں سے  
آہٹ تیری سنتی ہوں خاموش نظاروں سے  
بھیگی ہوا اودی گھٹا کہتی ہے تیری کہانی  
تیرے لیے بے چین ہے شعلوں میں لپٹی جوانی

سینے میں بل کھا رہا ہے دھواں سن جا دل کی داستان

یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستان  
چاندنی راتیں پیار کی باتیں کھو گئیں جانیں کہاں  
بھنورے کے لبوں پر ہیں کھوئے کھوئے افسانے  
گلزار امیدوں کے سب ہو گئے ویرانے  
تیرا پتہ پاؤں کہاں ہونے ہیں سارے ٹھکانے  
جانے کہاں گم ہو گئے جا کے وہ اگلے زمانے  
برباد ہے آرزو کا جہاں سن جا دل کی داستان

اچھا برا کیا ہے جانے بھی دے  
نت نیا جادو چھانے بھی دے  
جا کے یہ جوانی آئی نہیں  
دلوں کو مرادیں پانے بھی دے  
شونہ بھرے حسن کا نذرانہ ہو کے جی  
آنے والی صبح سے بیگانہ ہو کے جی  
جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی  
جینے کا مزا لے مرتا ہے کیوں  
ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے کیوں  
لوگوں کی نگاہیں کچھ بھی کہیں  
کیے جا خطائیں ڈرتا ہے کیوں  
چو میں جسے ہونٹ وہ پیانہ ہو کے جی  
جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی



بانہوں میں تیری مستی کے گھیرے  
سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
مستی کے گھیروں میں خوشبوؤں کے ڈیروں میں ہم کھوئے جاتے ہیں  
چھونے سے جس کے سینے میں میرے لو جاگ سکتی تو وہی ہے  
کچھ خواب میرے کچھ خواب تیرے  
یوں ملتے جاتے ہیں دل کھلتے جاتے ہیں لب گنگناتے ہیں



اے رام اے رام  
روم روم میں بسنے والے رام  
جگت کے سوامی اور انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
آس کا بندھن توڑ چکی ہوں، تجھ پر سب کچھ چھوڑ چکی ہوں  
ناتھ میرے میں کیوں سوچوں، ناتھ میرے میں کیوں سوچوں  
تو جانے تیرا کام

جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
اے روم روم میں بسنے والے رام  
تیرے چرن کی دھول جو پائے وہ کنکر ہیرا ہو جائے  
بھاگ میرے جو میں نے پایا ان چرنوں میں رام  
جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
روم روم میں بسنے والے رام

بھید تیرا کوئی پہچانے جو تجھ سا ہو وہ تجھے جانے  
تیرے کیے کو، ہم کیا دیویں بھلے برے کا نام  
جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں



جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی  
آنے والی صبح سے بیگانہ ہو کے جی

سب نفروں کا بوجھ ہے جب پڑے ہاتھ اک ٹکڑا  
 سن سن ارے بابو سن اس چچی میں بڑے بڑے گن  
 لاکھ دکھوں کی ایک دوا ہے کیوں نہ اجمائے  
 نوکر ہو یا مالک، لیڈر ہو یا پبلک  
 اپنے آگے سبھی جھکیں ہیں کیا راجہ کیا سینک  
 سن سن ارے راجہ سن اس چچی میں بڑے بڑے گن



ہم غم زدہ ہیں لائیں کہاں سے خوشی کے گیت  
 دیں گے وہی جو پائیں گے اس زندگی سے ہم



اب جان بلب ہوں شدت درد نہاں سے میں  
 ایسے میں تجھ کو ڈھونڈ کے لاؤں کہاں سے میں  
 زمیں ہمدرد ہے میری نہ ہمدرد آسمان میرا  
 ترا در چھٹ گیا تو پھر ٹھکانہ ہے کہاں میرا  
 قسم ہے تجھ کو ، تجھ کو قسم ہے  
 جذبِ دل نہ جائے رائیگاں میرا  
 یہی ہے امتحاں تیرا، یہی ہے امتحاں میرا

سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
 بکھرا کر زلفیں جھک جاؤ مجھ پر  
 ملنے دو سایہ تپتے بدن کو  
 میں نے ہمیشہ تیری امانت سمجھا ہے اپنے جان اور تن کو  
 تو ساتھ میرے میں ساتھ تیرے  
 روحوں کے روحوں سے جسموں کے جسموں سے  
 صدیوں کے ناتے ہیں  
 سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
 بانہوں میں تیری مستی کے گھیرے



مالش تیل مالش چپی  
 سر جو تیرا چکرائے یا دل ڈوبا جائے  
 آجا پیارے پاس ہمارے کا ہے گھبرائے  
 تیل میرا ہے مشکي گنج رہے ناخشکی  
 جس کے سر پر ہاتھ پھیر دوں چمکے قسمت اس کی  
 سن سن ارے بیٹا سن  
 اس چچی میں بڑے بڑے گن  
 لاکھ دکھوں کی ایک دوا ہے کیوں نہ اجمائے  
 سر جو تیرا چکرائے یا دل ڈوبا جائے  
 پیار کا ہووے جھگڑایا بزنس کا ہو رگڑا



نکلے تھے کہاں جانے کے لیے پہنچے ہیں کہاں معلوم نہیں  
 اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں  
 ہم نے بھی کبھی، ہم نے بھی کبھی اک خواب بہاراں دیکھا تھا  
 کب پھول جھڑے، کب گرد اٹھی کب آئی خزاں معلوم نہیں  
 اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں  
 دل شعلہ غم سے خاک ہوا کیا آگ لگی ارمانوں میں  
 کیا چیز جلی، کیوں سینے سے اٹھتا ہے دھواں معلوم نہیں  
 اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں  
 برباد وفا کا افسانہ ہم کس سے کہیں اور کیسے کہیں  
 خاموش ہیں لب اور دنیا کو اشکوں کی زباں معلوم نہیں  
 نکلے تھے کہاں جانے کے لیے پہنچے ہیں کہاں معلوم نہیں



دنیا کرے سوال تو ہم کیا جواب دیں  
 تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں  
 پوچھے کوئی کہ دل کو کہاں چھوڑ آئے ہیں  
 کس کس سے اپنے رشتہ جاں توڑ آئے ہیں

اک سمت محبت ہے اک سمت زمانہ ہے  
 اب ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے میں  
 میرا خیال تیری تمنا لیے ہوئے  
 دل بجھ رہا ہے آس کا شعلہ لیے ہوئے  
 حیراں کھڑی ہوئی ہے دورا ہے پہ زندگی  
 ناکام حسرتوں کا جنازہ لیے ہوئے  
 ایسے میں تجھ کو ڈھونڈ کے لاؤں کہاں سے میں  
 آواز دے رہا ہے دل خانماں خراب  
 سینے میں اضطراب ہے سانسوں میں تچ و تاب  
 اے روح عشق، جان وفا کچھ تو دے جواب  
 اب جاں بلب ہوں شدت دردِ نہاں سے میں



غم اس قدر بڑھے کہ میں گھبرا کے پی گیا  
 اس دل کی بے بسی پہ ترس کھا کے پی گیا  
 ٹھکرا رہا تھا مجھ کو بڑی دیر سے جہاں  
 میں آج سب جہان کو ٹھکرا کے پی گیا

مشکل ہو عرض حال تو ہم جواب دیں  
 تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں  
 پوچھے کوئی کہ درد وفا کون دے گیا  
 راتوں کو جاگنے کی سزا کون دے گیا  
 کہنے پہ ہو ملال تو ہم کیا جواب دیں  
 تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں  
 دنیا کرے سوال تو ہم کیا جواب دیں



جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں  
 بابو جی تم ایسا دل پاؤ گے کہاں  
 آئے ہیں دور سے ملنے حضور سے  
 ہم کو سزا نہ دو جی دل کے قصور سے  
 آدھی ہے رات ابھی باقی ہے بات ابھی  
 چھوڑو نہ ساتھ ابھی بابو جی جاتے ہو کہاں  
 جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں  
 دل تم پہ وار کے دنیا کو ہار کے  
 بیٹھے ہیں دیر سے جی راستے میں پیار کے  
 تھوڑی سی چاہ دے دو سینے میں راہ دے دو  
 دل کو پناہ دے دو بابو جی جاتے ہو کہاں

جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں  
 ملنے کی آس ہے جلوؤں کی پیاس ہے  
 سب ہے تمہارے لیے جودل کے پاس ہے  
 مجھ پہ اعتبار کرو جینا بے حال کرو  
 کچھ تو خیال کرو بابو جی جاتے ہو کہاں  
 بابو جی تم ایسا دل پاؤ گے کہاں



بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا  
 کبھی میری گلی میں نہ آنا  
 میری گلی میں آنے والے ہو جاتے ہیں غم کے حوالے  
 ان راہوں سے جو بھی گزرے سوچ سمجھ کر دل کو اچھالے  
 بڑے بڑے دل جہاں بنے نشانہ  
 بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا  
 چپکے چپکے نیناں لڑانا، نین لڑا کر دل کو لبھانا  
 دل لبھا کر پاس بلانا، پاس بلا کے خود گھبرانا  
 ارے تیرا جواب نہیں واہ  
 خود گھبرا کر آنکھ چرانا، آنکھ چرا کر دل کو جلانا  
 دل کو جلا کر ہوش بھلانا، ہوش بھلا کر ارے مجنوں بنانا  
 ان دیوانوں کا کیا کہنا آپ بلائیں اپنی قضا کو  
 اور پھر ہم سے مانگیں ہر جانہ

بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا  
کبھی میری گلی میں نہ آنا



یہ ہنستے ہوئے پھول  
یہ مہکا ہوا گلشن

یہ رنگ میں اور نور میں ڈوبی ہوئی راہیں  
یہ پھولوں کا رس پی کر مچلتے ہوئے بھنورے  
میں دوں بھی تو کیا دوں تمہیں اے شوخ نظارو  
لے دے کے مرے پاس کچھ آنسو ہیں کچھ آہیں



جاتی رات سہانی نہیں آنے والی  
آرزوؤں پہ جوانی نہیں آنے والی  
آ بھی جائے تو مری جان لہو میں تیرے  
پھر یہ گرمی ، یہ روانی نہیں آنے والی  
لٹ جا ہولٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
تیرے سامنے ہیں پیارے کئی جھومتے سہارے  
چھٹ پائے تو غموں سے چھٹ جا، لٹ جا ہولٹ جا  
ہو آگ تیری، ہو پیاس تیری، بھڑکے گی دبانے سے

ہو چھڑ گیسو، تھام بازو، کسی دلکش بہانے سے  
میرے حبیب آ جا، دل کے قریب آ جا  
ہو خوش نصیب آ جا، آ جا نہیں شرما  
لٹ جا لٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
ہو رات باقی، پر ساقی، بڑی نازک حسینہ ہے  
ہو چھوڑ توبہ، توڑ توبہ، آج پینا ہی جینا ہے  
لہرا کر جام لے لے، نام خیام لے لے  
جرات سے کام لے لے مت گھبرا  
لٹ جا ہولٹ یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
تیرے سامنے ہیں پیارے، کئی جھومتے سہارے  
لٹ جا لٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا



حسن حاضر ہے محبت کی سزا پانے کو  
کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو  
میرے دیوانے کو اتنا نہ ستاؤ لوگو  
یہ تو وحشی ہے تنہی ہوش میں آؤ لوگو  
بہت رنجور ہے یہ ، غموں سے چور ہے یہ  
خدا کا خوف کھاؤ بہت مجبور ہے یہ  
کیوں چلے آئے ہو بے بس پہ ستم ڈھانے کو

میرے جلوؤں کی خطا ہے جو یہ دیوانہ ہوا  
 نہیں مجرم یہ اگر ہوش سے بیگانہ ہوا  
 مجھے سولی چڑھا دو کہ شعلوں میں جلا دو  
 کوئی شکوہ نہیں ہے جو بھی چاہے سزا دو  
 بخش دو اس کو میں تیار ہوں مٹ جانے کو  
 پتھروں کو بھی وفا پھول بنا سکتی ہے  
 یہ تماشہ بھی سرعام دکھا سکتی ہے  
 لو اب پتھر اٹھاؤ زمانے کے خداؤ  
 تمہیں میں آزماؤں مجھے تم آزماؤ  
 اب دعا عرش پہ جاتی ہے اثر لانے کو  
 کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو



دل جو بھی کہے گمانیں گے  
 دنیا میں ہمارا دل ہی تو ہے  
 ہر حال میں جس نے ساتھ دیا  
 وہ ایک بچارہ دل ہی تو ہے  
 کوئی ساتھی نہ کوئی سہارا

کوئی منزل نہ کوئی کنارہ  
 رک گئے جس دل نے روکا  
 چل دیئے جس جگہ دل پکارا  
 ہم پیار کے پیا سے لوگوں کو  
 منزل کا اشارہ دل ہی تو ہے  
 اپنی زندہ دلی کے سہارے  
 ہم نے دن زندگی کے گزارے  
 ورنہ اس بے مروت جہاں میں  
 اور قبضے میں کیا ہے  
 ہر چیز ہے دولت والوں کی  
 مفلس کا سہارا دل ہی تو ہے



صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں  
 یار کوئی جلوہ ناز  
 بار بار اس طرف اٹھ رہی ہے نظر  
 کیا خبر کون سا راز پردے میں ہے  
 صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں ہے

ان اداؤں کو بھی کون سا نام دیں  
 ان کا احسان مانیں کہ الزام دیں  
 ہر کرم میں ستم ہر وفا میں جفا  
 ان کا ہر ایک انداز پردے میں ہے  
 صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں ہے



عرض شوق آنکھوں میں ہے عرض وفا آنکھوں میں ہے  
 تیرے آگے بات کہنے کا مزہ آنکھوں میں ہے  
 واقف ہوں خوب عشق کے طرزِ بیاں سے میں  
 کہہ دوں گا دل کی بات نظر کی زباں سے میں  
 میری وفا کا شوق سے تو امتحان تو لے  
 گزروں گا تیرے عشق میں ہر امتحان سے میں  
 اے حسن آشنا تیرے جلوں کی خیر ہو  
 بیگانہ ہو گیا ہوں غمِ دو جہاں سے میں  
 واقف ہوں خوب عشق کے طرزِ بیاں سے میں



قضا ظالم سہی یہ ظلم وہ بھی کر نہیں سکتی  
 جہاں میں قیس زندہ ہے تو لیلیٰ مر نہیں سکتی

یہ دعویٰ آج دنیا بھر سے منوانے کی خاطر آ  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ  
 ترے در سے میں خالی لوٹ جاؤں کیا قیامت ہے  
 تو میری روح کا کعبہ میری جان عبادت ہے  
 جبین شوق کے سجدوں کو اپنانے کی خاطر آ  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ  
 میری دیوانگی کی میری وحشت کی قسم تجھ کو  
 غرورِ عشق کی نازِ محبت کی قسم تجھ کو  
 زمانے کو وفا کی شان دکھلانے کی خاطر  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ



لو اپنا جہاں دنیا والو ہم اس دنیا کو چھوڑ چلے  
 جو رشتے ناتے جوڑے تھے وہ رشتے ناتے توڑ چلے  
 کچھ سکھ کے سنے دیکھ چلے کچھ دکھ کے سنے جھیل چلے  
 تقدیر کی اندھی گردش نے جو کھیل کھلائے کھیل چلے  
 ہر چیز تمہاری لوٹا دی ہم لے کے نہیں کچھ ساتھ چلے  
 پھر دوش نہ دینا اے لوگو ہم دیکھ لو خالی ہاتھ چلے



یہ راہ اکیلی کتنی ہے یہاں ساتھ نہ کوئی یار چلے  
اس پار نہ جانے کیا پائیں اس پار تو سب کچھ ہار چلے



دل جلے تو جلے غم پلے تو پلے  
کسی کی نہ سن گائے جا  
او جینے والے آگ سے آگ بجھالے  
جگ کی نہ سن پیار کی دھن  
جھوم کے گالے  
او جینے والے نکل آئے تارے  
چپ ہیں مگر تک کے سارے  
کہتے ہیں سارے  
دل جلے تو جلے غم پلے تو پلے  
کسی کی نہ سن گائے جا  
او جینے والے چھیڑ حسین ترانے  
بچھڑے جواب ملنا ہے کب  
کوئی نہ جانے  
دل جلے تو جلے.....



آنے والے ہو آنے والے  
بکھرا ہوا ہے رات کا جادو  
بکھری ہوئی زلفوں کی خوشبو  
دل کا اشارہ، دل کا اشارہ پہچان  
میں قربان اوڑپانے والے  
ترپانے والے رک جا کوئی دم  
پائل کی جھنکار میں کھو جا  
سپنوں کے سنسار میں کھو جا  
رہ جا یہیں پہ، رہ جا یہیں پہ مہمان  
کہا مان اوڑپانے والے  
ترپانے والے رک جا کوئی دم  
رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم  
ہو آنے والے، ہو آنے والے



سب کی خیر بابا سب کا بھلا  
دے دے بھوکے پیٹ کو روٹی کا ٹکڑا  
او جانے والے لیتا جا غریب کی دعا  
سب کی خیر ہو.....

جان کی بھی خیر تیرے مال کی بھی خیر  
ہمارے پاس ہے ہی کیا دعاؤں کے سوا  
سب کی خیر ہو.....

راج چاہیے نہ ہمیں تاج چاہیے  
فاقوں کے ستارے ہیں اناج چاہیے  
دلا دے کوئی پھٹا پرانا کپڑا  
سب کی خیر ہو.....

کھڑے ہیں بھکاری بنے تیرے سامنے  
ویسے تو بنایا تھا ہمیں بھی رام نے  
جو بھاگ ہی برے ہوں تو کسی سے کیا لگے  
سب کی خیر ہو بابا سب کا بھلا ہو



مرا تو کچھ بھی نہیں ہے میں روکے جی لوں گا  
مگر خدا کے لیے تم اسیر غم نہ رہو

ہوا ہی کیا جو زمانے نے تم کو چھین لیا  
یہاں پہ کون ہوا ہے کسی کا سوچو تو

مجھے قسم ہے مری دکھ بھری کہانی کی  
میں خوش ہوں میری محبت کے پھول ٹھکرا دو



دل سے ملا کے دل پیار کیجئے  
کوئی سہانا اقرار کیجئے  
اوشر مانا کیسا گھبرانا کیسا  
چینے سے پہلے مر جانا کیسا  
آنچلوں کی چھاؤں میں  
رس بھری فضاؤں میں  
اس زندگی کو گلزار کیجئے

دل سے ملا کے دل .....  
آتی بہاریں، جاتی بہاریں  
کب سے کھڑی ہیں باندھیں قطاریں

چھا رہی ہے بے خودی  
کہہ رہی ہے زندگی  
جی کی انگلیں بیدار کیجئے  
دل سے ملا کے دل .....

دل سے بھلا کے رسوائیوں کو  
جنت بنا لے تہائیوں کو  
آرزو جوان ہے

وقت مہربان ہے  
دل کو نہ ہوشیار کیجئے  
دل سے ملا کے دل .....

تقدیروں کو جوڑ دے ایسی کڑی آج تک نہیں ملی  
 آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی  
 پہنا ہو جائے وہ پورا جو ہم نے دیکھا یہ میرے دل کی دعا ہے  
 یہ پل جو بیت رہے ہیں ان کے نشے میں دل میرا گانے لگا ہے  
 ہم اسی خوشی کو ڈھونڈ رہے تھے یہی آج تک نہیں ملی  
 آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی



حسن سے ہے دنیا حسین  
 عشق سے ہے دل کا یقین  
 یہ جو نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 ہر دل میں ہے اک پردہ نشیں  
 حسن کی انگڑائیاں ہر نظارے میں  
 عشق کی پرچھائیاں ہر اشارے میں  
 اوجھل کہیں اور ظاہر کہیں  
 حسن سے ہے دنیا حسین  
 عشق سے ہے دل کا یقین  
 دھڑکنوں کی راگنی ان کے دم سے ہے  
 دلوں کی چاندنی ان کے دم سے ہے



پیار کر لیا تو کیا پیار ہے۔ خطا نہیں  
 تیری میری عمر میں کس نے یہ کیا نہیں  
 تیرے ہونٹ میرے ہونٹ سل گئے تو کیا ہوا  
 دل کی طرح جسم بھی مل گئے تو کیا ہوا  
 اس سے پہلے کیا کبھی یہ ستم ہوا نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 میں بھی ہوشمند ہوں تو بھی ہوشمند ہے  
 اس طرح جنکیں گے ہم جس طرح پسند ہے  
 ان کی بات کیوں سنیں جن سے واسطہ نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 دشمنوں کا خوف کیوں دوستوں کی لاج کیا  
 یہ وہ شوق ہے کہ جس سے کوئی بھی بچا نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 تیری میری عمر میں کس نے یہ کیا نہیں



آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی  
 اتنی سہانی ایسی میٹھی گھڑی آج تک نہیں ملی  
 اس کو جوگ کہیں یا قسمت کا لکھا ہم جو اچانک ملے ہیں  
 من چاہے ساتھی پا کے ہم سب کے چہرے دیکھو کیسے کھلے ہیں

چاہو تو لے لو جنت یہی  
حسن سے ہے دنیا حسیں  
عشق سے ہے دل کا یقین



تیرا پھولوں جیسا رنگ تیرے شیشے جیسے انگ  
پڑی جیسی ہی نظر میں تو رہ گیا رنگ

آتے جاتے کرے تنگ تیرے اچھے نہیں ڈھنگ  
میں تو کروں گی سگائی کسی دوسرے کے سنگ

میرے ہوتے کوئی اور کرے تیرے بارے غور  
یہ نہ ہو گا کسی طور چاہے چلیں چھریاں

سیدھے سیدھے ہاں کرتی ہے یا چلنا ہے تھانے  
تھانے جاتے جاتے مر گئے تجھ سے کئی دیوانے  
یونہی نخرے نہ کر تیری چوٹی کو پکڑ  
تجھے لاؤں گا میں گھر چاہے چلیں چھریاں

تیری باتیں ہیں عجب ہو لے ہونا ہے جو اب  
تجھے میری ہی قسم کہیں ڈھانا نہ غضب

تجھے چھوڑیں گے نہ ہم چاہے روکے ہمیں رب  
تو ہے اتنا ہی تنگ تو میں رنگی تیرے رنگ

لے میں چلی تیرے سنگ جا



تیرے چہرے سے نظر نہیں ہنتی نظارے ہم کیا دیکھیں  
تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی نظارے ہم کیا دیکھیں

گھلے بدن تیری تپتی نگاہوں سے  
شعلوں کی آج آئے بریلی راہوں سے

لگے قدموں سے آگ لپنتی نظارے ہم کیا دیکھیں  
تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی .....

رنگوں کی برکھا ہے خوشبو کا ساتھ ہے  
کس کو پتہ ہے اب دن ہے کہ رات ہے

لگے دنیا ہی آج سمٹتی نظارے ہم کیا دیکھیں  
تیرے چہرے سے نظر نہیں ہنتی .....

پلکوں پہ پھیلا تیری پلکوں کا سایہ ہے  
چہرے نے تیرے میرا چہرا چھپایا ہے

تیرے جلوؤں کی دھند نہیں چھنتی نظارے ہم کیا دیکھیں  
تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی .....



دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا  
دل پر کسی کا زور ہے دل کے آگے ہر کوئی ہارا

ہائے او میرے یارا

دل ملنے سے تیرا میرا میل ہے  
دل ملنا مقدروں کا کھیل ہے  
دل ملنے کا میلہ یہ جہان ہے  
تیرا عشق والا کوئی مانے یا نہ مانے بے کمان ہے  
دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا  
محبت ہر دل کا ارمان

محبت ہر دھڑکن کی جان  
کسی سے کر لے تو پہچان  
کس کو دے دے دل اور جان  
کسی کو رکھ دل میں مہمان  
کیسے  
کسی کے رہ دل میں مہمان

اچھا  
جوانی آتی ہے اک بار  
یہ موسم رہتا ہے دن چار  
ہائے ہائے

نہ کھونا اس رت کو بیکار  
نہیں نت کھلتا یہ گلزار  
کسی سے کر لینا اقرار  
کسی سے لے لینا اقرار  
کسی کی خاطر ہو بدنام  
یہی ہے دل والوں کا کام  
زمانہ چاہے دے الزام  
سمجھ ہر تہمت کو انعام  
کسی سے لے دل کا پیغام  
کسی کو دے دل کا پیغام  
دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا



شرمائے کا ہے، گھبرائے کا ہے  
سن میرے راجہ، ہو راجہ آ جا آ جا  
کچھ نہ سوچ متوالے، دل کی مان دل والے  
دنیا کا غم کرتا ہے کیوں، ملنے کی راتیں ہیں ڈرتا ہے کیوں  
کچھ نہ سوچ متوالے! دل کی مان دل والے  
جا کے یہ دن آئے نہیں آ تجھ کو دے دوں میں جنت یہیں  
شرمائے کا ہے گھبرائے کا ہے  
سن میرے راجہ، ہو راجہ، آ جا آ جا آ جا



ہم میں ہے کیا کہ ہمیں کوئی حینہ چاہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے

کس کی تقدیر میں ہیں اس کے مہکتے گیسو

کس کے گھر پھیلے گا اس مست نظر کا جادو

ان پریشاں سوالات میں کیا رکھا ہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے

اتنا دیوانہ نہ بن اے دل بے تاب سنبھل

وہ اگر مل بھی گئے تجھ سے تو اتنا نہ مچل

بے تعلق سی ملاقات میں کیا رکھا ہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے



میرے گھر آئی ایک منہی پری

چاندنی کی حسین رتھ پہ سوار

اس کی باتوں میں شہد جیسی مٹھاس

اس کی سانسوں میں عطر کی مہکار

ہونٹ جیسے کہ بھٹکے بھٹکے گلاب

گال جیسے کہ دہکے دہکے انار

میرے گھر آئی ایک منہی پری

اس کے آنے سے میرے آنگن میں

کھل اٹھے پھول گنگنائی بہار

دیکھ کر اس کو جی نہیں بھرتا

چاہے دیکھوں اسے ہزاروں بار

میرے گھر آئی ایک منہی پری

میں نے پوچھا اسے کہ کون ہے تو

ہنس کے بولی کہ میں ہوں تیرا پیار

میں ترے دل میں تھی ہمیشہ سے

گھر میں آئی ہوں آج پہلی بار

میرے گھر آئی ایک منہی پری

چاندنی کی حسین رتھ پہ سوار



(ع)

اس ریشی پازیب کی جھنکار کے صدقے

جس نے یہ پہنائی ہے اس دلدار کے صدقے

(م)

اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے  
ہر جلوہ تھا ایک شعلہ حسن یار کے صدقے

(ع)

جوانی مانگتی تھی یہ حسین شہکار برسوں سے  
تمنا بن رہی تھی دھڑکنوں کے ہار برسوں سے  
چھپ چھپ کے آنے والے تیرے پیار کے صدقے  
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے

(م)

جوانی سو رہی تھی حسن کی رنگین پناہوں میں  
چرا لائے ہم ان کے نازنین جلوے نگاہوں میں  
قسمت سے جو ہوا ہے اس دیدار کے صدقے  
اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے

(ع)

اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے  
نظر لہرا رہی ہے جسم پہ مستی سی چھائی ہے

(م)

دوبارہ دیکھنے کے شوق نے بالکل بچائی ہے

(ع)

دل کو جو لگ گیا ہے اس آزار کے صدقے  
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے

(م)

اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے



ہولاء بیت رستے میں پر ساتھ نہ اپنا چھوٹے  
ٹوٹے نہ محبت کی قسمیں اب چاہے قیامت ٹوٹے  
بیچھے بیچھے دنیا ہے آگے آگے ہم  
بڑھتے ہی جاتے ہیں قدم

کہاں کا سفر ہے کس کو خبر ہے ہم کو نہیں ہے کوئی غم



ساڈا چڑیاں دا چنبہ وے بابل اساں اڑ جانا  
ساڈی لمبی اڈاری وے بابل کھیڑے دیس جانا





مرنا تو سب کو ہے جی کے بھی دیکھ لے



میرے دلبر مجھ پر خفا نہ ہو  
کہیں تیری بھی کچھ خطا نہ ہو  
جو یہ دل دیوانہ چل گیا  
جو کسی کے رو کے رکا نہ ہو  
کسی سنگ در پہ جھکا نہ ہو  
تیرے در پر کیسے پھسل گیا  
جو یہ دل دیوانہ .....  
یہ نظر میں مستی گھلی گھلی  
یہ سنہری رنگت دھلی دھلی  
یہ گھنیری زلفیں کھلی کھلی  
جو نشہ ہے جو بھی سرور ہے  
وہ تیرے شباب میں ڈھل گیا  
جو یہ دل دیوانہ .....  
کہوں کیوں کہ دنیا رقیب ہے  
میرا اپنا دل ہی عجیب ہے  
نہ یہ دشمن ہے نہ حبیب ہے  
کبھی اپنوں سے بھی ہوا خفا  
کبھی بیگانوں سے بہل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....

میرے دل کی جانب نگاہ کر  
مجھے یوں نہ غم سے تباہ کر  
کبھی بھولے سے ہی نباہ کر  
ذرا سوچ کہ دنیا کہے گی کیا  
جو دیوانہ گھر سے نکل گیا  
جو یہ دل دیوانہ .....  
میرے دل کی جانب نگاہ کر  
مجھے یوں نہ غم سے تباہ کر  
کبھی بھولے سے ہی نباہ کر  
ذرا سوچ کہ دنیا کہے گی کیا  
جو دیوانہ گھر سے نکل گیا  
جو یہ دل دیوانہ .....



چاندی کا بدن سونے کی نظر اس پر یہ نزاکت کیا کہیے  
کس کس پہ تمہارے جلوؤں نے توڑی ہے قیامت کیا کہیے  
گستاخ زباں گستاخ نظر یہ رنگِ طبیعت کیا کہیے  
ایسے بھی کہیں اس دنیا میں ہوتی ہے محبت کیا کہیے  
آنچل کی دھنک کے سائے میں یہ پھول گلابی چہروں کے

گل بھی ہے گلشن بھی ہے اور تاروں کا جھرمٹ بھی  
اجی کیا کہیے

تم سے نظریں جو ملیں دین و دنیا سے گئے  
اس تمنا کے سوا ہر تمنا سے گئے  
مست آنکھوں سے جو پی، جام و مینا سے گئے  
زلف لہرائی جہاں ہم بھی لہرا سے گئے  
حدیریں ملتی ہیں کسے اس کی پروا سے گئے

اس وقت ہماری نظروں میں کیا چیز ہے جنت کیا کہیے  
چاندی کا بدن سونے کی نظر، اس پر یہ نزاکت کیا کہیے

یوں گرم نگاہیں مت ڈالو یہ جسم پگھل بھی سکتے ہیں  
اڑے نہیں کہیں روپ کی شبنم گرم نگاہ ڈالو کم کم  
آدابِ نظارا بھولے ہو تم لوگوں کی وحشت کیا کہیے

ہم وہ نادان نہیں خود کو بدنام کریں  
کوئی مرتا ہے مرے ہم پہ احسان نہیں  
ان سے کیوں بات کریں جن سے پہچان نہیں  
ان کو ارماں ہو تو ہو ہم کو ارمان نہیں

جن لوگوں کو تم ٹھکرا کے چلو وہ لوگ بھی قسمت والے ہیں  
تم جن کی تمنا کر بیٹھو ان لوگوں کی قسمت کیا کہیے  
دن رات دہائی دیتے ہیں یہ حال ہے ان دیوانوں کا

جب دیکھیں نئی صورت چل بیٹھیں یہی لیں گے  
جن کی خاطر غم سہے اور رو رو جان گنوائی  
ہائے ری قسمت ان کے منہ سے وہی دیوانے کہلائے

ان عاشقوں کے ہاتھ سے ہے زندگی بے کار  
ان کا کریں خیال کہ اپنا کریں خیال  
ہر لب ہے عرض شوق تو ہر آنکھ ہے سوال  
یہ غم سے برقرار ہیں وہ درد سے نہال

مری نیند گئی مرا چین گیا وہ جو پہلے تھی تب و تاب گئی  
یہی رنگ رہا یہی ڈھنگ رہا تو نہ جان یہ جان بیکار گئی

کسی کو خودکشی کا شوق ہو تو کیا کرے کوئی  
دوائے ہجر دے بیمار کو اچھا کرے کوئی  
کوئی بے وجہ سر پھوڑے تو کیوں پروا کرے کوئی  
کسی مجبور غم کا حال کیوں ایسا کرے کوئی  
مزا جب ہے کہ تم تڑپا کرو دیکھا کرے کوئی  
مرے ہیں ہم کہ تم پر خون کا دغوا کرے کوئی

جیتے بھی نہیں مرتے بھی نہیں بے چاروں کی حالت کیا کہیے  
چاندی کا بدن سونے کی نظر اس پر یہ نزاکت کیا کہیے

مٹ نہ پائے گا جہاں سے کبھی نفرت کا رواج  
 ہو نہ پائے گا کبھی روح کے زخموں کا علاج  
 سلطنتِ ظلم ، خدا وہم ، مصیبت ہے سماج  
 ذہن کو ایسے سلا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
 آج اس درجہ پلا دو.....



کہتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے کہہ کر بات نہ کھو بیٹھوں  
 یہ جو ذرا سا ساتھ ملا ہے یہ بھی ساتھ نہ کھو بیٹھوں  
 آج مجھے کہنا ہے  
 کب سے تمہارے رستے میں میں پھول بچھائے بیٹھی ہوں  
 کہہ بھی چکو جو کہنا ہے میں آس لگائے بیٹھی ہوں  
 کہہ بھی دو جو کہنا ہے  
 دل نے دل کی بات سمجھ لی اب منہ سے کیا کہنا ہے  
 آج نہیں تو کل کہہ لیں گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے  
 کہہ بھی دو جو کہنا ہے  
 چھوڑو اب کیا کہنا ہے



پڑ گئے جھولے ساون رت آئی رے  
 سینے میں ہوک اٹھے اللہ دہائی رے



آج اس درجہ پلا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
 بے خودی اتنی بڑھا دو کہ نہ کچھ یاد رہے

دوستی کیا ہے وفا کیا ہے محبت کیا ہے؟  
 دل کا کیا مول ہے احساس کی قیمت کیا ہے؟

ہم نے سب جان لیا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟  
 آج بس اتنی دعا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
 مفلسی دیکھی ، امیری کی ادا دیکھ چکے  
 غم کا ماحول ، مسرت کی فضا دیکھ چکے

کیسے پھرتی ہے زمانے کی ہوا دیکھ چکے  
 شمع یادوں کی بجھا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
 آج اس درجہ پلا دو.....

عشق بے چین خیالوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
 حسن بے روح اجالوں کے سوا کچھ بھی نہیں

زندگی چند سوالوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
 ہر سوال ایسے مٹا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
 آج اس درجہ پلا دو.....

چنچل جھونکے منہ کو چومیں

بوندیں تن سے کھلیں

پینگ بڑھے تو جھکتے بادل پاؤں کا چومن لے لیں

ہائے ہم کو نہ بھائیں سکھی ایسی گھٹائی رے

گیتوں کا یہ الہز موسم جھولوں کا یہ میلہ

ایسی رت میں ہمیں جھلانے آئے کوئی البیلا

تھامے تو چھوڑے نہیں نازک کلائی رے

پڑ گئے جھولے ساون رت آئی رے

سینے میں ہوک اٹھے اللہ دہائی رے



اوالیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

چھوڑی جو ڈالی ایک بار وہاں کب لوٹ کے آتا ہے

نیل گنگن ہے جھولا تیرا

ارے ارے جھولا نہیں آگنگن

نیل گنگن ہے آگنگن تیرا

دھنک ہے تیرا جھولا

اجلے پنکھوں کی ڈولی میں پھرے تو پھولا پھولا

چنچل چال نظر متوالی، روپ سہانا ہے

اوالیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

اس ڈالی سے نیچے آ کر بات ہماری سن لے

ہو پنچھی ہو

ساتھ ہی اپنا گھر، چل کر دانہ دیکا چن لے

ہو پنچھی ہو

آج تجھے مہمان بنا کر گانا ہنسا ہے

نہیں نہیں ہنسا گانا ہے

اوالیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

اوالیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

جانا ہے تو آ ہم تجھ کو پھولوں سنگ سجا دیں

ماٹھے تلک لگا دیں، پیروں میں جھانپھر پہنا دیں

ہو پنچھی ہو

پھر خوشی سے جانا تجھ کو جہاں جانا ہے

اوالیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

چھوڑی جو ڈالی ایک بار وہاں کب لوٹ کے آتا ہے



متوالاگی رے یہ کیسی ان بجھ آگ

متوارے

متوا، متوا متوا نہیں آئے

لاگی رے یہ کیسی ان بجھ آگ

بیاکل جیارا، بیاکل نیناں

اک اک چت سوسو بیناں

رہ گئے آپ لٹ گئی راہ  
متوا، متوا، متوا نہ آئے



آج ملو آن شام سانورے

آن ملو، آن ملو، آن ملو

برج میں رادھے کھوئی کھوئی پھرے

ہو کا نا ہو

آن ملو ہو آن ملو شام سانورے

بندراہن کی گلشن میں تم بن جیارا نہ لاگے

ہو جیارا نہ لاگے

گن گن تمری بات پنہارے

بیاکل بیاکل نیناں ابھاگے

ہو بیاکل نین ابھاگے

اب ہوئی ایسی دیشا ہے من کی کیا ہوئی رے پھر آگے

برج میں اکیلی رادھے کھوئی کھوئی پھرے

آج ہن جو نہ بھیجی موہن تینے کوئی خبر یا

ہو تینے کوئی خبر یا

ہو گئی ہے اک برج کی بالا رو رو بانوریا

ہو رو رو کر بانوریا

دھیر بندھا جا، دھیر بندھا جا

کھ دکھلا جا لوٹ آ گھر سنور یارے  
برج میں رادھے کھوئی کھوئی پھرے  
آج ملو آن ملو شام سانورے آن ملو



سونی سی لاگن میکے کی گلیاں

بھائے نا اب بھائے نا

بھائے نا اب جی کو بچپن کی سکھیاں

بھائے نا نینوں میں جھولے سہرے کی لڑیاں

من کو نہ بھائے جہاں کی گلیاں

ہر سانس پی کا سندیس لاگے رے

اب گھر کا آنگن بدلیں لاگے رے

ساجن !

ہائے رے ساجن کی ہو گئی، گوری ساجن کی ہو گئی

بڑھتی ہے پل پل اگنی لگن کی

بڑھتی ہے پل پل

نس نس کو مل بدن کی

ڈھتی ہے نس نس

ہم جانتے ہیں سب کے من کی

اب ہو چکی یہ اپنے جن کی

نہیر کا جیون

نیہر کا جیون سنیاں لاگے رہے  
اب گھر کا آگن بدلیں لاگے رہے  
ساجن کی ہوگئی، گوری ساجن کی ہوئی  
سونی سی لاگن میکے کی گلیاں



کہیں کہیں چھاؤں ہے، کہیں کہیں دھوپ ہے  
یہ بھی ایک روپ ہے وہ بھی ایک روپ ہے  
یہاں کھوئیں گے کئی یہاں پائیں گے  
راہی کئی ابھی جائیں گے کئی ابھی آئیں گے  
راہی اور راہی!

ہو کوئی آیا چک اٹھی کا یا کہ دل میرا بس میں نہیں  
شرماؤں لاکھ بل کھاؤں کہ جیسے پر بنا میں اڑتی جاؤں  
کہ دل میرا بس میں نہیں  
جس کے لیے زندگی پھول چنتی تھی  
جس کے لیے میں سدا خواب بنتی تھی  
راتوں کو میں دھڑکنیں جس کی سنتی تھی  
آیا وہ مرادیں لیے جادو بھری یادیں لیے  
ناچوں چل کر گاؤں کہ دل میرا بس میں نہیں  
موتی بھروں آج میں اپنے بالوں میں  
تاروں کی لو جاگ اٹھی نرم گالوں میں

آیا ہے دن آج کا کتنے سالوں میں  
سوچوں تو لہک اٹھوں  
پھولوں سے مہک اٹھوں  
ناچوں چل کر گاؤں کہ دل میرا بس میں نہیں  
ہو کوئی آیا چک اٹھی کا یا کہ دل میرا بس میں نہیں



اک تو یہ بیری سادون، دو بے میرا چنچل من  
اس پر یہ منہ زور جوانی کھلا جائے تن  
اوپائے میں کی کراں اوپائے میں کی کراں  
سائیں بہکیں زلفیں مہکیں آ جا آ جادل والے  
ہو دل والے  
نس نس جھٹکے، دل میں کھلے بڑھ کے مجھ کو  
پلنٹالے ہو پلنٹالے  
موسم پیار کا مٹھا درو جگائے دل میں آگ لگائے  
ہائے میں کی کراں اوپائے میں کی کراں  
چم چم چم، دم دم دھکے چنچل تن کا  
کیا کہنا ہو کیا کہنا  
جتنا لوٹا، اتنا بڑھتا جو بنیا من کا  
کہا کہنا ہو کیا کہنا  
من پہ زور دکھائے، آنچل ڈھولتا جائے

پاپی جو بنیاستائے اوبائے میں کی کراں  
اوبائے میں کی کراں



ہو میلہ، ہو میلہ

جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے، ہو میلہ  
کوئی آئے کوئی جائے، کوئی روئے، کوئی گائے  
کوئی کھوئے کوئی پائے، میلہ رکنے نہ پائے  
میلہ جگ والا میرے ساتھ چلتا رہے، ہو میلہ  
مسکاتے چہروں کی یہ نئی نویلی جوڑی  
بندھی رہے گی جو نہی جب تک ڈوری نہ توڑی  
کوئی رشتہ ہے کوئی ناتا ہے ڈوری کھونے سے  
سب کھو جاتا ہے

تھام کے رکھنا ڈور سدا جو پریم کا کھیل ہے کھیلا  
میلہ، میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
میلہ کوئی آئے کوئی جائے، میلہ رکنے نہ پائے

ٹوٹ گئی جب ڈوری پھر پکھڑے کون ملائے  
سوچوں، ماتھا پنکوں پر کچھ بھی سمجھ نہ آئے  
ڈوری یادوں کی ڈوری بچپن کی  
ڈوری سانسوں کی ڈوری جیون کی  
ڈوری ملے تو مان لوں میلہ نہیں تو دکھ کا ریلا

میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
ہو میلہ ہو میلہ.....



ہو ہو ہو

ہو میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
کوئی آئے، کوئی جائے، کوئی روئے، کوئی گائے  
کوئی کھوئے کوئی پائے میلہ رکنے نہ پائے  
میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے، ہو میلہ  
بھولا ہوا مسافر منزل کو نہ پہچانے  
جس دل سے دل باندھا اس دل کو نہ پہچانے  
یاری دو دن کی یارا نہ جیتے گا  
دیکھے اب چاہے مرضی مالک کی  
قہر کرے تو خاک ہے سب کچھ  
مہر کرے تو میلہ  
میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے ہو میلہ  
ہو میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے



دلدار کے قدموں میں  
دلدار کے قدموں میں دل ڈال کے نذرانہ  
محفل سے اٹھا دیجئے کہنے لگا دیوانہ کیا؟

اب آگے تیری مرضی ہو آگے تیری مرضی  
 ہو موروں سے سیاں ، ہو موروں سے بالما بیدردی  
 آگے تیری مرضی آگے تیری مرضی  
 سجنوا آگے تیری مرضی  
 آگے مرضی تیری پیہر دا آگے تیری مرضی  
 نہ پوچھ ہم سے کہ کیوں سو گوار بیٹھے ہیں  
 تیری اداؤں پہ ہم دل کو وار بیٹھے ہیں  
 لبوں پر جان ہے اور بے قرار بیٹھے ہیں  
 نگاہ نیچی کیے امیدوار بیٹھے ہیں  
 سچی

آگے تیری مرضی  
 ہو رسیا آگے تیری مرضی ہو چھلیا آگے تیری مرضی  
 بدلے میں محبت کے جذبات کا طوقاں ہے  
 جینے کی بھی حسرت ہے مرنے کا بھی ارماں ہے  
 اب آگے تیری مرضی  
 ہو جلی آگے تیری مرضی  
 ارے مزدنی آگے تیری مرضی



خالی ڈبہ خالی بوتل، خالی ڈبہ خالی بوتل  
 بڑا بڑا سر خالی ڈبہ بڑا بڑا تن خالی بوتل  
 وہ بھی آدھے خالی نکلے جن پہ لگا تھا بھرے کا لیبل

ہم نے اس دنیا کے دل میں جھانکا ہے سو بار  
 لے خالی ڈبہ ، خالی بوتل لے لے میرے یار  
 خالی سے مت نفرت کرنا خالی سب سنسار  
 خالی کی گارنٹی دوں گا بھرے ہوئے کی کیا گارنٹی  
 شہد میں گڑ کے میل کا ڈر گھی کے اندر تیل کا ڈر  
 تمباکو میں بھات کا خطرہ ، سنٹ میں جھوٹی باس کا خطرہ

مکھن میں چربی کی ملاوٹ کیسر میں کاغذ کی سلاوٹ  
 مرچی میں اینٹوں کی گھسائی آٹے میں پتھر کی پسائی  
 دسکی اندر ٹھہر گھلتا ربڑی بیج بلائنگ تلتا  
 کیا جانے کس چیز میں کیا ہو گرم مصالحہ لید بھرا ہو  
 خالی کی گارنٹی دوں گا بھرے ہوئے کی کیا گارنٹی  
 کس دھپتا میں پڑا ہے پیارے جھاڑ دے پاکٹ کھول دے انٹی

چھان پیس کر خود بھر لینا آؤ جو کچھ ہو درکار  
 خالی سے مت نفرت کرنا خالی سب سنسار



آج جہن موہے انگ لگا لو جہن سہل ہو جائے



اپنے چہرے سے وہ پردہ تو اٹھا دیتے ہیں  
رنگ گلزار کے پھولوں کا اڑا دیتے ہیں  
میکدے ان کی نگاہوں میں بے رہتے ہیں  
وہ جسے دیکھ لیں مستانہ بنا دیتے ہیں  
بے وفاؤں سے وفاؤں کا صلہ دیتے ہیں  
کیسے بے درد ہیں کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں  
ایسے بیٹھے ہیں کہ جیسے ہمیں دیکھا ہی نہیں  
یہی انداز تو دیوانہ بنا دیتے ہیں  
لعل و گوہر سے حسینوں کو سجا دیتے ہیں  
قدر داں یونہی محبت کا صلہ دیتے ہیں  
عشق کیا ہے یہ شہنشاہ سے پوچھے کوئی  
حسن کو خنفت حکومت پہ بٹھا دیتے ہیں  
آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں  
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں



کہنا اک دیوانہ تیری یاد میں آہیں بھرتا ہے  
لکھ کر تیرا نام زمیں پر تجھ کو سجدے کرتا ہے



سکھی ری

برہا کے دکھڑے سہہ سہہ کر  
جب رادھے بے سدھ ہولی  
تو اک دن اپنے من موہن سے جا کر یوں بولی  
آج جہن موہے انگ لگا لو جہن سہل ہو جائے  
ریدھے کی پیڑا برہا کی گنی سب سیتل ہو جائے  
آج جہن موہے انگ لگا لو جہن سہل ہو جائے  
کئی جگ سے ہیں جاگے مورے نین ابھاگے  
کہیں جیانہ لاگے بن تورے  
سکھ دکھ نہیں آگے  
دکھ پیچھے پیچھے بھاگے جگ سونا سونا لگے بن تورے  
پریم سدھا مورے سنوریا، سنوریا  
پریم سدھا اتنی برسا دو کہ جگ جل تھل ہو جائے  
آج جہن موہے انگ لگا لو جہن سہل ہو جائے  
موہے اپنا بنا لو موری بانہہ پکڑ  
میں ہوں جہن جہن کی داسی  
موری پیاس بجھا دو من ہر گردھر  
من ہر گھر دھر انتر گت تک پیاسی  
پریم سدھا مورے سنوریا، سنوریا  
پریم سدھا اتنی برسا دو کہ جگ جل تھل ہو جائے

چاک گریبان خاک بسر پھرتا ہے سونی راہوں میں  
سایوں کو لپٹاتا ہے اور لیلیٰ لیلیٰ کرتا ہے  
لکھ کر تیرا نام.....

خود کو بھول گیا ہے لیکن تیری یاد نہیں بھولا  
دل کے جتنے زخم ہیں ان میں تیرا عکس ابھرتا ہے  
(ع)

کہنا میرے دیوانے سے لیلیٰ تیری امانت ہے  
تیری بانہوں میں دم دے گی تو جس کا دم بھرتا  
دل کے جتنے زخم ہیں ان میں تیرا عکس ابھرتا ہے  
(م)

صدقہ جاؤں اس قاصد پر جس سے یہ پیغام ملا  
میرا قاتل میرا مسیحا اب بھی مجھ پر مرتا ہے  
میرا مسیحا میرا قاتل اب بھی مجھ پر مرتا ہے



وہ زندگی جو تھی اب تک تری پناہوں میں  
چلی ہے آج بھٹکنے اداس راہوں میں

تمام عمر کے رشتے گھڑی میں خاک ہوئے  
نہ ہم ہیں دل میں کسی کے نہ ہیں لگا ہوں میں  
وہ زندگی جو تھی اب تک تیری پناہوں میں  
کسی کو اپنی ضرورت نہ ہو تو کیا کیجئے  
نکل پڑے ہیں سمنے قضا کی بانہوں میں  
وہ زندگی جو تھی اب تک تیری پناہوں میں  
چلی ہے آج بھٹکنے اداس راہوں میں



ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا  
جھولیاں بھر گئیں سب کی کوئی خالی نہ گیا  
تیرے دربار میں جو بھی پریشاں ہو کے آئے  
دعا کیں لے کے جائے اور مرادیں لے کے جائے  
تو رحمت کا فرشتہ ہے تو اجڑے گھر بسائے  
تو روحوں کا مسیحا ہے تو ہر غم کو مٹائے  
اہل دل اہل محبت پہ عنایت ہے تری  
تو نے ڈوبوں کو ابھارا ہے یہ شہرت ہے تری  
انکھی شان تیری، نرالی آن تری  
تو مستی کا خزانہ ترا ہر دل دیوانہ  
تو محبوب خدا ہے تو ہر غم کی دوا ہے

تبھی تو سب کہتے ہیں  
کہتے ہیں ، کہتے ہیں

ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا  
جھولیاں بھر گئیں سب کی کوئی خالی نہ گیا  
جمال یار دیکھا ہے رخ دلدار دیکھا ہے  
کسی کا نازیں جلوہ سر دربار دیکھا ہے  
تمناؤں کے صحرا میں حسین گزار دیکھا ہے

جب سے دیکھا ہے تجھے دل کا عجب عالم ہے  
جان و ایمان بھی اگر نذر کروں تو کم ہے

ہاں جو سننے میں آیا تجھے ویسا ہی پایا ہے  
تو ارمانوں کا ساحل تو امیدوں کی منزل  
تو ہر بگڑی بنائے تو پچھڑوں کو ملائے

تبھی تو سب کہتے ہیں ، کہتے ہیں ، کہتے ہیں  
ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا



الہیور تیر و نام اللہ تیر و نام  
سب کو سمنتی دے بھگوان  
اللہ تیر و نام

مانگ سے آج سندور نہ چھوٹے  
ماں ، بہنو کی آس نہ ٹوٹے

تیر و بنا داتا بھٹکے نہ پران  
سب کو سستی دے بھگوان  
اللہ تیر و نام

نزل ، کوئل دینے والے  
بلوانوں کو دے دے گیان  
سب کو سستی دے بھگوان

اللہ تیر و نام  
الہیور تیر و نام  
اللہ تیر و نام



ہو آنے والے رک جا کوئی بل  
رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم  
ہو آنے والے رک جا کوئی دم

ہو آنے والے ، ہو آنے والے

آ میں تجھ کو آنکھوں میں بہا لوں

رنگ بھرے آنچل میں چھپا لوں

تجھ پہ لوٹا دوں ، اونا دان ، اوشر مانے والے

رک جا کوئی دم

رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم



جیسے کسی پر بت پرست جائیں  
دو بادل تنہا اڑتے اڑتے  
ع۔م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں آج مل کے



ریشمی شلوار کرتا جالی کا  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
جارے پیچھا چھوڑ مجھ متوالی کا،  
کا ہے ڈھونڈے راستہ کو توالی کا  
جب جب تجھ کو دیکھوں میرے دل میں چھریں مہلجیاں  
کروں گا تیرا پیچھا چاہے لگ جائیں ہتھکڑیاں  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
میں ہوں ..... مجھے سمجھ نہ ایسی ویسی  
بڑوں بڑوں کی میں نے کر دی ایسی تپسی  
تو ہے کس تھالی کا، کا ہے ڈھونڈے راستہ کو توالی کا  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
روپ ترے کا لٹکا میرے دل کو دے گیا جھٹکا  
رنگ بھرے ہاتھوں سے ذرا کھول دے پٹ گھونگھٹ کا  
دل کا دل والی کا روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
جارے پیچھا چھوڑ مجھ متوالی کا

خوش ہیں یوں آج مل کے  
م۔م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
جیسے کسی سنگم پر مل جاتیں دو ندیاں تنہا بہتے بہتے  
ع۔م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
جیسے کسی سنگم پر مل جائیں دو ندیاں تنہا بہتے بہتے  
م۔م۔ مڑ کے کیوں دیکھیں  
ع۔م۔ پیچھے چاہے کچھ ہی ہو  
م۔م۔ چلتے ہی جائیں  
ع۔م۔ نئی منزلوں کو  
م۔م۔ رستے آساں ہیں  
ع۔م۔ نہیں آج ہم دو  
تو میری بانہوں میں، میں تیری بانہوں میں  
لہرائیں راہوں میں  
م۔م۔ چلیں جھوم کے ہم اور تم  
ع۔م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
ع۔م۔ زلفوں کو کھلنے دو، سانسوں کو گھلنے دو  
دل سے دل جڑنے دو  
م۔م۔ دیوانے ہو جائیں، تھوڑے سے کھو جائیں  
مل کے یوں سو جائیں



دکھ اور سکھ کے راستے بنے ہیں سب کے واسطے  
جو غم سے ہار جاؤ گے تو کس طرح بھاؤ گے  
خوشی ملے ہمیں کہ غم جو ہو گا بانٹ لیں گے ہم  
مجھے تم آزماؤ تو ، ذرا نظر ملاؤ تو  
یہ جسم دو سہی مگر دلوں میں فاصلہ نہیں  
جہاں میں ایسا کون ہے کہ جس کو غم ملا نہیں  
تمہارے پیار کی قسم تمہارا غم ہے میرا غم  
جو مجھ سے بھی چھپاؤ گے تو پھر کسے بتاؤ گے  
میں کوئی غیر تو نہیں دلاؤں کس طرح یقین  
کہ تم سے میں جدا نہیں ہوں مجھ سے تم جدا نہیں

تم سے میں جدا نہیں

مجھ سے تم جدا نہیں



پر بھو تیر و نام دیہائے پھل پائے  
سکھ لائے تیرا نام  
تیری دیا ہو جائے تو داتا جیون دھن مل جائے

مل جائے سکھ لائے تیر و نام  
جو دیہائے پھل پائے سکھ لائے تیر و نام  
تو دانی تو استریا می  
تیری کرپا ہو جائے تو سوامی  
ہر گیزی بن جائے  
جیون دھن مل جائے ، مل جائے  
مل جائے سکھ لائے تیر و نام  
بس جائے مورا سونا انگنا  
کھل جائے مرجھایا سنگنا  
جیون میں رس لائے  
جیون دھن مل جائے  
پر بھو تیر و نام جو دیہائے پھل پائے  
سکھ لائے تیر و نام



نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے  
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پہچانتا ہوں خوب تمہاری نظر کو میں  
جانے نہ دوں گا ہاتھ سے دل اور جگر کو میں  
دل ایسی شے نہیں ہے جو قابو میں رہ سکے  
سمجھاؤں کس طرح سے کسی بے خبر کو میں

آئی ہے ان کے چاند سے چہرے کو چوم کر  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں

جو ظلم بے حساب کیا اس نگاہ نے  
رسوا کیا ، خراب کیا اس نگاہ نے  
اک کام لا جواب کیا اس نگاہ نے  
اک کام لا جواب کیا اس نگاہ نے  
جو تجھ کو انتخاب کیا اس نگاہ نے  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش فتنہ  
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے  
اب تو ہی کہو کہ کیا جی چاہتا ہے

وہ سدا دور دور رہتا ہے  
ناصح تو درست کہتا ہے

ان پہ مرنے سے کچھ نہیں حاصل  
آہیں بھرنے سے کچھ نہیں حاصل  
بے مروت ہے بے وفا ہے وہ  
میرے دشمن کا آشنا ہے وہ  
اب اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے  
یہ بھرم توڑنا ہی بہتر ہے

ہائے پر کیا کریں طبیعت کو

جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں  
کب آؤ گے ارے بھی کب آؤ گے  
مر جائیں تب آؤ گے کب آؤ گے  
تھم تھم برستے ہیں شرابی بادل  
تم اب بھی نہ آؤ گے تو کب آؤ گے  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں



دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
ملاقات ہوگئی  
گو دور ہی سے بات ہوئی ، بات ہوگئی  
بات ہوگئی  
ان سے ہمارا کوئی تعلق تو بن گیا  
بگڑے گی وہ اگر تو کوئی بات ہوگئی  
کوئی بات ہوگئی  
دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
جی چاہتا ہے مان ہی لیں اب خدا کو ہم  
جس کا یقین نہ تھا وہ کرامات ہوگئی  
دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
گو دور ہی سے بات ہوئی ، بات ہوگئی

حسن کا ناز ہی کیا حسن تو ڈھل جاتا ہے

بہار حسن سلامت ، خزاں سے پوچھو ذرا  
ہم اپنے چہرے سے پردہ اٹھا تو دیں لیکن  
غریب چاند ستاروں کا حال کیا ہو گا  
مقابلہ ہے تو پھر دیر کیا ہے تیر چلا  
تو یہ نہ سوچ کہ یاروں کا حال کیا ہو گا



اتنی نازک نہ بنو اتنی بھی نازک نہ بنو  
حد کے اندر ہو نزاکت تو ادا ہوتی ہے  
حد سے بڑھ جائے تو آپ اپنی سزا ہوتی ہے  
اتنی نازک نہ بنو اتنی بھی نازک نہ بنو  
جسم کا بوجھ اٹھائے نہیں اٹھاتا تم سے  
زندگانی کا کڑا بوجھ سہو گی کیسے  
تم جو ہلکی سی ہواؤں میں لپک جاتی ہو  
تیز جھونکوں کے تھپڑوں میں رہو گی کیسے  
اتنی نازک نہ بنو ، اتنی بھی نازک نہ بنو  
یہ نہ سمجھو کہ ہر اک راہ میں کلیاں ہوں گی  
راہ چلنی ہے تو کانٹوں پہ بھی چلنا ہو گا  
یہ نیا دور ہے اس دور میں جینے کے لیے



ادا بجلی ، بدن شعلہ ، بھنویں خنجر ، نظر قاتل  
غلط کیا ہے ، اگر دنیا سمجھتی ہے ہمیں قاتل

نگاہ ناز کے ماروں کا حال کیا ہو گا  
نہ بچ سکے تو بیچاروں کا حال کیا ہو گا  
ہمیں نے عشق کے قابل بنا دیا ہے تمہیں  
ذرا دیکھو

ہمیں تہ ہوں تو نظاروں کا حال کیا ہو گا  
ہمارے حسن کی بجلی چمکنے والی ہے  
نہ جانے آج ہزاروں کا حال کیا ہو گا  
نگاہ ناز کے ماروں کا حال کیا ہو گا  
بہار حسن سلامت ، خزاں سے پوچھو ذرا  
کہ چار دن میں بہاروں کا حال کیا ہو گا  
رنگ پر ناز نہ کر ، رنگ بدل جاتا ہے  
واہ واہ

یہ وہ مہماں ہے جو آج آتا ہے کل جاتا ہے  
عشق پر ناز کرے کوئی تو کچھ بات بھی ہے

حسن کو حسن کا انداز بدلنا ہو گا  
 اتنی نازک نہ بنو، اتنی بھی نازک نہ بنو  
 کوئی رکتا نہیں ٹھہرے ہوئے راہی کے لیے  
 جو بھی دیکھے گا وہ کترا کے گذر جائے گا  
 ہم اگر وقت کے ہمراہ نہ چلے پائے  
 وقت ہم دونوں کو ٹھکرا کے گذر جائے گا  
 اتنی نازک نہ بنو، اتنی بھی نازک نہ بنو



میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 ضد ٹوٹ گئی انکار کی، رت جاگ اٹھی دیدار کی  
 تم آج مرے نزدیک ہو یہی جیت ہے میرے پیار کی  
 دل لے کے غم دے کے شرمائے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 تم میرا حسین ارمان ہوا کھوئی ہوئی پہچان ہو  
 کل غیروں کے مہمان تھے آج اس گھر کے مہمان ہو  
 دنیا کے دکھ پا کے گھر آئے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 میرے دل پہ تمہارا ہاتھ ہے کیسی پگھلی ہوئی یہ رات ہے

کل تک جو نظر مغرور تھی وہی شوق بھری سوغات ہے  
 ترسا کے تڑپا کے پچھتائے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو



کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں  
 اک شمع تنہا ساتھ تو ہے  
 کچھ اور سہارا ہو کہ نہ ہو  
 ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ تو ہے  
 کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں  
 کیا جانے کتنے دیوانے  
 گھر پھونک تماشہ دیکھ چکے  
 جس پیار کی دنیا دشمن ہے  
 اس پیار میں کوئی بات تو ہے  
 کچھ اور سہارا ہو کہ نہ ہو  
 ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ تو ہے  
 کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں





بولو دھند میں دھوپ کس نے ڈالی ہے  
کیسے مل کر سینوں کا جادو چلتا ہے  
کیسے سورج اگتا ہے چندا ڈھلتا ہے  
تم کو سب معلوم ہے ٹیچر، ہم کو بھی بتاؤ نا  
سات سمندر پار اک ست رنگا سنسار  
اس کا جادو منتر دانہ ہے پریوں کا سردار  
اس کو آتے کھیل ہزار  
کرتا ہے سب بچوں سے پیار  
جانے، جانے، جانے وہی جانے  
ہوا چلے کیسے ہوا چلے کیسے



دے دے اللہ کے نام پہ دے دے  
انٹرنیشنل فقیر آیا ہے  
تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے  
دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
ارے قیص نہیں تو قیص کا کار چلے گا  
لیکن دے دے انٹرنیشنل فقیر کو  
شیخ، برہمن، ملاں، قاضی، پانڈے  
سب ہیں اک مائی کے بھانڈے  
وید وہی، قرآن وہی ہے

ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
گھٹا اڑے کیسے، گھٹا اڑے کیسے  
نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
تھام کر اک پگھڑی کا ہاتھ چپکے چپکے  
پھول سے اتنی بھی کی کیا بات چپکے چپکے  
آ ذرا قریب آ، وہ شاید دے بتا  
ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
پریتوں کے سر پہ بھگی گھٹائیں  
ڈالیوں کو چھوتی ٹھنڈی ہوائیں  
ہم اس لے پہ گاتے ہی جاکیں  
مستیوں میں ڈوبی دل کی صدا کیں  
کہو کون بوجھے کون لائے کہاں سے لائے  
بولو کہاں کو جائے تم بھی سوچو میں بھی سوچوں

مل جل کے بوجھیں پہیل  
ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
بولو برف کی چادر کس نے ڈالی ہے

رام وہی رحمان وہی ہے

کہاں چھپ گیا ہے تو کھنور

دیکھ تیرے چاہنے والے در در بھٹک رہے ہیں

چھالے پڑ گئے ہیں پاؤں میں

گورے اتے کالے اتے پورب پچھتم والے اتے

سب میں اسی کا نور سایا

کون ہے اپنا، کون پرایا

سب کو پر نام تجھ کو اللہ رکھے

دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے

میں پردہ سن راہ نہ جانوں

بڑھتے غم کی تھاہ نہ جانوں

لوگ پرانے دیں بیگانہ

کہیں ملا نہ تیرا ٹھکانہ

صبح سے ہو گئی شام تجھ کو اللہ رکھے

دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے

تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے



ع۔ چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا، یارا میں نے تو ہاں کر لی

م۔ اب چاہے سر پھونے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

ع۔ اب چاہے سر پھونے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھر لی

ع۔ م۔ یاری چھوٹے نا، ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی

م۔ تو ہے مدت سے دل میں سمائی

ع۔ کب کہا میں نے میں ہوں پرائی

م۔ جب تجھے میں نے دیکھا دہائی

ع۔ میں اسی وقت قدموں میں آئی

م۔ برف کے فرش پر

ع۔ پیار کے عرش پر

م۔ ہو چاندنی کے تلے

ع۔ جب ملے تھے گلے

م۔ جسم لہرائے تھے، ہونٹ تھرائے تھے

تب یہ لی تھی قسم اب نہ پھڑپھڑیں گے ہم

ع۔ اب چاہے کانٹے ملیں یا کلیاں، یارا میں نے تو ہاں کر لی

م۔ اب چاہے لگ جائیں ہتھکڑیاں میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھر لی

م۔ لاکھ دیواریں دنیا اٹھائے

ع۔ اب قدم ایک بیٹنے نہ پائے

م۔ پیار پر کوئی تہمت نہ آئے

ع۔ چاہے دھرتی پھٹے

م۔ چاہے امبر پھٹے

ع۔ ڈور ٹوٹے نہ اب

م۔ ہوساتھ چھوٹے نہ اب

ع۔ جان جائے تو کیا، موت آئے تو کیا

پیار زندہ رہے، یار زندہ رہے

اب چاہے گھر چھوٹے یا سکھیاں یارا میں نے تو ہاں کر لی

م۔ ارے بھی

اب چاہے رب روٹھے یا دنیا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھر لی

اب چاہے ماں روٹھے یا پاپا میں نے تو ہاں کر لی



ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دوباتیں

میں پیار کا شوخ پھول ہوں

عقل مرٹے ایسی بھول ہوں

گھلی گھلی، گھلی ہیں راتیں

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دوباتیں

چپ ہو کس لیے بات تو کرو

ہنس نہ پاؤ تو آہیں بھرو

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دوباتیں

دل کو پیار سے بھر کے دیکھ لو

نہ حسین بھول کر کے دیکھ لو

گھلی گھلی، گھلی راتیں



بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیئے

تیرا روپ لشکارے مارے

ریشمی دوپٹے والیئے

توبہ توبہ یہ گورا رنگ آفت ہے

بلے بلے ہم ہی میں عیب کیا ہے

تجھے کسی کا تو ہے گھر بسانا ہم ہی میں عیب کیا ہے

توبہ توبہ کہ میں نہ تیرے گھر جاؤں

چاہے پڑ جائے تھانے جانا بلے گوریئے سو ہیئے

بلے بلے بوڑھی ہو کر ترسے گی

کوئی آئے گا نہ ہاتھ پکڑنے

بوڑھی ہو کر ترسے گی کہ جا جا، جا کہ ترے جیسے لاکھوں ہیں

کئی آئیں گے ناک رگڑنے

تیرے جیسے لاکھوں ہیں

بلے بلے ریشمی دوپٹے والیئے

تیرا روپ لشکارے مارے

جوانی پھر نہ آئے، کرے گی ہائے ہائے

میرا غم تو کیوں کھائے تجھے کیوں نیند نہ آئے

جو تجھ پہ آنکھ ٹکائے وہ تیرا مان بڑھائے  
 تو چاہے مر بھی جائے یہ جٹی ہاتھ نہ آئے  
 نہ جب تک ہاں کہلائے یہ جٹ واپس نہ جائے  
 جو مجھ کو ہاتھ لگائے وہ اپنا سر تروائے  
 بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیے  
 تیرا روپ لشکارے مارے  
 ریشمی دوپٹے والیے



ادھر آ، آ، آ بھی جا  
 چلی کہاں آج جانے نہیں دوں گا ہومہ پارہ  
 ہاتھ چھوڑنے نہیں دوں گا  
 دلبر دل آرا فیصلہ ہے یہ میرا  
 ادھر آ، آ، آ بھی جا  
 ہر رات اک تارہ حبیب اپنے ساتھ ہے  
 لیکن یہ رات تیرے مقدر کی رات ہے  
 آ جا اوحینہ نازیناں پاس آ  
 ڈرنے یہ ہے تیری خوش نصیبی مان جا  
 کھڑی کھڑی سوچے کیا  
 آ یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
 ادھر آ، آ، آ بھی جا

فرصت نہیں جو حسن کی تکرار سن سکیں  
 عادت نہیں ہے ہم کو کہ انکار سن سکیں  
 جانم بول تیرا مول کیا ہے دوں گا میں  
 سن لے آج تجھ کو پا کے ہی دم لوں گا  
 کھڑی کھڑی سوچے کیا  
 آ جا یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
 ادھر آ، آ، آ بھی جا



میں بمبئی کا بابو نام مرا انجانا  
 انگلش دھن پہ گاؤں میں ہندوستانی گانا  
 یہ دنیا اس کی جو دنیا سے کھیلے  
 سختی ہو یا نرمی ارے ہنستے ہنستے جھیلے  
 سن لو، اجی سن لو یہ جادو کا ترانہ  
 میں بمبئی کا بابو نام میرا انجانا  
 کچھ ہیں دولت والے کچھ ہیں طاقت والے  
 اصلی والے وہ ہیں ارے جو ہیں ہمت والے  
 سن لو اجی سن لو یہ جادو کا ترانہ  
 میں بمبئی کا بابو نام میرا انجانا  
 آیا ہوں میں روس اور چین میں جا کے  
 کام کی بات بتادی میں نے کامیڈی گانا گائے



ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
گالوں کو چومے کبھی جھینٹیں اڑائے

ٹپ ٹپ

چلی نہ جائے چال چکوں جیسے ڈال  
سادھی بھیگی، چولی بھیگی، بھیکے گورے گال  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
موہے ہار سنگار پانی جل کر دھار  
کھلی سڑک پہ لٹ گئی میں الیلی نار  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
پاؤں پھسلتا جائے تن ہچکولے کھائے  
ایسے میں جو ہاتھ پکڑے من اسی کا ہو جائے  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے

ٹپ ٹپ



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ایک انجان مسافر سے ملاقات کی رات

ہائے جس رات مرے دل نے دھڑکنا سیکھا  
میری تقدیر سے نکلی وہی صدمات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

دل نے جب پیار کے رنگین فسانے چھیڑے  
آنکھوں آنکھوں میں وفاؤں کے ترانے چھیڑے  
سوگ میں ڈوب گئی، آج وہ نعمت کی رات

زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

روٹھنے والی مری بات سے مایوس نہ ہو  
بکے بکے سے خیالات سے مایوس نہ ہو  
ختم ہو گی نہ کبھی تیرے مرے سات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات

ایک انجان حسینہ سے ملاقات کی رات



میرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے  
کسی کے نازنین جلوے مری دنیا پہ چھائے ہیں  
وہ میز آرزو بن کر مرے دل میں سمائے ہیں  
مجھے اب ان کے دل میں آرزو اپنی جگانی ہے

محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے

محبت میری دنیا ہے محبت شاعری میری  
محبت میرا نغمہ ہے محبت زندگی میری  
محبت کے سہارے ایک نئی بسائی ہے

محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے  
چلا ہوں لے کے اس محفل میں اپنے دل کا نذرانہ  
مری ہستی ہے ان کے پیار کا رنگین افسانہ  
نگاہیں چار کر کے آج قسمت آزمائی ہے

محبت ہی محبت ہے ، ، جوانی ہی جوانی ہے  
مرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے



پیا کھل کے نہ نین ملائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے  
کوئی کیسے اسے سمجھائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے  
اڑتی گھٹا بھی کہے سرد ہوا بھی کہے  
کرے تو پیار موسم کی ادا بھی کہے  
دل کی صدا بھی کہے یونہی سادون بیت نہ جائے رے  
جیا ترس ترس رہ جائے

دل بھی ہے پیار بھی ہے ہم ہیں بہار بھی ہے  
تھوڑا سا تیری آنکھ میں چاہت کا اقرار بھی ہے  
تھوڑا انکار بھی ہے کا ہے بختی بات گنوائے رے

جیا ترس ترس رہ جائے

دل میں ارمان بھی ہے موسم جوان بھی ہے  
زلفوں کی گھٹی چھاؤں میں جینے کا سامان بھی ہے  
مرنا آسان بھی ہے وہی جیئے گا جو مر جائے رہے

جیا ترس ترس رہ جائے  
پیا کھل کے نہ نین ملائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے



ماریا ماریا ماریا  
ماریا مائی سویت ماریا مائی سویت ہارٹ  
اے دل دیوانے گاتا جا، گاتا جا دھن میں اسی کی  
گاتا جا گاتا جا

وہ سنیں یا نہ سنیں تو گا گا گا، گاتا جا  
تو جو آ جائے تو آ جائے، مستی چھا جائے، چھا جائے  
دھڑکن کھل جائے کھل جائے جنت مل جائے مل جائے  
جھوم کر راہوں میں آ جا بانہوں میں آئے گی جھومے گی  
ناچے گی، گائے گی

ماریا ماریا ماریا  
جانیاں مائی سویت ہارٹ جانیاں مائی سویت ہارٹ  
ایسا نہ کرو تم اے جی دیکھو ہم ہوں گے بدنام  
نہ ستاؤ، آہیں نہ بھرو تم  
ذرا سوچو او میرے گلغام جاؤ، جاؤ

اے شوخ نازنین جانے کے ہم نہیں ارے مرجائیں گے یہیں نہ نہ نہ نہ!

ہاں ہاں ہاں ہاں!

اچھا تو تیری ہوں، تیری ہوں تیری

جانیاں، ماریا جانیاں، ماریا

جانیاں مائی سویٹ ہارٹ ماریا مائی سویٹ ہارٹ



خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

تم ہی انہیں بلاؤ تم ہی انہیں پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

دیران دل کی دھڑکن آواز دے رہی ہے

تم سامنے تو آؤ پردہ نشیں بہارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

جج مچ مری دعائیں کیا تم کو کھینچ لائیں

میرے قریب آ کر اک بار پھر پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

بے چین آرزوئیں کب سے ترس رہی ہیں

تم دور دور کیوں ہو الفت کی یادگارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

تم ہی انہیں بلاؤ تم ہی انہیں پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو



دلوں کے شکار کو کنارے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

دلوں کے شکار کو کنارے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

آنکھ ملانا ذرا دیکھ بھال کے

میرے پاس آنا دل سنبھال کے

بانگی تصویر ہوں میں ابھی زنجیر ہوں میں

بچنا جی تیر ہوں میں

دلوں کے شکار کو کنارے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

ہاتھ بڑھاؤ گے تو لٹ بی جاؤ گے

آ کے میری گلی بچ نہ پاؤ گے

بانگی تصویر ہوں میں ابھی زنجیر ہوں میں

دلوں کے شکار کو کنارے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی



مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو

جس طرح ملی ہیں دو رو جس اس طرح سے لب مل جانے دو

سینے سے ہٹا دو آنچل کو شانے سے جھٹک دو زلفوں کو

ہائے تجھ کو بھلانا



راتیں پیار کی بیت جائیں گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی  
پھر نہ آئیں گی

دل کا دامن بھر کے دیکھ لے  
یہ گناہ بھی کر کے دیکھ لے  
رات امنگ بھری دن سہانے  
کھونہ جائیں کہیں یہ زمانے  
یہ زمانے

راتیں پیار کی بیت جائیں گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی  
کل جو ہوسو ہو اب تو جھوم لے  
بادلوں میں چل تارے چوم لے  
رات امنگ بھری دن سہانے  
کھونہ جائیں کہیں یہ زمانے  
یہ زمانے

رات پیار کی بیت جائے گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی

چلتی ہوئی رنگیں گھڑیوں کو رکنے کا سبب مل جانے دو  
مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو  
ان پاک گناہوں کی گھڑیاں آتی ہیں مگر ہر رات نہیں  
اس رات میں سب کھو جانے دو اس رات میں سب مل جانے دو  
مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو



دل کو درد بنانے والے تیری دور بلائیں  
سن پائے تو سنتا جا میری بے آواز صدائیں  
تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا

دور روز تیرے پہلو میں بس کے  
غم لے لیے ہیں لاکھوں برس کے  
گذرا زمانہ میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا

تیری خوشی تو غم دیتا جایا بیدار کیے جا  
لیکن اس تقدیر کے مارے دل کو ساتھ لیے جا  
آنکھوں میں آنسو ہونٹوں پہ دم ہے  
تیرا بھی غم ہے اپنا بھی غم ہے  
بگڑی بنانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں





اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ صرف عمر کئی زندگی نہیں گزری  
 غزل کا حسن ہو تم نظم کا شباب ہو تم  
 صدائے ساز ہو تم نغمہ رباب ہو تم  
 جو دل میں صبح جگائے وہ آفتاب ہو تم  
 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 مرے جہاں سے کوئی روشنی نہیں گزری  
 فضا میں رنگ نظاروں میں جان ہے تم سے  
 میرے لیے یہ زمیں آسماں ہے تم سے  
 خیال و خواب کی دنیا جوان ہے تم سے  
 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 بڑے یقین سے میں نے یہ ہاتھ مانگا ہے  
 دلوں کی پیاس نے اب حیات مانگا ہے  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں سمجھوں گا  
 کہ انتظار کی مدت ابھی نہیں گزری



ذرا سی اور پلا دو بھنگ میں آیا دیکھ کے ایسا رنگ  
 کہ دل میرا ڈولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 میری تو عقل ہوئی ہے دنگ یہ کیسا بدلہ تیرا رنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 مجھے سمجھ نہ تو بیراگی میں نے آج تپسیا تیاگی  
 تیرے روپ کا جھٹکا کھا کے میری سوئی جوانی جاگی  
 جاہٹ جارے ملنگ کرے کیوں بچ سبھی کے تنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اور ہیں ہم بھولا  
 کیوں تھام کے دل کو ٹہلے جو چوٹ لگی ہے سہ لے  
 اس بات پہ اب ضد کیسی، جو بات نہ مانی پہلے  
 کیوں جھگڑے میرے سنگ، میں تجھ سے ہار چکا ہوں جنگ  
 کہ دل میرا ڈولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 میرے دل سے نکلے ہائے، گوری کیوں نخرے دکھائے  
 ذرا ہنس کے گلے لگ جا، تجھے کنوارا پیار بلائے  
 ترے من پہ چڑھ گیا رنگ یونہی اب کیوں چکائے رنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اور ہیں ہم بھولا



دیکھو چم چم گھنگھر و بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 بات چلے تو آنجل ڈھلکے  
 یک یک روپ گگیاں چھلکے  
 پنچن کا یا جھلمل جھلکے  
 کھائے کمریا بھکولے  
 دیکھو چم چم گھنگھر و بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 پل پل بڑھتی جائے ابھن  
 پار کرے کیسے گھر آنگن  
 جان کی دشمن بن گئی جھانجن  
 بھید چیرا کے کھولے  
 دیکھو چم چم گھنگھر و بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 پی بن ایسے ترپے گوری  
 بن چندا جس طرح چکوری  
 جائے گی ملنے چوری چوری  
 ساس ندیاں جب سولے  
 چم چم گھنگھر و بولے



سجھی تھی کہ یہ گھر میرا ہے  
 معلوم ہوا مہمان تھی میں  
 ان سب کے لیے انجان تھی میں  
 مرا کھویا بچپن لا دو مجھے  
 کیا دوش ہوا سمجھا دو مجھے  
 وہ ہونٹ ..... کی کہتے ہیں ہائے  
 جن ہونٹوں کی مسکان تھی میں  
 شاد رہو آباد رہو  
 میں تم سے دور چلی آئی  
 پردیس بنی ہیں وہ گلیاں  
 جن گلیوں کی پہچان تھی میں



گا بوچی گا بوچی گم گم کشکی گم گم  
 اوصنم ہم دونوں ساتھ رہیں جنم جنم  
 گا بوچی گا بوچی گم گم کشکی گم گم  
 پھولوں جیسا چہرہ ڈالی جیسا تن ہے  
 تیری ہی امانت ہر دھڑکن ہے  
 آ بھی جا بانہوں میں پیار کا ہوسنم  
 اوصنم

جاگے جاگے ارماں بھیگا بھیگا موسم  
دلوں کی یہ ہلچل بوندوں کی یہ جھم جھم  
ارے اوصنم  
ہم دونوں ساتھ رہیں جنم جنم

(۱)

آ جا آ جا آ جا  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
ہو تجھ کو پکارے میرا پیار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیری چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
آخری پل ہے آخری آپس تجھے ڈھونڈ رہی ہیں  
ڈوبتی سانسیں بجھتی نگاہیں تجھے ڈھونڈ رہی ہیں  
سامنے آ جا ایک بار  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
دونوں جہان کی بھینٹ چڑھادی میں نے چاہ میں تیری  
اپنے بدن کی خاک ملا دی میں نے راہ میں تیری  
اب تو چلی آ اس پار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیری چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار

(۲)

آ جا آ جا

تجھ کو پکارے میرا پیار  
اتنے یگوں تک اتنے دکھوں کو کوئی سہہ نہ سکے گا  
تیری قسم مجھے، تو ہے کسی کی کوئی کہہ نہ سکے گا  
مجھ سے ہے تیرا اقرار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیرہ چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار



چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا تو بنا بات جانا ہے برا  
اتجھے نہیں یہ اشارے پیڑوں تلے چھپ چھپا کے  
آؤ نا دو باتیں کر لیں نظروں سے نظریں ملا کے  
دن ہیں پیار کے موج بہار کے  
دیکھو بھولے بھالے دل کو ترسانا ہے برا  
چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا، آ کے بنا بات کیے جانا ہے برا  
دل آ گیا ہے تو پیارے بدنام ہونے کا ڈر کیا  
عشق اور وفا کی گلی میں دنیا کے غم کا گذر کیا  
دن ہیں پیار کے موج بہار کے  
دیکھو بھولے بھالے دل کو ترسانا ہے برا  
چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا، آ کے بنا بات کیے جانا ہے برا

رنگ چہرے کا لال کرنی ہو

(ع)

چپ ہی رہے یہ کیا قیامت ہے  
آپ کی یہ عجیب عادت ہے  
اتنا ہنگامہ کس لیے آخر  
پیار ہے یا کوئی مصیبت ہے  
جب بھی ملتے ہو جانے تم کیا کیا  
الٹے سیدھے سوال کرتے ہو

(م)

مستیاں سی فضا پہ چھائی ہیں  
وادیاں رنگ میں نہائی ہیں  
نرم سبزے پہ سرخ پھولوں نے مٹائی  
چادریں بچھائی ہیں  
چھوڑ شرمنا ایسے موسم میں  
کیوں طبیعت نڈھال کرتی ہو  
کہتے ڈرتی ہو، دل میں مرتی ہو



دھوم مچے دھوم آج کی ریٹا  
بھور ہونے تک جاگے جوانی



ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں  
چاند اور تارے ہنستے نظارے  
دل کے سبھی دل میں سکھی جادو جگائیں  
ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
کہا بھی نہ جائے رہا بھی نہ جائے  
تم سے اگر ملے بھی نظر ہم چھپ جائیں  
ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں



(م)

کہتے ڈرتی ہو دل میں مرتی ہو  
جان من تم کمال کرتی ہو  
آنکھوں آنکھوں میں مسکراتی ہو  
باتوں باتوں میں دل لبھاتی ہو  
نرم سانسوں کی گرم لہروں سے  
دل کے تاروں کو گدگداتی ہو

صبح تک اب رہے اک کہانی  
جھومتی دھڑکنوں کی زبانی  
جب تک رات چلے پیار کی بات چلے  
تیری میری، میری تیری بات چلے  
رنگ لہراتے رہیں، انگ تھراتے رہیں  
تپتے چہروں سے شعلے کی لپٹیں  
تو ہے، توری ہی قسم، توڑ مت اولہم

ہم کا دے دی انگوٹھی نشانی، توری ہوگی، بڑی مہربانی  
کیا سمجھتا ہے ہم کو اوپر آنی ہمارا کاٹا تو مانگے نہ پانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا  
دکھ والا دھیان کوئی آج تمہیں نہ آئے  
دکھ جو آئے تو کیا، غم ستائیں تو کیا،  
آدمی کو چاہیے کہ کبھی گھبرائے نا  
ٹوٹنے والا ہے دم، کھائے جاتا ہے یہ غم  
بنے دلہن میری بیارانی، عمر گھر میں پڑے نہ بیتانی  
ہر مصیبت ہے آنی تے جانی،  
ہے یہ اپنے گرو جی کی بانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا  
پلے نہ سوگ جہاں سکھی ہوں لوگ جہاں  
ہم کو ہے ساتھی اپنی دنیا بسانی  
سینوں میں آگ لیے ہونٹوں میں راگ لیے  
ہم کو اندھروں میں ہیں شمعیں جلائی



کالے پتھر کی قسم جب تک ہے دم میں دم  
ہم نہ دیکھیں گے رسیں پرانی  
کرنہ پائے یہاں حکمرانی  
آج سے ہم نے ہے دل میں ٹھانی  
لائیں گے اک نئی رت سہانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا

☆

دم ہے باقی تو غم نہیں  
عیش کے رستے کم نہیں  
آنکھ وہ کیا، دل ہی وہ کیا، جو نہ کریں کوئی خطا  
ہاتھ بڑھا، ساز اٹھا، دنیا کا غم کریں اپنی بلا  
دم ہے باقی تو غم نہیں  
کل کے لیے آج نہ ڈر دل سے منام کا اثر  
سوچ نہ کر آہ نہ بھر آنکھوں میں بسیرا کر دل میں اتر  
دم ہے باقی تو غم نہیں  
رت ہے جواں وقت حسین رہے آج یہاں  
کل کا یقیں ہم کو نہیں تھم نہ جائے کہیں گھومتی زمیں  
دم ہے باقی تو غم نہیں



چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
میرے دل کی دھڑکن تجھ کو پکارے

کھوئے کھوئے سے یہ مست نظارے  
 ٹھہرے ٹھہرے سے یہ رنگ کے دھارے  
 ڈھونڈ رہے ہیں تجھ کو ہمارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
 کونے کونے مستی پھیل رہی ہے  
 بائیں بن کر ہستی پھیل رہی ہے  
 تجھ بن ڈوبے دل کو کون ابھارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
 نکھر نکھرا سا ہے چاند کا جو بن  
 بکھرا بکھرا سا ہے نور کا دامن  
 آ جا میری تنہائی کے سہارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے



دیکھ ادھر ادھر جادوگر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دل پر ڈورے ڈال کر تو نے  
 کر لیا ہم کو بس میں  
 پہلے ہی میل میں کھا بیٹھے ہم مر مٹنے کی قسمیں  
 تر جھی نظر تھی یا خنجر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دیکھ ادھر ادھر جادوگر

پل دو پل کی ہیں یہ بہاریں  
 پل دو پل کے میلے  
 کیا جیتے گا دل کی بازی  
 جو ڈر ڈر کر کھیلے  
 سوچ نہ کر بانگے دلبر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دیکھ ادھر ادھر جادوگر



پیچھے پیچھے آ کر چھولو ہمیں پا کر  
 چھپ چھپ جانا ہو  
 دیکھو نہ بولو جی دائیں بائیں  
 پاؤں کہیں الجھ نہ جائیں  
 چاہت کے رستے میں پھیر بڑے ہیں  
 گرد سے پھسل کر چلنا سنبھل کر  
 پیچھے پیچھے آ کر چھولو ہمیں پا کر  
 چھپ چھپ جانا ہو  
 چوری چوری آ کر مورے سیاں  
 تم اور تھاموں موری بیاں  
 جاؤں جی تم سے دلیر بڑے ہیں  
 آئے جو اکڑ کر ماروں گی پکڑ کی  
 چھپ چھپ جانا ہو

جھٹک دکھا کر ترساؤں  
پر کبھی پکڑی نہ جاؤں  
تم جیسے منی کے شیر بڑے ہیں  
ہنس کر مچل کر ہاتھوں سے نکل کر  
چھپ چھپ جانا ہو



اونچے سر میں گائے جاستی میں لہرائے جا  
دنیا کے بازار میں اپنا بینڈ بجائے ج  
دنیا کے بوجھ کو سر سے اتار دے  
انسان کے جھوٹ کو بدوق مار دے  
کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا  
ہاں ہاں تم نے ٹھیک کہا  
ارے

اونچے سر میں گائے جاستی میں لہرائے جا  
دنیا کی گاڑیاں چلتی ہیں جھوٹ پر  
دنیا کو مار دے بانا کے بوٹ پر  
کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا  
ارے تو پھر میں نے ٹھیک کہا  
دنیا کے پھیر میں پڑنا فضول ہے  
زندگی اسی کی ہے جو کہ ڈیم فول ہے  
کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا

تم نے بالکل ٹھیک کہا



او بھولے پیپہا  
تم چلو ہمارے ساتھ بلما  
ڈر یونہ آگ لگے بنگلے میں  
یہ دنیاں اور یہ ہونٹ پھول ہیں چھری نہیں چھری نہیں  
دنیا کو ہار کر دل کی جیت کچھ بری نہیں بری نہیں  
او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریو نہ غم  
تم چلو ہمارے ساتھ بلما  
کر لو جی آنکھیں چار پیار سے ڈرو نہیں ڈرو نہیں  
جینے کے دن ہیں سرکار آج کل مرو نہیں مرو نہیں  
او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریو نہ غم  
یہ ہیں متانے دن رات لوٹ کر آئیں گے نہیں آئیں گے نہیں  
او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریو نہ غم  
تم چلو ہمارے ساتھ بلما  
ڈر یونہ آگ لگے بنگلے میں



پھیلی ہوئی ہیں سپنوں کی بانہیں  
آ جا چل دیں کہیں دور  
وہی میری منزل وہی تیری راہیں

آ جا چل دیں کہیں دور

اونچی گھٹا کے سائے تلے چھپ جائیں  
دھندلی فضا میں کچھ کھوئیں کچھ پائیں  
سانسوں کی لے پر کوئی ایسی دھن گائیں  
دے دیں جو دل کو دل کی پناہیں

آ جا چل دیں کہیں دور

جھولا دھنک کا دھیرے دھیرے ہم جھولیں  
امبر تو کیا ہے ستاروں کے بھی لب چھولیں  
مستی میں جھو میں اور سبھی غم بھولیں  
دیکھیں نہ پیچھے موڑ کر نگاہیں

آ جا چل دیں کہیں دور

پھیلی ہوئی ہیں سپنوں کی بانہیں

آ جا چل دیں کہیں دور



ہائے

آؤنی سکھوں آؤنی اڑیو دیکھو چیز زالی  
نہ یہ مونچھوں والی شے ہے اور نہ چوٹی والی  
مجھے تو سکھو روپ اس کا دونوں کے بیچ کا لگتا  
دیس دیس میں تیری خاطر بیٹر بن کر گھوما

گا گا کروہ دھوم مچائی سارا یورپ گھوما

مجھے نہ دھنکار گوریے کہ میں تو تیرا یار لگتا

ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو!

جانے تو انسان ہے کوئی یا بھتنی کا بچہ

خود کو میرا یار کہا تو کھا جاؤں گا کچا

دیکھے تو تیری جان نکلے جو میرا دلدار لگتا

مجھے نہ دھنکار گوریے کہ میں تو تیرا یار لگتا

ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو

سات سمندر

پار سے آیا لے کر کپڑا گھنا

میں ہی تیرا یار ہوں گوری مان لے میرا کہنا

وہاں نہ ایسا روپ بھرتا تو لوگوں کو گورا لگتا

مجھے تو سکھو روپ اس کا دونوں کے بیچ کا لگتا

ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو

مرنے جیسی ٹانگیں تیری، بندر جیسا چہرا

تو اور میرے گھر آئے گا باندھ کے سر پہ سہرا

شیشے میں جا کے تک مکھڑا تو کوئی چڑی مار لگتا

اب تو مان لے اب تو کہہ دے مجھ کو اپنا جانی

تجھ پر صدقے تجھ پہ داری میری بھری جوانی

تو کھیتوں کا رنبہ بن گیا میں فصلوں کی رانی

مجھے یہ تیرا روپ بچناں بڑے ہی لچھے دار لگتا

تو میری دلدار لگتی میں تیرا دلدار لگتا

اوائے اوائے بے بے





## چوہدری افضل حق

مت سوچ کہ افضل نہیں اربابِ وطن میں  
یہ دیکھ، فضا شعلہ فشاں ہے کہ نہیں ہے  
جو آگ سلگتی رہی اس شیر کے دل میں  
اس آگ سے ہر روح تپاں ہے کہ نہیں ہے  
بیزار غلامی سے ہیں روہیں کہ نہیں ہیں  
سرکش سا ہر اک پیر و جوان ہے کہ نہیں ہے  
بجلی سی ہر اک ذہن کے آئینے میں رقصاں  
شعلہ سا ہر اک دل میں نہاں ہے کہ نہیں ہے  
کچلے ہوئے طبقات کی بڑھتی ہوئی تنظیم  
آزادی عالم کا نشاں ہے کہ نہیں ہے  
جس دیس میں سانوں پہ بھی تعزیر تھی اک دن  
وہ شعلہ و صرصر کی زباں ہے کہ نہیں ہے  
بیدار جوانوں کی نگاہوں کا تمکُن  
ناموسِ وطن کا نگراں ہے کہ نہیں ہے  
پچکے ہوئے سینوں میں پرافشاں ہے بغاوت  
سوکھے ہوئے جبروں میں زباں ہے کہ نہیں ہے  
اک سیلی بلاخیز ہے گرداب کی زد میں  
یہ کارگہ شیشہ گراں ہے کہ نہیں ہے